زاهدا فی الدنیا راغبا الی العقبیٰ ثابتا علی السعادة والسخاوة من غیر التفات الی رسوم اهل البطالة وان یجعل الوحدة والعزلة راس ماله فانها متمسک ارباب الصدق والصفا فان استطاع ان یستغرق اوقاته علی الملازمة بالخلوة فهو اولیٰ واحریٰ وان لم یتیسر له ذلک فلیجعل لنفسه نصیبا منها وینبغی ان لا یکون سنة خالیة عن خلوة او خلوتین فان کان هکذا فیده العزیزة نائبة عن یدنا وبین الناس خلیفتنا فرحم الله من اکرم وعظم من اکرمنا وعظمناه و اهان من اهانه فاسئل الله العظیم المنان ان یکون الاخ المشار الیه مرضیا عند الله ومحبوبا عند الناس اللهم بلغه الی منتهیٰ مطالب الصدیقین وأوله الی اعلیٰ درجات العارفین الکاملین المکملین بحرمة النبی وآله و صلی الله علیٰ خیر خلقه محمد واله واصحابه اجمعین من فقیر الحقیر المجیز المرخص رکن الدین

بیہودہ لوگوں کی رسوم کے ثابت رہے۔ اپنے راس المال (یعنی عمر عزیز) کو وحدت و گوشہ نشینی میں گذارے، کیونکہ صاحبان صدق و صفا کا یہی سہارا ہے۔ اگر اپنے اوقات کو ہمیشہ خلوت میں رکھنے کی طاقت رکھے تو بہتر اور مناسب ہے اور اگر اس قدر نہ ہو سکے تو چاہیے کہ اپنے لئے اس سے کچھ نصیب مقرر کرے۔ اور چاہیے کہ اس کا طریقہ ایک دو خلوت سے خالی نہ رہے پس اگر ایسا ہو کر رہے، تو اس کا عزیز ہاتھ ہمارے ہاتھ کا نائب ہوگا۔ اور لوگوں میں وہ ہمارا خلیفہ ہوگا۔ پس خدا اُس پر رحم کرے کہ جو اُس شخص کی تعظیم و تکریم کرتا ہے۔ جس کی ہم تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اور اس کو ذلیل کرے جو اُسے ذلیل کرے۔

اب میں خدائے عظیم سے دُعا مانگتا ہوں کہ برادر مذکور خدا کے نزدیک پسندیدہ ہو۔ اور لوگوں کے نزدیک پیارا ہو۔ خداوندا اس کو صدیقوں کے مطالب کے انتہا تک پہنچا دے اور اُس کو کامل مکمل عارفین کے درجہ تک پہنچا دے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور اُن کی آل کے صدقے

وصلے اللہ علےٰ خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین۔

فقیر حقیر اجازت دینے والا رخصت دینے والا

بن عبد القدوس اسمٰعیل الحنفی	رکن الدین بن عبد القدوس اسمٰعیل حنفی نے اس کو
کتبہ وحررہ سنہ تسع سبعین	۹۷۹ھ میں لکھا +
وتسعمائۃ والسلام علی من	سلام اُس پر جو ہدایت کی تابعداری
اتبع الھدیٰ +	کرے +

واضح ہو کہ چونکہ حضرت مخدوم صاحب نے حضرت شیخ عبد القدوسؒ سے نسبت وخلافت حاصل کی۔ اس لئے ان دونوں بزرگوار کا ذکر بھی اس کتاب میں ہوا لہٰذا تھوڑا بہت ذکر ان بزرگان کا اس جگہ کیا جاتا ہے +

شیخ عبد القدوس قدس سرہ العزیز

آپ شیوخ مشہورہ ہندوستان اور فرزندان شیخ صفی الدین سے ہیں۔ جو اصول وفروع علوم فحول علمائے محققین سے تھے۔ اور صاحب تصانیف مفیدہ تھے شکر وشورش قوی رکھتے تھے۔ باوجود وجد وسماع کثیر اور جذبات وغلبات کثیرہ کے رعایت سُنّت سنیہ وامور دینیہ نہایت ودرجہ کرتے تھے۔ کتاب انوار العیون آپ ہی کی تالیفات سے ہے۔ اور سات فنون پر مشتمل ہے۔ ہر فن میں اسرار ومعارف کا بیان کیا ہے اس فن میں یہ آپ کی پہلی کتاب ہے +

آپ نے بیان کیا ہے کہ اگرچہ مجھ کو ارادت مخدوم شیخ محمد سے حاصل ہے تاہم میں نے بہت سے فیوض بطریق باطن آپ کے جد شیخ احمد قدس سرہٗ سے اخذ کئے ہیں۔ اس کتاب میں آپ نے اُن کی بہت کچھ تعریف مدح کی ہے +

نیز درویش قاسم اودھی سے بھی جو بزرگان سلسلہ سُہرو۔ دو چشت سے تھے اجازت خلافت حاصل کی +

اس کتاب کے علاوہ اور بھی آپ کے بہت سے رسائل ومکاتیب ہیں +

لطیفہ

ایک مکتوب میں آپ لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ محمود محمد گیسو دراز نے حیرانی سے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ وراء الورا ہے۔ اگرچہ یہ بات بھی ہو کیونکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ طلب الٰہی میں طالب کی زبان پر کلمہ وراء الورا ہوتا ہے۔ رفیقوں نے کہا ہے کہ

نہایت عبارت ہے رجوع الی البدایت سے اور چونکہ نہایت کی بدایت نہیں۔ اس لئے نہایت کی نہایت نہیں، کیونکہ ذات حق تعالےٰ کی کوئی نہایت نہیں۔ اس لئے طالب نہایت میں بے نہایت ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ نہایت میں رجوع بدایت کی طرف کرتا ہے۔ مومنین خدائے تعالےٰ کو بہشت میں دیکھینگے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ حق تعالےٰ بہشت میں سمایا ہوا ہوگا۔ تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیراً لیکن طالب کو بہشت میں اور بہشت سے ہونا چاہیے۔ چونکہ ما فی الجنۃ سوی اللہ نظر آئیگا۔ وراء الوراء اور تحت الثرےٰ یکجا ہو جائیگا۔ اسی طرح اور بھی بہت سے اسرار سکریہ آپ نے اس کتاب میں بیان کئے +

ب ۲

ایک اور مکتوب میں آپ نے بیان فرمایا ہے کہ کُوْنُوْا مع الصّادِقِیْنَ وہ فرمان ہے جو بے اعانت صاحبان و بے مصاحبت آشنایان بار دشوار ہے۔ اگرچہ کردار حسن صد ہزار ہو +

ب ۳

ایک شخص نے خواطر فاسدہ سے آپ سے سوال کیا۔ فرمایا، افسوس ایسی بات پوچھی جو بلائے سخت ہے۔ اور کوئی ولی نبی نہیں ہے جو اس میں مبتلا نہ کیا گیا ہو اس لئے کہ وہ بشر ہیں اور اس مجازی راہ پر اُن کی گذر ہوئی ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ ایک کو بطریق ابتلا و امتحان اُس میں مبتلا کرتے ہیں۔ اور یہ اُس کے قرب اور اُس کی علو ہمت کا سبب ہوتا ہے۔ اور ایک کو از راہ خسران و غرق گرفتار کرتے ہیں۔ اور یہ اُس کے بعد و حرمان کا سبب ہوتا ہے جیسا کہ بدوں کا حال ہے۔ اس جگہ مردوں اور نامردوں کی تمیت ظاہر ہو جاتی ہے کہ خلق المحراب دجال وللطعن رجال وللشہادۃ رجال وللقصعۃ رجال کہا گیا ہے۔ یعنی جو تیغ مارتا ہے تیغ کھاتا ہے جو پیالہ چاٹتا ہے ثرید کھاتا ہے +

آپ کے اکثر مکاتیب میں انکسار و افتقار اور خوف خاتمہ کا بیان ہے۔ آپ کے مکاتیب کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ آپ باوجود غلبات احوال رعایت امور دینیہ میں وہ پایہ رکھتے تھے کہ ایک روز امام مسجد موجود نہ تھا آپ کے برادر زادہ آگئے۔ بڑھ کر

امامت پر کھڑے ہو گئے۔ اور **الذین ، انعمت** کے درمیان وقف کیا۔ بعد نماز آپ بہت غصہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ نوجوان لڑکوں کو نہیں چاہیے کہ امامت کر کے لوگوں کی نماز فاسد کریں معلوم نہیں صلہ موصول ایک کلمہ کا حکم رکھتا ہے۔ اُن کے درمیان وقف کرنا جائز نہیں۔ اور پھر یہ کہہ کر آپ نے اپنی نماز دوہرائی +

۴

ایک مکتوب میں آپ نے لکھا ہے کہ افسوس فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر درپیش ہے! کیسا کھانا پینا اور کیسی نیند و آرام، کیسے راحت و آرام ہوں

کس ہے ندہد نشان آب گل من | حل مے نشود دریں جہاں مشکل من
از ہیبت آں دراہ چوں شد دل من | تا خود بکدام رہ بود منزل من

ایک اور جگہ آپ لکھتے ہیں

درکوے بتاں رفت ہمہ عمر دریغا | چوں برہمن پیر بہ بُت خانہ بمانیم

عمر آخر ہوئی اجل سامنے ہے اور سفر آخرت درپیش اور اب تک علم و عمل بطریق سید الاولین والآخرین حاصل نہیں ہوا اور خوف وحیرت دامنگیر ہے +

امام المسلمین امام ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اکثر ما یسلب الایمان عند النزع اکثر لوگوں کا ایمان نزع کے قریب سلب کر لیا جاتا ہے +

ہم نہیں جانتے کہ اُس وقت کیا پیش آئے +

ایک روز آپ نے اپنے بڑے فرزند کو وصیت لکھتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ اے فرزند فرصت بہت عزیز ہے۔ روز و شب تحصیل علوم میں جدّ و جہد کرو۔ اور کوشش بلیغ کرتے رہو۔ تحصیل علوم کا یہی وقت ہے۔ اور دوام طہارت، اداے فرائض و سنن و رواتب مع تعدیل ارکان (نماز کے ہر رکن کو اچھی طرح ادا کرنا) اور خشوع و خضوع کے ساتھ جیسا کہ صاحب شرع نے فرمایا ہے۔ اپنے اوپر لازم رکھو۔ کیونکہ سعادت دوجہانی اور دولت جاودانی اسی میں متصور ہے۔ اور یہی برکات و رحمت بیشمار کا باعث ہے یہی جان لو کہ مقصود علم سے عمل کرنا ہے۔ فرداے قیامت میں سوال عمل ہی کا کیا جائیگا نہ علم کا۔ اور عمل سے مقصود اخلاص محبت حق تعالےٰ ہے لِّيَسْئَلَ الصَّادِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ اور اخلاص و محبت سے مقصود محبوب ہے جو معبود برحق اور وجود مطلق ہے

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ انتہے کلماتہ الشریفۃ +
آپ کا انتقال پُرملال اس جہان فانی سے ۱۱۴۶ھ ہجری کو ہوا۔ چنانچہ شیخ اجل
آپ کی تاریخ وفات ہے۔ تربت شریف آپ کی گنگوہ میں مشہور ومعروف ہے۔
گنگوہ کرنال کے قریب دریائے جمن کے ساحل پر واقع ہے +
آپ نے اپنے شیخ کے بعض آخری حالات میں ذکر کیا ہے کہ ساعت بساعت
آپ پر حیرت و بیخودی مشغولے ہوتی جاتی تھی اور استغراق غلبہ کرتا جاتا تھا۔ ایک نے
حاضرین میں سے آپ سے اس کا راز دریافت کیا۔ فرمایا میں نے دل کو ذکر میں
بہت کوفتہ کیا۔ اب سلطان ذکر رفتہ رفتہ غلبہ کرتا جاتا ہے اور مجھے نیست کرتا ہے +
آپ کے سات فرزند تھے۔ ہر ایک فرزند حال وقال میں بےمثیل تھا۔ شیخ احمد
سے جو آپ کے فرزند ثالث تھے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے
خاندان کا طریقہ نسبت یہ ہے۔ اول فرزندوں کو کمالات صوری حاصل کراتے ہیں۔ اور
پھر مجاہدات و ریاضات میں ڈال کر مقام قطبیت پر پہنچاتے ہیں +
میں نے خود آپ کی زبان دُرفشاں سے سُنا ہے آپ نے بیان کیا کہ جس زمانہ
میں ہم لوگ دہلی میں تحصیل علم میں سرگرم تھے۔ تو اس اثنا میں جب زیادہ عرصہ گذرجاتا
اور ہمارا دل آپ کے دیکھنے کو چاہتا، تو ہم آپ کی خدمت میں لکھتے کہ اگر ایسا ہو تو
ہم خدمت عالی میں حاضر ہوں۔ آپ تحریر فرماتے کہ تمہارے آنے سے تحصیل علوم میں
حرج واقع ہوگا۔ لہذا مجھ ہی کو تمہارے پاس آنا چاہیئے۔ غرض باوجود کبرسنی کے
آپ دہلی آتے اور ہم سے ملجاتے +
نیز آپ ہی نے بیان کیا کہ جب آپ اپنے وطن مالوف سے دہلی تشریف
لاتے۔ اور اکابر شہر دہلی کو آپ کے آنے کی خبر ہوتی تو دُور دُور تک وہ آپ کے
استقبال کے لئے آتے۔ اور قوال و مطرب بھی آپ کا استقبال کیا کرتے تھے۔
آپ سماع بہت سُنا کرتے تھے اور غایت شورش و سُکر میں سخنہائے مستانہ آپ سے
ظاہر ہوتے تھے +
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ دہلی کی ایک بہت بڑی محفل میں جس میں کئی ایک علما
بھی موجود تھے، شریک ہوئے۔ جب آپ پر حالت وجد طاری ہوئی۔ تو غلبۂ وجد کے

درمیان آپ نے کہا منصور دانائے راز انا سے تھے۔ فحول علما میں سے ایک یہ کلمہ سُن کر نہایت بے آرام ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر منصور دانائے انا تھے، تو اس جماعت کو نادان کیونکر کہا جا سکتا ہے، جن میں اُنہیں جیسے بہت سے موجود تھے۔ آپ نے اُسی طرح شورش کے ساتھ بیان کیا کہ میں اُنہیں لوگوں کو کہتا ہوں۔ ان عالم کے ایک دوست نے کہا کہ اے شیخ اُسے کیونکر نادان کہا جا سکتا ہے جس کے خون سے انا الحق کے نقوش ظاہر ہوئے ہوں۔ تب اُن بزرگ نے زمین پر دوات اُنڈیلی۔ اور کہا اگر یہ حق ہے۔ تو سیاہی کیا ہے جس سے نقوش اللہ ظاہر ہو گئے۔ آپ پہلے سے بھی زیادہ جوش میں آئے اور کہا افسوس اے نادان سریان حق جمادات میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور اُس میں موجود نہیں ہوتا +

نیز آپ کے انہیں فرزند موصوف نے بیان کیا کہ ایک دفعہ آپ دہلی میں تشریف رکھتے تھے۔ اور شیخ حاجی عبدالوہاب بخاری نے جو سید جلال الدین بخاری کی اولاد سے تھے اور صاحب علم۔ چنانچہ اُنہوں نے ان دنوں ایک تفسیر لکھی تھی۔ یہ تفسیر انہوں نے آپ کی خدمت میں ارسال کی۔ جب آپ نے تفسیر کو کھولا تو آیت تطہیر اہل بیت مُرکہ کو نبی علیہ وعلیہم الصلوات والتحیات دیکھی۔ اس آیت کی تفسیر میں اُنہوں نے لکھا تھا کہ اولاد نبی تمام مامون الخاتمہ ہیں اور اُن کی عاقبت علے الیقین بالخیر ہے۔ آپ نے اُس کے حاشیہ پر لکھ بھیجا ھذا خلاف مذھب اھل السنۃ یہ مذہب اہلسنت کے برخلاف ہے۔ اس پر اس دیار کے علما کے اور آپ کے درمیان عرصہ تک مناظرہ ہوتا رہا۔ آخر کو بات وہی قرار پائی جو آپ لکھ چکے تھے +

شیخ رکن الدین

آپ حضرت شیخ عبدالقدوس کے فرزند دوم اور خلیفہ اول ہیں جو آپ کے بعد ہی سجادہ نشین ہوئے۔ اور طریقہ قادریہ کی خلافت آپ نے سید ابراهیم الایرجی القادری سے حاصل کی تھی۔ جیسا کہ اوپر اجازت نامہ مذکور ہوا۔ سید ابراہیم ایک مرد کامل اور علمائے اعلام سے تھے۔ علوم عقلیہ ونقلیہ سے بہرہ کامل رکھتے تھے۔ چنانچہ اُن کے عہد میں او رکوئی عالم اُن کے برابر نہ تھا۔ اور یا یہ وجہ ہے کہ

آپ نے اشغال علوم کے ساتھ اذکار و اوراد اور تربیت و ارشاد کو بھی جمع کیا تھا ۔

سید ابراہیم شیخ بہاؤ الدین قادری شطاری کے مرید تھے، جن کا ایک رسالہ طریقہ شطاریہ میں مشہور و معروف ہے ۔

کہتے ہیں کہ آپ نے خواب میں شیخ نظام الدین عالدی سے بھی خرقہ پایا۔ اور ۹۳۲ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ اور روضہ حضرت امیر خسرو کے پائنتی مدفون ہوئے ۔

شیخ رکن الدین فرماتے ہیں کہ جس روز خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا عرس تھا۔ اور ایک جماعت آپ کے روضہ شریفہ پر رقص و سماع میں مصروف تھی۔ آپ (سید ابراہیم) شریک نہیں ہوئے۔ میں نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی۔ فرمایا: آپ روضہ شریفہ کے پاس جاکر مراقبہ کریں۔ جو کچھ آپ فرمائینگے وہی میں کرونگا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا جب قوال زیادہ جوش و خروش میں ہوئے۔ خواجہ صاحب مجھ پر ظاہر ہوئے۔ اور فرمایا ان چند بدبختوں نے میرا وقت تنگ کر رکھا ہے۔ میں نے آن کر آپ کی خدمت میں عرض کیا آپ تبسم کرنے لگے، اور فرمایا تو اب بھی مجھے معذور رکھو گے یا نہیں ۔

شیخ رکن الدین صاحب احوال و اطوار علیہ تھے۔ اور تصانیف شائستہ رکھتے ہیں از انجملہ آپ کی کتاب مرج البحرین، بہت سے اسرار و معارف پر محتوی ہے۔ از انجملہ آپکے مکتوبات ہیں۔ آپ کے مکاتیب میں سے ایک مکتوب میں نے حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی دیکھا، جو آپ نے اپنے ایک محرم راز کو لکھا تھا۔ وھی ھذہ

وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ الحمد للہ والمنۃ کہ آب دیدہ شہود میں بجز حق تعالےٰ کے اور کچھ نہیں رہا ہے۔ "مع ہذا جز افلاس و عجز پیش نہ و جز حیرت و درماندگی کیش نہ انتہےٰ"

تشنہ از دریا جدائی میکنم　　　بر سرے گنجے گدائی میکنم

شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حل بعض کلمات شکریہ و صحویہ کے متعلق بھی چند تحقیقات ہیں۔ از انجملہ یہ کہ آپ کے والد ماجد کی زبان پر ایک روز اثنائے سماع میں یہ کلمہ جاری ہوا کہ "خدا ہی جانتا ہے کہ ہم کہاں ہیں" اس کے بعد کہا "اگر کہو کہ خدا نہیں جانتا تو کہ سکتا ہے"

آپ اس کا حل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ "مراد ہمارے شیخ کی علم الٰہی سے تعین علم اجمالی و تفصیلی ہے جو وحدت اور واحدیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ آپ کی سیر

اُس وقت فوق تعین علم تھی" +

ایک عزیز نے اس حل کو خواجہ صاحب (حضرت مجدد الف ثانی) کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حل خالی از تکلف نہیں ہے اس لئے کہ شیخ ابن عربی اور ان کے تابعین رحمہم اللہ سیر فوق تعین علمی کے قائل نہیں ہیں۔ اور شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ تابعین شیخ ابن عربی سے تھے۔ پس آپ کی سیر فوق تعین، ذات سے تھی کیونکہ سُکر حال و قال سے ظاہر ہوتا ہے +

شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۹۸۳ھ ہجری میں واقع ہوا۔ آپ کا اور آپ کے بھائیوں کے مزار آپ کے والد ماجد کے مزار کے پہلو بہ پہلو واقع ہیں۔ مگر شیخ احمد پسر عبد النبی شہید کا مزار شاد آباد میں ہے۔ آپ کا انتقال ۹۷۷ھ ہجری میں ہوا۔ اور آپ کے فرزند مذکور کی شہادت ۹۹۱ھ ہجری میں ہوئی +

شیخ جلال بانیسری

چونکہ حضرت مخدوم صاحب کو شیخ فنا فی اللہ شیخ جلال بانیسری کے ساتھ بھی محبت و نسبت تھی اور بوجہ پیر بھائی ہونے کے آپ کی صحبتہائے و مجالس شائستہ گذری ہیں۔ لہذا کسی قدر آپ کا ذکر بھی اس جگہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے +

آپ اعاظم خلفاے حضرت شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ سے تھے۔ اور علوم ظاہری بھی بہرۂ تمام رکھتے تھے۔ حالت استغراق اکثر آپ پر غالب رہتی۔ حتیٰ کہ باواز بلند آپ حق حق کہا کرتے تھے۔ آپ نے عمر دراز پائی۔ کیونکہ آپ کا انتقال بعمرہ ۹۵ سال ۹۸۹ھ ہجری میں ہوا۔ اور اپنے شہر میں مدفون ہوئے +

حضرت خواجہ صاحب اپنے والد ماجد سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ جلال کے ایام اقتضا دموت، بہت طویل ہوئے۔ اور اس سبب سے لوگوں کے درمیان اضطراب اور شورش عظیم پیدا ہو گئی +

کہتے ہیں کہ جب پندرہ دن کے بعد آپ کو کچھ ہوش آیا۔ شیخ نظام جو آپ کے خلفاے عظام سے تھے، بہت تنگدل ہوئے اور عرض کیا حضرت یہ کیا حال ہے۔ اس حالت میں بیہوش درد و تمام یہ بیت پڑھی ؎

قومے ز وجود خویش فانی رفتہ ز حروف و معانی

جب خواجہ صاحب نے آپ کی یہ حکایت ختم کی تو آپ کے گلے میں ہچکی بندھ گئی۔ اور رخساروں پر اشک ٹپکنے لگے۔ ایک عرصہ تک آپ سرنگوں رہے +

حضرت جلال کی تالیفات سے بہت سے رسائل مفیدہ ہیں۔ تھوڑا بیان آپکے رسالہ ارشاد الطالبین سے اس جگہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے:۔

آپ لکھتے ہیں کہ عشاق صرف منازل کشف و کرامات ہی پر بیٹھے نہیں رہتے بلکہ آگے بھی ترقی کرتے ہیں۔ اور کسی چیز سے مقید نہیں ہوتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ عبادت، زہد اور تقوے طہارت اور ریاضت سے احتراز رکھتے ہیں اور اُسے حقیر جانتے ہیں۔ بلکہ وہ خون پیتے ہیں، جان ہلاک کرتے ہیں اور گم ہو جاتے ہیں۔ اور پیش از مرگ مر جاتے ہیں اور حق تک پہنچتے ہیں۔ اس جگہ اکثر مدعیان سلوک اور جہال صوفیہ راہ خطا اختیار کر کے گمراہ ہو گئے ہیں العیاذ باللہ من ذالک +

سلف صالحین رضی اللہ عنہم اجمعین سے نقل کیا گیا ہے۔ انما حرمان الوصول فی تضیع الاصول والاصول رعایۃ الشریعۃ والطریقۃ کہ حرمان وصول کے ضائع کر دینے میں ہے اور اصول شریعت و طریقت کی مراعات کرنا ہے۔ اور یہ جو کہا گیا ہے۔ تلاوۃ القرآن والاشتغال بالعلوم الشرعیۃ امور حسنۃ لکن شان الطالب شان آخر کہ تلاوت قرآن مجید اور اشتغال بعلوم دینیہ امور حسنہ ہیں لیکن طالب کی کچھ اور ہی ہے۔ سو یہ نظر بزوائد و نوافل کہا گیا ہے۔ کیونکہ طالب حق کا کام ادائے فرائض کے بعد شغل بہ باطن ہے نہ اشتغال بکثرت نوافل و اعمال جوارح انتہٰے +

ملاقات حضرت مخدوم صاحب و شیخ کمال

حضرت شیخ جلال رحمۃ اللہ علیہ کی اثنائے ملاقات و مجالس میں حضرت مخدوم صاحب کی ملاقات حضرت شیخ کمال سے بھی ہوئی۔ اور برسوں تک رہی۔ اس اثنا میں بہت کچھ فوائد ظہور پذیر ہوئے +

ابتدا ملاقات کی اس طرح ہوئی کہ آپ شیخ جلال کی خدمت میں حاضر تھے

کہ ایک شخص بصورت اہل سپاہ خانقاہ میں آئے۔ حضرت شیخ نے اُن سے معانقہ کیا اور حلقہ میں بیٹھ گئے۔ اور اُن کو فوجی لوگوں میں سے جان کر بادشاہ اور سپاہ کی خبریں دریافت کرنے لگے۔ وہ شخص ان سوالات سے حیران ہوا۔ اور شوریدہ ہو کر کہنے لگا۔ کہ اے شیخ اگر کوئی مسکین و مساکین اس راہ سے انوار الٰہیہ اقتباس کرنے کی غرض سے آئے۔ تو آپ کو زیبا نہیں کہ آپ اس سے شاہ و سپاہ کی خبریں پوچھنے لگیں۔ اگر آپ اس قسم کی خبریں پوچھنا چاہتے ہیں تو بر سر راہ نشست رکھیں اور راستہ سے گذرنے والوں سے یہ خبریں پوچھتے رہیں آپ نہایت حلم اور بُردباری کے ساتھ معذرت کرنے لگے حضرت مخدوم صاحب اس مجلس میں موجود تھے۔ آپ نے اس شخص کے جذبہ اور بے تعلّقی کو دیکھ کر ارادہ کیا۔ کہ جب وہ اس مجلس سے رُخصت ہو کر باہر نکلے۔ آپ آن کر اُس سے ملاقات کریں اور پتہ و نشان دریافت کریں۔ چنانچہ آپ نے باہر آ کر اُن سے مُلاقات اور معانقہ کیا۔ بحکم جنود القلوب یتشاھد رگ موافقت جوش زن ہوئی اور مودت و محبت دونوں کے درمیان قائم ہو گئی۔ اس کے بعد اُنھوں نے ظاہر کیا کہ کمال میرا نام ہے اور پائل میں سکونت رکھتا ہوں۔ اگر فیما بین صحبت رکھنے کا خیال ہو آپ وہاں تشریف لائیں۔ پائل ایک بستی کا نام ہے جو سرہند سے قریباً چار یا پانچ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے +

جب آپ سرہند گئے تو وہاں سے آپ قریہ پائل بھی گئے اور شیخ کمال کو دریافت کیا۔ دونوں کی صحبتیں گرم ہوئیں اور محبت و الفت بڑھتی گئی۔ یہاں تک شیخ کمال عیال و اطفال کے حضرت مخدوم صاحب کے مکان پر آتے اور کئی کئی دن رہ کر اپنے گھر واپس جاتے بالجملہ حضرت مخدوم صاحب کو اُن سے فوائد بسیار حاصل ہوئے اور اثنائے مصاحبت و مجالست میں آپ نے اُن کے بہت سے غرائب معاملات و خوارق عادات معائنہ کئے۔ اور اس جگہ صرف اسی قدر پر کہ حضرت مخدوم صاحب او مخدوم زادگان عالیشان کی زبان مُبارک سے سُنے حوالہ قلم کئے جاتے ہیں +

آپ اگرچہ محبوبان اویسی المشرب سے تھے لیکن بظاہر شیخ فضیل سے انتساب وارتباط رکھتے تھے +

شیخ فضیل کا سلسلہ نو واسطوں سے شیخ المجن والانس حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملجاتا ہے۔ کیونکہ شیخ فضیل جو ارادت سید گدا رحمٰن ثانی سے رکھتے تھے

وہ سید شمس الدین عارف سے وہ سید گدا رحمٰن اول سے وہ سید شمس الدین صحرائی سے وہ سید عقیل سے وہ سید بہاؤ الدین سے وہ سید عبدالوہاب سے وہ سید شرف الدین وہ سید عبدالرزاق سے وہ اپنے والد ماجد غوث الثقلین حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ سے ۔

شیخ کمال شوریدگی اور آشفتہ سری سے اکثر جزائر و دشت و بیابان میں پھرا کرتے تھے، جہاں دانہ پانی نام کو نہ ہوتا ۔ اور جب کھانے پانی کی احتیاج ہوتی تو ایک جگہ لیٹ جاتے اور وہاں بستی ظاہر ہو جاتی اور وہاں کے لوگ آپ کو تعظیم و تکریم آ کر بٹھاتے اور دعوت کرتے ۔ اور بمصداق ابیتُ عند ربی[۱] آپ کھانا کھاتے ۔ صبح جب آپ نیند سے اٹھتے نہ شہر ہوتا نہ بستی اور نہ لوگوں کا نام و نشان ۔ کہتے ہیں کہ آپ نماز جماعت میں کم آیا کرتے تھے ۔

آپ کے مریدوں میں سے ایک درویش بیان کرتا ہے کہ ایک روز کا واقعہ ہے کہ وہ قضائے حاجت کے لئے گیا ۔ اور قضائے حاجت کے بعد جب آبدست کرنے آیا دیکھا کہ ایک جگہ دروازہ کھلا ہوا ہے اور اس کے اندر باغ نظر آ رہا ہے ۔ یہ درویش آگے بڑھ کر باغ میں داخل ہوا ۔ دیکھا کہ باغ کے اندر ایک حوض بھرا ہوا ہے ۔ اور اس کے کنارے پر کچھ لوگ جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں اور ان کے امام شیخ کمال رحمۃ اللہ علیہ ہیں ۔ درویش کو حیرت پر حیرت ہوئی ۔ اور آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو اسی پہلے مقام پر دیکھا جہاں سے کہ اس نے قضائے حاجت کا قصد کیا تھا ۔

نیز حضرت مخدوم صاحب آپ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز آپ خرابات میں ایک گور پر جو اولیا اللہ میں سے ایک ولی کی قبر تھی ۔ پیشاب کرنے لگے ۔ اُح اُح کی آواز نکلی جب شیخ کمال نے آواز سنی ۔ نہایت شورش کے ساتھ کہا کہ اے فلاں شخص اتنے برسیں تم کو مرے ہوئے گذریں اور تم خاک میں گلگئے لیکن اُح اُح نہیں چھوڑی ۔ یہ کہکر

[۱] اشارہ ہے حدیث شریف کی طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صوم وصال کھا کرتے تھے ۔ صحابہ نے عرض کیا ۔ یا رسول اللہ ہم بھی صوم وصال رکھا کریں ۔ فرمایا نہیں تم کو طاقت نہیں ۔ ابیتُ عند ربی یطعمنی ویسقینی میں تو اپنے پروردگار کے پاس شب باشی کرتا ہوں وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور صوم وصال یہ ہے کہ شب و روز روزہ رکھے ۔ صرف شام کو روزہ افطار کیا جاتا ہے و بس کم سے کم مدت صوم وصال کی چالیس دن ہیں ۔

اُٹھ کر چلے گئے +

حضرت مخدوم صاحب فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص بہ نیت مشاہدہ خوارق آپکے پاس آتا سخت بیزار ہوتے +

ایک دفعہ مولنا صالونی جو اعاظم علماءے عصر سے تھے مع اپنے تلامذہ کے بہ نیت مشاہدہ کرامات آپ کے پاس آئے۔ آپ نے اُن کے مقصود سے آگاہی پا کر نہایت غیظ و غضب کرنا شروع کیا۔ اور مولنا کی طرف پتھر پھینکنے شروع کئے اور کہنے لگے کہ اے صالونی تو کمال کی کرامات دیکھنے کے لئے آیا ہے۔ مولنا نے یہ حال دیکھ کر فرار اختیار کیا۔ اور شیخ بہت دُور تک پتھروں سے حملہ کرتے رہے +

نیز آپ شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز شیخ نے فرمایا کہ لوگ گنج شکر سلطان المشایخ اور یہ اور وہ کہتے ہیں فلاں فلاں سے بے خبر ہیں کہ اُن کا مرتبہ ان سے کم ہے اور فلاں فلاں سے مراد شیخ کے خود اپنے فرزندان عالی مقدار سے تھی +

نیز آپ کے (یعنی حضرت مخدوم صاحب کے) فرزندان عالی مقدار آپ سے نقل کرتے ہیں کہ جب شیخ اسرار و معارف بیان کرنے پر آتے تو بعض اوقات وہ دقائق و اسرار بیان کرتے۔ سامعین مہارت علمی رکھنے کے باوجود تامل و تفکر بسیار کے بعد حل کر سکتے اور سمجھتے ہ

ارباب بقا زندہ بجان دگراند ۔ بیروں ز دو کون در جہانے دگراند

کس پے بزبان حال ایشاں نبرد ۔ ایں طائفہ گویا بزبان دگراند

ایک روز آپ نے خواجہ محمد معشوق کے احوال کے ضمن میں بیان فرمایا کہ کہ سکتے ہیں کہ حضرت شیخ کمال بھی اسی عالم سے تھے اور ایک یار وہ مقبول سے تھے +

نیز میں نے حضرت مخدوم صاحب کی زبان مبارک سے سُنا کہ آپ نے فرمایا کہ جب نظر کشف کھل جاتی ہے تو حضرت غوث الثقلین کے بعد مشایخ سلسلہ علیہ قادریہ میں شیخ کمال جیسے بہت کم نظر آتے ہیں +

آپ نے ۸۰ برس کی عمر پائی اور ۱۹ جمادی الاخری ۹۸۱ھ ہجری کو انتقال کیا اور قریہ کیتھل میں جو مضافات سرہند سے ہے مدفون ہوئے +

آپ کے بعد آپ کے بیٹے شاہ سکندر آپ کے سوا رثیت احوال و

ومواجید خوارق عادات کے وارث ہوئے ایک مدت تک بجذبات و حالات عظیمہ اپنے آبائی سلسلہ سے فیض پہنچاتے رہے +

مخدوم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ آفتاب کی طرف نظر جا سکتی ہیں، لیکن شاہ سکندر کے دل پر غلبۂ نور کی وجہ سے نظر نہیں ٹھیر سکتی شاہ سکندر رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۰۲۳ ہجری میں وفات پائی ہ

چمن را تر و تازہ آراستند چو شبنم نشستند و برخاستند

ایک روز حضرت خواجہ صاحب (یعنی حضرت مجدد الف ثانی) قدس سرہٗ نے مجذوبوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت والد ماجد لاھور تشریف لے گئے۔ اس سفر میں میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ ایک روز میں نے دیکھا کہ صلحا میں سے ایک درویش نے آن کر شاہ رفیق اللہ کا جو اس دیار کے مغلوبوں اور مجذوبوں میں سے تھے، حال بیان کیا کہ آج میں نے شاہ کو فلاں فلاں مقام پر ہنستے اور قہقہہ لگاتے ہوئے دیکھا۔ میں نے اُن سے اس کی وجہ پوچھی۔ کہنے لگے کہ میں فلاں فلاں مقام پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک گھسیارا (گھاس کاٹنے والا)، سر پر گھاس کا گٹھا لادے اور درانتی کمر میں باندھے ہوئے آیا اور ایک جگہ گھاس کا گٹھا اتار کر رکھ دیا۔ اور قضائے حاجت کے لئے چلا گیا۔ جب قضائے حاجت سے فارغ ہوا۔ فرشتوں کا ایک جھُنڈ اُترا۔ اور اُسے اُٹھا لے گیا۔ اور رجال الغیب کی جماعت میں داخل کر دیا۔ میں اُس وقت اُس گھسیارے کو اور اُس کی کمر سے جو ہنسیا بندھا ہوا تھا دیکھ رہا تھا اور اُس کے کپڑے کو بھی دیکھ رہا تھا جو اُس کے ستر کی جگہ سے کھلا ہوا تھا۔ اور میری ہنسی کی وجہ یہ کہ شاید اُس جگہ ایک گھسیارا درکار ہے اور اُس کے ہنسنے کی بھی ضرورت واقع ہوئی ہے +

حضرت مخدوم صاحب کی سیر و سیاحت

اوپر ہم نے ذکر کیا تھا کہ حضرت مخدوم صاحب کی سیر و سیاحت کے حالات آگے چل کر لکھے جائینگے۔ چنانچہ اس جگہ اُس وعدہ کا ایفا کیا جاتا ہے +

جب آپ اکتساب علوم و فنون سے فارغ ہوئے تو آپ کے دل میں اہل اللہ کے دریافت کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ تاکہ آپ اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ و استفاضہ

کریں۔ لہٰذا اوّل آپ نے بلاد ممالک ہندوستان کی سیر و سیاحت شروع کی۔ اس سفر میں آپ نے عہد کیا کہ آپ کسی جگہ اسرار و معارف کی تفصیل میں لب کشائی نہ کرینگے اور جس شخص سے آثار رُشد دیکھینگے اُس سے ارادت نہ کرینگے۔ بلکہ اُس کی صحبت ہی میں نشست فرمائینگے۔ اس سفر میں آپ نے بہت علمائے عامل اور عرفائے کامل سے ملاقات کی۔ اس ضمن میں آپ کا گذر رُہتاس پر ہُوا۔ وہاں آپ شیخ الہداد کی خدمت میں حاضر ہونے۔ آپ نہایت معمّر بزرگ تھے اور بہت سے بزرگوں کو دیکھے تھے۔

آپ بیان فرماتے ہیں کہ شیخ الہداد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی راہ کی نہایت و نہایت نہیں ہے۔ مگر راہ حق کی نہایت ہے۔ میں آپ کا یہ کلام سُن کر نہایت متعجب اور حیران ہُوا۔ کیونکہ بظاہر جمہور محققین کے بالکل برخلاف معلوم ہوتا تھا کیونکہ اُنہوں نے کہا ہے منازل الوصول لا ینقطع ابد الابدین کہ وصول الی اللہ کی منزلیں ابدالآباد تک طے نہیں ہو سکتیں۔ بسیار غور و فکر کے بعد معلوم ہوا کہ معنی آپ کے قول کے یہ ہیں کہ کسی چیز کی ذات نہیں ہے مگر اعتباری، کیونکہ تمام اشیاء بجز وجوہ و اعتبارات کے اور کچھ نہیں ہیں اور وجوہ و اعتبارات کی کوئی انتہا نہیں ہے بخلاف راہ وصول الی اللہ کے ذات اقدس پر منتہی ہوتی ہے۔ کیونکہ جب عارف کو سیر صفات و شیونات سے نکال کر مقام سرّ میں پہنچاتے ہیں تمام وجوہ و اعتبارات مقصور و کوتاہ ہو جاتے ہیں اور اُس کا سیر ذات بحت تک منتہی ہوتا ہے۔ اس کے بعد سیر راہ میں رہتا ہے اور دست ادراک دامن حقیقت سے کوتاہ رہتا ہے۔ اسی سیر کو لا ینقطع ابد الابدین کہا ہے۔ اور سیر اسماء و صفات سیر تفصیل ہے اور انتہا و نہایت نہیں رکھتا۔

ہمارے خواجہ صاحب قدس سرہٗ حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے والد ماجد سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک روز مجلس ذکر سرگرم تھی۔ بعد از فراغت ذکر شیخ الہداد نے فرمایا کہ ذکر تصفیہ و انجلائے قلب کے لئے ہے۔ کیونکہ بمنزلہ آئینہ کے ہے کہ جب اُس پر زنگ بیٹھ جاتی ہے تو اُسے صیقل کرتے ہیں۔ تاکہ روشنی قبول کرے اور وہ ذکر خفی سے حاصل ہے۔ اور یہ نہیں کہ دل توہے کا ٹکڑا ہے کہ اُس پر ضربات شدید لگانا چاہئے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ مشائخ کرام نے ذکر جہری اختیار کیا ہے۔ خواہ بطریق ارّہ یا بدون اس کے بحکم آیہ کریمہ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَۃٍ اختیار کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے دل کو سنگ و آہن سے بھی زیادہ سخت جانا ہے اور چاہتے ہے کہ شدت حرارت ذکر سے قالب غلیظ و جوارح کثیفہ متاثر ہوں۔ اور جنہوں نے ذکر خفی و جلی دونوں کئے ہیں اُن کے وجوہات بھی مشہور و معروف ہیں +

ازانجملہ حدیث مشہور ہے۔ جس میں حضرت صدیق اکبر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی قرأت کا حال مذکور ہے۔ بہر کیف بفحوائے لِکُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا طریق اکابر کا بیان کر رہا ہے +

نیز جب آپ بلدۂ رہتاس پہنچے تو مولنا محمد بن فخر صاحب توضیح الحواشی کے درس میں بھی تشریف لے گئے۔ علامہ موصوف زہد و تقوےٰ سے موصوف اور علماے کرام میں مشہور و معروف تھے +

ایک روز آپ فاضل ہندی علامہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ جو انہوں نے مصباح پر لکھا ہے پڑھا رہے تھے۔ اور اسی ضمن میں بہت سے فوائد اپنی طرف سے بھی بتاتے جاتے تھے، حاشیہ طویل الذیل ہے۔ ایک جگہ آپنے قاضی شہاب الدین کے حاشیہ پر ایک اعتراض لکھا تھا۔ قاضی شہاب الدین کے کلام پہ جرح و قدح کے طور پر لکھا تھا۔ جب آپ کے تلمیذ نے اس اعتراض کی عبارت پڑھی حضرت مخدوم صاحب نے اعتراض پر غور و تدبر کیا تو معلوم ہوا کہ اعتراض قاضی شہاب الدین کے کلام پر کسی طرح چسپاں نہیں ہوتا۔ لیکن چونکہ آپ نے عہد کیا ہوا تھا کہ اس سفر میں اسرار و معارف کے بیان پر لب کشائی نہ کرینگے۔ اس لئے بجز خاموشی کے کوئی چارہ نہیں دیکھا۔ لیکن جب مولنا اس حاشیہ کو پڑھا کر فارغ ہوئے، حضرت مخدوم صاحب کے حفظ پیمان کی برکات سے خود مولنا موصوف اپنی خطا پر مطلع ہوئے۔ اور اس اعتراض کو قلم زد کر دیا۔ اور فرمایا کہ ہم نے قاضی شہاب الدین کے کلام کے کچھ اور ہی معنی لئے تھے یہ تو بہت صاف ہے اور اس کے صحیح معنی یہ ہیں۔ چنانچہ پھر علامہ موصوف نے اس کے صحیح معنی بیان کئے۔ حضرت مخدوم صاحب اُن کے اس انصاف و اصلاح اور اپنے عہد پر اپنی ثابت قدمی پر حق تعالےٰ کا شکر بجالائے۔ اور اس مجلس سے

رخصت ہوئے +

ہم نے بعض فضلائے صدوق سے سُنا ہے کہ مولٰنا محمد موصوف بعدہٗ ایک دن ایک جماعت علما کے ہمراہ اپنے شہر کے ایک باغ میں گئے جب آپ اُن کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ تو انہوں نے آپ کا ہر چند تجسُّس کیا۔ لیکن کچھ پتہ نہیں چلا کہ کہاں چلے گئے +

نیز آپ نے اپنے والد ماجد سے اس معرفت عظیم کے متعلق کہ "ذات اقدس حق سُبحانہٗ و تعالٰے ہر چند کہ بسیط ہے، لیکن اُس کے لئے ایک وسعت ہے بیچون کہ تمیز و چون و چگونگی کو اُس میں ذرا دخل نہیں"؛ نقل کرتے ہیں کہ آپ نے بیان فرمایا کہ مَیں اثنائے سیاحت بنگالہ میں ایک شہر میں پہنچا۔ اُس شہر میں ایک درویش تھا **بوھان** نامی۔ یہ درویش اُس شہر کی ایک مسجد میں شب عبادت الٰہی اور گریہ و زاری میں کاٹتا۔ اور میرے ساتھ بہت محبت و مہربانی ظاہر کرتا۔ اور کہتا آؤ چند روز صحبت گذاریں۔ لیکن چونکہ وہ بعض امور بدعت کا ارتکاب کرتا تھا۔ میرے دل نے اُس کی ہم صحبتی قبول نہیں کی۔ یہ درویش بسا اوقات ایک ہندی شعر پڑھا کرتا۔ اور درد و غم سے اشک بہایا کرتا تھا۔ مضمون اُس شعر کا یہ ہے کہ مَیں اپنے معشوق کی لطافت سے حیرت میں ہوں اگر کہا جائے کہ وہ اس قدر نزاکت رکھتا ہے کہ بال کی بھی اُس میں گنجائش نہیں تو لائق و زیبا ہے۔ اور اگر کہا جائے کہ اُس کے انبساط و اتساع کے باعث تمام عالم اُس میں گم ہے تو یہ بھی روا ہے ؎

نکہ لنے بہ تنگی چوں دل مور   نمک چنداں کہ در عالم فتد شور

اسی سفر میں آپ کا گذر شہر جونپور میں بھی ہوا۔ اور یہاں آپ نے حضرت سیّد علی قوام قدس سرہٗ کی صحبت بابرکت سے بہت کچھ فوائد حاصل کئے +

سیّد علی قوام قدس سرہٗ صاحب سُکر و وجد و سماع اور متوکل علے اللہ بزرگ تھے۔ خواجہ معین الدین سنجری کے سلسلہ میں اور شیخ بہاؤ الدین جونپوری کے مرید تھے۔ تین واسطوں سے شیخ نصیر الدین سے ملجاتے ہیں +

آپ سے منقول ہوا ہے کہ آپ نے جناب سرور کائنات علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا علی تم طلب حریف کرتے ہو اور خلق سے کچھ نہیں چاہتے

عرض کیا یا رسول اللہ حریف بھی آپ ہی کی طفیل ہے اور اگر طلب ہے آپ ہی کی طفیل ہے علی بیچارہ کیا چیز ہے۔ فرمایا لے علی خلق اللہ کے لئے دُعا کرو کہ اُس کے حق میں تمہاری دُعا مقبول ہوگی ۔ آپ نے ۱۰۰۹ھ ہجری میں وفات پائی ۔

بالجملہ یہ کہ جب حضرت مخدوم صاحب کو اس سفر میں فوائد و برکات بے انتہا حاصل ہوئے۔ تو آپ نے اپنے وطن مالوف مراجعت کی اور تا حین حیات آپ سرہند ہی میں رہے ۔

آپ تمام علوم میں مہارت رکھتے تھے اور جملہ کتب معقول و منقول بلا تکلف نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ پڑھایا کرتے تھے۔ اور بالخصوص فقہ اور اصول فقہ میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ چونکہ آپ نے علوم رسمیہ کے ساتھ علوم باطنی وحضوری کو بھی جمع کیا تھا۔ اس لئے آپ بمصداق حدیث شریف لان یھدی اللہ بک رجلاً واحدا خیرلک من الدنیا وما فیھا (اگر اللہ تعالٰے تمہارے ذریعے سے کسی ایک شخص کو بھی ہدایت کرے تو یہ (تمہارے حق میں) دنیا وما فیہا سے بہتر ہے) ہمیشہ سجادہ افاضہ پر مستعد رہتے اور سائلین کو برکات و فوائد یقینیہ سے مستفیض کیا کرتے۔ اور بعض کتب تصوف مثل عوارف المعارف اور فصوص الحکم وغیرہ کا بھی درس دیا کرتے تھے۔ ارباب شوق و اصحاب ذوق دور و نزدیک سے ان کتابوں کو سُننے اور پڑھنے کے لئے آپ کے پاس آتے اور استفادہ کرتے ۔

قدوۃ المشائخ جناب شیخ میر جو آج کل شہر لاہور میں سکونت فرما اور نہایت عزلت پسند ہیں آپ کے تلامذہ فصوص الحکم سے ہیں ۔

الغرض آپ آگاہی و اطلاع اسرار ارباب توحید وجود اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ الانور کے دقائق و معارف کے حل کرنے میں مرتبۂ عالی اور ید طولےٰ رکھتے تھے۔ اور اُنہیں کے مشرب و مسلک پر تھے۔ اور اگرچہ مقتضائے ان علوم وحالات کا زیادہ تر سکرنیات و شطحیات ہیں۔ لیکن بوجہ عالی فطرتی و بلند ہمتی بلکہ بعض عنایت حق سبحانہٗ آپ کا حال شیخ ربانی ابو سلیمان دارانی کے اس کلام ثمرۃ الالہام ربما یقع فی قلبی النکتۃ من نکت القوم ایاما فلا اقبل منہ الا بشاھدین عدلین الکتاب والسنۃ (بسا اوقات نکات قوم میں سے کوئی نکتہ کئی دنوں تک میرے

قلب پر واقع ہوتا رہتا ہے تو میں اُسے قبول نہیں کرتا مگر دو شاہد عدل کی شہادت کے بعد اور وہ شاہد عدل کتاب و سنت ہیں اس کے مطابق جو حال کہ کتاب و سنت کے برخلاف ہوتا خواہ آپ اُسے اپنی جانب سے دیکھتے یا اور کسی طرف سے اس کا مطلق اعتبار نہ کرتے۔ یہ ہے نشان آپ کے صحت احوال و صداقت اقوال خلوص اعمال کا +

آپ کا وہ کلام بھی آپ کے صداقت احوال کا شاہد عدل ہے جو آپ نے شیخ عبدالغنی کی ملاقات کے بعد فرمایا یعنی توحید وجودی کی تردید کرتے ہوئے حضرت خواجہ صاحب اپنے والد ماجد سے قصہ شیخ عبدالغنی کی ملاقات کا اس طرح بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ مدت سے شیخ عبدالعزیز کی ملاقات کے خواہشمند تھے شیخ عبدالعزیز شہر سونی پت کے ایک معمر درویش تھے +

حضرت مخدوم صاحب نے آپ کا ایک قصہ سنا ہوا تھا۔ وہ یہ کہ آپ کہتے تھے کہ ہمارے پیر بزرگ ہمارے نانا تھے۔ جب آپ وفات پانے لگے۔ تو آپ نے مجھے بلایا۔ تاکہ القائے نسبت فرمائیں، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس راز کا بیان کیا۔ دوسرا درویش جو آپ کی خدمت میں حاضر تھا، سنتے ہی جاں بحق تسلیم ہوا۔ اور میں ویسے کا ویسا ہی حیران و سراسیمہ کھڑا رہا۔ للمولف

چہ راز بود کہ شب از تو بر زباں بگذشت کہ روز عمر بہا ماں ترجماں بگذشت
بگوش صید ندانم زبان تیغ چہ گفت کہ در سماع در افتاد و ہد ماں بگذشت

صرف اسی وجہ سے حضرت مخدوم صاحب اشتیاق رکھتے تھے کہ آپ ان سے ملاقات کریں۔ اتفاق سے موقع ایسا ہوا کہ خود شیخ صاحب موصوف ہی ایک مہم کے لئے سرہند سے گذرے۔ جب قافلہ آنکر سرہند کی سرائے میں اُترا حضرت مخدوم صاحب آپ کی خدمت میں پہنچے۔ بعد مجالست و مخالطت کے تخلیہ کے خواہشمند ہوئے۔ اور اُس راز کے اظہار کا التماس کیا۔ شیخ نے بیان کیا +

جب حضرت مخدوم صاحب آپ سے رخصت ہوئے شیخ جمیل الدین نے جو ایک فاضل صاحب دل اور آپ کے خلفاء سے تھے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ نے وہ راز آپ سے استفسار کیا۔ فرمایا۔ ہاں، میں نے دریافت کیا۔ پوچھا۔ پھر وہ کیا راز تھا۔

فرمایا: یہی مسئلہ جس پر ہم ہیں اور ہمارا حال و مشرب ہے۔ یعنی یہ سب کچھ نظر آرہا ہے۔ واحد حقیقی ہے کہ بعنوان کثرت نمودار ہوا ہے۔ لیکن چونکہ وہ درویش (جو یہ راز سنتے ہی جاں بحق ہوا) سادہ لوح تھا اس راز کا تحمّل نہ کرسکا اور ہلاک ہوگیا۔ اور شیخ عبدالغنی چونکہ ذی علم صاحب تمکین اور آشنائے راز تھے اپنی جگہ قائم رہے۔

اس کے بعد آپ نے نسبت توحید کے متعلق معارف عُلیّہ بیان فرمائے اور فرمایا کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے (یہ بیان ہے توحید شہودی کا) کہ پیش از ظہور حقیقت توحید کا بعض مُبتدی و متوسط پر اس قدر غلبہ ہو جاتا ہے کہ محب کی نظر میں غیر محبوب بھی محبوب نظر آنے لگتا ہے۔ اور کثرت موہومہ لباسِ وحدت میں ظاہر ہونے لگتی ہے۔

چنانچہ ایک درویش نے بیان کیا کہ میں ایک شہر میں راستے سے جا رہا تھا کہ ناگاہ میری نظر ایک حسین عورت پر پڑی جو اپنے بام پر ٹہل رہی تھی۔ اس کے بعد وہ عورت تو چھپ گئی اور میں بےخود ہوگیا۔ جب اس حالت میں میں نے اپنے آپ کو دیکھا تو میں نے بالکل ہوبہو اُسی کی شکل و صورت اور رنگ و لباس میں پایا۔ یہاں تک کہ میں اُس نظارہ سے شرمگیں ہوا اور اپنے آپ کو ایک طرف کیا ؏

در عشق چنیں بوالعجبے باشد

اس حکایت کے بعد آپ نے فرمایا کہ اشیائے متکثرہ کیونکہ عینِ واحد حقیقی ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ یہ کثرت موہومہ ہے۔ یعنی حضرت حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اپنے ظلال (مظاہر) اسماء و صفات کو مرتبۂ حِس و وہم سے ظاہر کرکے عالم کے نام سے موسوم کیا ہے۔ لیکن درحقیقت خارج میں موجود نہیں ہے۔ مگر ذات و صفات حق سبحانہٗ پس موہوم (یعنی کثرت موہومہ) کیونکر عین موجود حقیقی ہو سکتی ہے۔ اس مسئلہ کی پوری تحقیق خواجہ صاحب نے اپنے مکتوبات میں متعدد جگہ کی ہے۔ من اراد الاطلاع بھا تفصیلاً و اجمالاً فلیرجع الیہا علماً و حالاً۔

الغرض حضرت مخدوم صاحب نے اپنی حیات مستعار انہیں افادات و افاضات میں گذاری۔ آپ کی کمال بےنفسی اور تفرید کا یہ حال تھا کہ باوجود کثرت تلامذہ کے کسی کو آپ اپنی خدمت کے لئے نہیں کہتے اور اکثر حوائج و ضروریات خانگی خود ہی انجام دے لیتے تھے۔ اتباع جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوات و التسلیمات میں آپ

اس قدر سرگرم تھے کہ بیان نہیں کیا جا سکتا کہ آپ نے کسی سنت کو ترک کیا ہو۔ کہتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکتا آپ تہبند باندھتے اور پائجامہ نہ پہنتے۔ اور نعلین ذوقبالتین استعمال کرتے۔ اور باوجود طاعات و عبادات مفروضہ و مسنونہ بجا لانے اور ادعیہ ماثورہ پڑھنے کے بعض اوراد و وظائف مشائخ طریقت کے ساتھ بھی آپ ازبس شوق رکھتے تھے۔ اور جہاں تک ہو سکتا آپ انہیں بھی پڑھتے پڑھاتے۔ توفیق عبادات نافلہ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے پائی تھی۔ چنانچہ اس کا بیان آگے کیا جائیگا +

سلوک طریقت آپ نے دوسرے سلسلوں سے حاصل کیا اور ببرکت ان طریقوں کے آپ نسبتہائے علیہ کو پہنچے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ لیکن غایت اخلاص و نہایت اشتیاق کا اظہار سلسلہ علیہ نقشبندیہ کے ساتھ کرتے رہے +

حضرت خواجہ صاحب (یعنی حضرت مجدد الف ثانی) بیان کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بادیہ کی شاہ راہ اور اس کے دائرہ کا مرکز علیہ نقشبندیہ کے ہاتھ آیا ہے۔ کیونکہ ان کی نسبت سب نسبتوں سے بلند و بالا معلوم ہوتی ہے +

نیز آپ فرمایا کرتے تھے ہرچند کہ ہم نے رسائل (مکتوبات) اکابر طریقت کی ذریعہ اُن کے اوضاع و اطوار اور اُن کے اسرار سے بہرہ پایا ہے۔ لیکن خواہش ایس بات کی ہے کہ واقف کاران و رہنمایان اس سلسلہ (نقشبندیہ) میں سے کسی کو حق سبحانہ و تعالےٰ اس طرف بھیجے اور وہ ہمیں اپنی دیار میں لیجائے۔ تاکہ ہم اُس کے برکات صحبت سے اقتباس انوار کریں +

اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ میں فرط آرزو و اشتیاق کے باعث آپ کو اپنے پیر حضرت خواجہ **محمد الباقی** قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے فرمایا خود مجھے بھی ان کے دیکھنے کا بہت اشتیاق تھا۔ چنانچہ جب میں سرہند پہنچا تو میں نے آپ کی خبر دریافت کی معلوم ہوا کہ آپ کسی گاؤں میں تشریف لے گئے ہیں +

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ جب میں نے حضرت خواجہ صاحب سے یہ حکایت سُنی تو میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ آیا دیگر کبار مشائخ سلاسل پر بھی جمال نسبت نقشبندیہ جلوہ گر ہوا ہے یا حضرت مخدوم صاحب کے ساتھ ہی تھا +

بعدازاں جب میں آستانۂ علیہ حضرت خواجہ صاحب سے رخصت ہو کر شہر دہنپور آیا۔ تو حضرت شیخ سندی جو اس دیار کے اعاظم مشائخ سے اور جامع علوم حال و قال تھے۔ اور صاحب تفسیر الانوار تھے اور شیخ لشکر محمد خلیفہ شیخ محمد غوث کے خلیفہ تھے۔ اور مجمل احوال ان بزرگوں کا انشاء اللہ تعالیٰ چوتھے مقالہ میں لکھا جائیگا۔ میرے پہنچنے سے ایک سال پہلے انتقال کر چکے تھے۔ لہٰذا میں بتقریب تعزیت آپ کے فرزندوں کے پاس آیا۔

فرزند بزرگ آپ کے شیخ عبدالستار سجادہ نشین اور جوان قابل و فاضل صاحب حال ہیں۔ فرمانے لگے ہمارے شیخ و والد ماجد اواخر عمر میں فرمایا کرتے تھے کہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خلاصہ نسبتہائے مشائخ طرق نقشبندیہ ہے اور اب ہم اپنے آپ کو اسی نسبت پر رکھتے ہیں۔ یہ ہے اجمال نسبت نقشبندیہ کا) شاہد عدل دیگر۔ الحمد للہ والمنۃ کہ اس مقصد پر دو شاہد عدل کی شہادت قائم ہو گئی۔

حضرت مخدوم صاحب کی علوم دینیہ میں چند اچھی اچھی کتابیں ہیں۔ از انجملہ کتاب **کنوز الحقائق** و رسالہ اسرار التشہد ہے۔ آپ نے اس میں بہت سے نکات عالیہ بیان فرمائے ہیں اور واقفان اسرار سخن پر مخفی نہیں کہ یہ سب نکات اسرار کا فیضان حضرت واہب العطایا سے ہوا تھا اور آپ (بذریعہ الہام) اُن کے لکھنے پر مامور تھے۔ چنانچہ عنوان رسالہ میں اس امر کا اظہار بھی کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا ہے:-

هذا اسرار التشهد في معراج النبي صلى الله عليه وسلم افاضه الله سبحانه على بفيضه القديم وفضله العميم فابرزتها امتثالا بامر المفيض الحكيم۔	یہ ہے بھید تشہد کا بیچ معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اللہ سبحانہ نے ہم پر بھیجا ساتھ فیض قدیم اور فضل عمیم کے۔ پس پہنچایا اُسے از روے مثال کے ساتھ حکم فیض دینے والے حکیم کے۔

راقم الحروف چند نکتہ اُس رسالہ سے اس جگہ بھی نقل کرتا ہے:-

(۱)

طلب معراج جو تعرض و یت ہے بلسان استعداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہو، بدون سوال لفظی کے۔ کیونکہ طلب بلسان استعداد الزم واتم و قریب باجابت ہے

یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام رویت سے منع کئے گئے۔ کیونکہ آپ سوال کر کے طالب رویت ہوئے اور وہ بھی قبل استعداد +

۳ ب

فی معنی التحیات للہ و الصلوات والطیبات وھی اظہار الکمال بصفات الجمال و نعوت الجلال بجمیع الانواع وبجمیع الاعتبارات للذات المستجمع لجمیع الکمال المنزہ عن النقص والزوال فانہ باعتبار قولی وفعلی وحالی اما القولی فکاظہار الانسان عظمۃ الحق سبحانہ وکمالہ باللسان واما الفعلی فکامتثال الاوامر واجتناب النواھی باتیان الاعمال البدنی والافعال الجسمی من العبادات وانواع الخیرات واستعمال کل عضو فیما خلق لہ ابتغاء لوجہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ واما الحالی فکاشتغال القلب والروح بکسب الکمالات العلمیۃ والعملیۃ والتخلق باخلاق الالٰھیۃ فان الانسان مامور بہ لیصیر الکمالات ملکۃ لنفسہ کما ورد فی الحدیث تخلقوا باخلاق اللہ ھذا بالنسبۃ الی مقام الفرق اما بنسبۃ مقام الجمع فالقولی

سب عبادات اللہ کے واسطے اور عبادت بدنی ومالی یہی ہے ظاہر ہونا کمالیت کا ساتھ اوصاف جمالیت کے اور اوصاف جلالیت کے ہر ایک نوع اور اعتبار کے ساتھ لذات کے لئے جو مجموعہ میں تمام کمالات پاک کا۔ نقصان اور زوال سے۔ پس تحقیق وہ باعتبار قولی اور فعلی اور حالی کے ہیں۔ وہ جو قولی ہے پس جیسے کہ ظاہر کرنا آدمی کا خدا کی بزرگی کو اُس کی پاکیزگی اور کمالیت کا زبان کے ساتھ۔ اور وہ جو فعلی ہے جیسے کہ ماننا حکم کا اور بچانا منہیات سے ساتھ کرنے اعمال بدنی اور افعال جسمانی کے عبادات سے اور اقسام خیرات سے اور استعمال کرنا ہر ایک اعضا کا اُس میں جو پیدا کیا واسطے اُس کے کوشش کرنا محض اللہ سبحانہٗ کیلئے اور وہ جو باعتبار حال کے ہے پس جیسے کہ مشغول ہونا دل اور رُوح کا حاصل کرنے کمالاتِ علمی اور عملی کے ساتھ اور خلق پکڑنا ساتھ خلق خداوندی کے ساتھ۔ کیونکہ آدمی اسی بات میں امر کیا گیا ہے۔ تاکہ کمالات اُس کے نفس کا ملک ہو جاویں جیسے کہ حدیث شریف میں وارد ہے یعنی اللہ کا خلق اختیار کرو۔ یہ نسبت ہے مقام فرق کی طرف۔ مگر وہ جو نسبت مقام جمع کے ساتھ ہے۔ پس اُس میں سے جو قولی ہے جیسے کہ

كذكره سبحانه تعريفات ذاته
بكمالات صفاته في ضمن الحروف
والكمالات في الكتب المنزلة
والفعلي كاظهار جماله وجلاله من
الغيب الى الشهادة ومن الباطن
الى الظاهرة ومن العلم الى العين
والحالي كتجلية سبحانه وظهوره
على نفسه بالفيض الاقدس
او اعتبار ذاتي وصفاتي وافعالي
فالذاتي كذكر الحق سبحانه بصفته
وجوب الوجود وانه منزه عن
الكل وسار في الكل بالكل اي بالحقية
جميع كمالاته واسماء صفاته و
بحيث لا مفاصلة في الاشياء كلها
اعلاها واسفلها من هذه الحيثية
اصلا والصفاتي كذكره سبحانه
بصفة العلم وبصفة القدرة و
الافعالي كتعظيمه سبحانه باللسان
او بالجنان بصفة الخالقية
والرزاقية او غير ذلك من الاسماء
والصفات الفعلية والمعتبر عند
العرفاء المحققين الثناء الذاتي
فانه شامل لجميع وجوه التعظيم
واوصاف الكمال بخلاف الثناء
الاسمائية الوصفية والفعلية

ذکر کرنا اُس پاک پروردگار کی اوصاف ذاتیہ کا
اُس کے اوصاف کمالیت کے ساتھ حرفوں میں
اور اُن کمالات کا جو کتب منزلہ میں ہیں۔ اور
جو نسبت مقام فعلی کی طرف ہے جیسے کہ ظاہر کرنا
اُس کی جمالیت اور جلالیت کا غیب میں کلمۂ شہادت
کے ساتھ اور باطن میں ظاہر کی طرف علم عین کے
ساتھ۔ اور وہ جو حالی ہے۔ جیسے کہ تجلی ہونا اُس
پاک پروردگار کا اور ظہور اُس کا نفس پر فیض اقدس
کے ساتھ۔ یا وہ باعتبار ذاتی و صفاتی و افعالی کے
ہے۔ اور وہ جو ذاتی ہے جیسے کہ ذکر کرنا حق سبحانہ
کا وصف وجوب الوجود کے ساتھ۔ اور تحقیق وہ ہر ایک
شے سے منزہ ہے کل میں ساتھ کل کے۔ لئے اُس کی
احدیت میں تمام کمالات اور اسما اور صفات اُس کے
اُس حیثیت کے ساتھ اور جملہ چیزیں ارضی اور سماوی
میں کوئی فرق نہیں اس حیثیت میں ہرگز۔ اور
باعتبار صفات کے جیسے کہ ذکر اُس پاک پروردگار
کا اُس کی وصف علم اور قدرت کے ساتھ۔ اور
باعتبار افعال کے جیسے کہ عظمت بیان کرنا اُس پاک
پروردگار کا زبان کے ساتھ۔ یا بہشت کے وصف
خلاق اور رزاق میں یا ماسوائے اِس کے اُس کے
اسما اور صفات فعلیہ سے۔ اور محققین عارفوں کے
نزدیک اُس کی ثنائے ذاتی معتبر ہے۔ کیونکہ وہ ہر ایک
وجوہ تعظیم اور اوصاف کمالیت کو شامل
ہے۔ بخلاف ثنائے اسمائے وصفیہ
اور فعلیہ کے۔ کیونکہ اُس تحدید اور

فانہ یوجب التحدید فی التقیید ٭

تقیید واجب ہے ٭

ب ۳

اس رسالہ کے ایک اور مقام پر آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ لائق یہ ہے کہ شاید التحیات للہ کو ہم قرب فرائض پر محمول کریں کہ حق سبحانہ تعالے فاعل ہے اور بندہ آلۂ فعل

لانہ لما تمت فقرۃ علیہ الصلوۃ والسلام وارتفع من البین استحال ان یستند الیہ شیٔ فیما یظھر منہ فانما ھو من اللہ سبحانہ وتعالیٰ لا کالآلۃ کقولہ علیہ الصلوۃ والسلام لا احصی ثناءً علیک الخ وان الحق ینطق بلسان عمر ویمکن ان یجعلہ من قرب النوافل بتنزلہ الیہ وارخاء لہ نفسہ فی البین انکاد الہ واظھاراً للعجز ٭

کیونکہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فقر تمام ہوا اور بینیت مرتفع ہو گئی۔ تو یہ ناممکن ہو کہ اب کوئی شے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیجائے بلکہ اب جو کچھ ظاہر ہوا وہ حق تعالےٰ کی طرف سے تھا اور آپ بمنزلہ آلہ کے تھے جیسے آنحضرت صلی اللہ کا قول لا احصی ثناء علیک کما اثنیت علی نفسک اور قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وان الحق ینطق علی لسان عمر اور قرب نوافل پر بھی محمول کر سکتے ہیں اور قرب نوافل یہ ہے کہ بندہ فاعل ہو اور حق سبحانہ وتعالےٰ آلۂ فعل اس کے اثر کے ساتھ اس کی طرف اور نرم ہوتا ہے اس کے لئے نفس اس کا مابین عاجزی اور ظاہر کرنے عاجزی کے ٭

تمام دیجائے ماں کز تمامی | کند باخواجگی کار غلامی

او یجعل الوجود الموھوب لہ من الحق سبحانہ بدل وجودہ مضافاً الیہ وان کان من الحق سبحانہ مبالغۃ فی التنزیہ او باعتبار مقام الدوران فی المقامات الثلث من قرب النوافل والفرائض والجمیع منھما من غیر تقیید بواحد منھما وھذا ھو مقام ادنی المختص بنبینا محمد

یا کرتا ہے وجود کو جو بخشا گیا اس کے لئے حق سبحانہٗ سے بدل اس کے وجود کا اسکی طرف اگرچہ ہو پاک پروردگار کی طرف سے مبالغہ اس کی صفائی میں۔ یا باعتبار مقام دوران کے مقامات ثلثہ سے قرب نوافل اور فرائض اور دونوں کے جمع کرنے سے سوائے قید کے، ایک ان دونوں میں سے اور یہ نزدیک تر مقام ہے جو خاص ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

صلی اللہ علیہ وسلم +

ب۴

اور اس رسالہ متبرکہ کے خاتمہ میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ میرے دل پر بعون اللہ تعالے یہ امر وارد ہوتا ہے کہ آخر نماز میں قرأت تشہد کا حکم دینا اس بات کی خبر دیتا ہے کہ نماز مومنین کے لئے معراج ہے اور جب نماز مومنین کے لئے معراج ہے۔ تو وہ بھی اُنہیں احوالات عظیمہ و تشریفات علیہ کی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج میں ظہور پذیر ہوئی رزقنا اللہ سبحانہ وتعالی جرعۃ من کاسہ صلی اللہ علیہ وسلم بلطفہ پھر تشہد کے بعد آنحضرت پر درود پڑھنے پر مامور ہونا اس بات کی خبر دیتا ہے کہ معراج مومنین متابعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتی ہے اور کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود وصلوٰۃ بھیجنا اُن نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے۔ جو بمیں ہدایت آنحضرت صلے اللہ وسلم مسلمانوں کو پہنچیں۔ اور بالخصوص نماز میں آپ پر درود وسلام پڑھنا اس امر کی خبر دیتا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو معراج میں شریک کیا (بایں طریق کہ نماز اُن کی معراج ہے) تو ضروری ہوا کہ نماز میں بھی آپ پر درود وصلوٰۃ پڑھا جاوے +

نیز اس امر پر بھی ایما ہے کہ اگرچہ کملائے اُمت عروج و ترقی کر کے کتنے ہی رتبہ کمال کو پہنچ جائیں تب بھی وہ ربقہ متابعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے باہر نہیں ہو سکتے۔ اور باوجود اس کمال کے آپ کے ابتدائی مقام تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔ بلکہ ہمیشہ اُن کا سر آپ کے قدموں کے تلے ہے +

نیز اس امر کی طرف ایما ہے کہ اُن کا منتہائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا منتہائے معراج حق سبحانہ وتعالے اور اُس کی تعظیم و تحمید کی طرف ۵

ربِ صل وسلم علی رسول اللہ   مرحبا مرحبا رسول اللہ

بعض فوائد کا ذکر جو حضرت مخدوم صاحب سے نقل کئے گئے

حضرت خواجہ صاحب اپنے والد ماجد سے حکایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شیخ جلال الدین، شیخ رکن الدین (حضرت مخدوم صاحب کے پیر) کی ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ شیخ رکن الدین نے اثنائے کلام میں فرمایا کہ اس عالم میں رویت و مشاہدہ حق سبحانہ و تعالٰے سے خواہ بچشم سر خواہ بچشم سر بغیر ایقان کے فائدہ نہیں اٹھا سکتا شیخ جلال الدین نے فرمایا کہ دریافت حقیقت اس امر کی سر اسرار پر موقوف ہے۔ شیخ جلال الدین کی یہ توجیہ آپ کے دل نشین نہیں ہوئی +

خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت والد ماجد سے پوچھا کہ آپ اور شیخ رکن الدین نے آخر اس قول کی ٹھیک توجیہ کیا قرار دی فرمایا اس واقع کو برسیں گذر گئیں کچھ یاد نہیں رہا۔ البتہ اس وقت جو حال دل پر وارد ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے مقام اتحاد میں ہی یقین ہے وبس چنانچہ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ شہود اثنینیت کو چاہتا اور مشاہدہ مغائرت کو +

ایک مکتوب میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ اکثر گروہ ہفتاد و دو ملت کہ ضلالت میں گرفتار ہوئے اور راہ حق گم، وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ لوگ طریق صوفیہ میں داخل ہوئے۔ اور کام انجام کو پہنچا کر غلطیاں کیں اور ضلالت میں پھنس گئے +

ایک اور مکتوب میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت والد بزرگوار قدس سرہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں نے علم سلوک میں ایک رسالہ دیکھا۔ اس رسالہ میں لکھا تھا کہ کھانے پینے میں حد اعتدال کو مد نظر رکھنا حصول مطلوب کے لئے کافی ہے۔ خیرے اس مراعاۃ کے ساتھ ذکر و فکر کی کوئی احتیاج نہیں رہتی +

آپ کے خوارق عادات

آپ کے جس قدر خوارق راقم الحروف نے مخدوم زادہائے عالیشان اور آپکے متعین بزرگواروں سے سُنے اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ آپکے ایک مخلص صادق نے

آپ کے حجرہ کے پاس آکر دیکھا کہ آپ مقتول و مقطوع الاعضاء پڑے ہوئے ہیں اور تمام اعضاء سر کے پاس رکھے ہوئے ہیں۔ درویش نے جانا کہ شاید یہ واقعہ دردی یا دشمنی کی وجہ سے واقع ہوا ہوگا۔ حیران و پریشان ہو کر آیا اور ایک شخص کو اس واقعہ کی خبر کی۔ جب دونوں حجرہ میں داخل ہوئے تو آپ کو صحیح و تندرست پایا۔ آپ مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ دونوں حیران ہو کر قدموں پر گر پڑے۔ آپ نے فرمایا، جب تک میری حیات مستعار باقی ہے۔ افشائے راز نہ کرنا۔ جب ان لوگوں نے حقیقت راز دریافت کی۔ فرمایا، بیان کی وہاں تک گذر نہیں۔ لیکن آپ کی زبان حال حضرت مولانا روم کے یہ ابیات پڑھ رہی تھی ؎

دشمن خویشیم و یار آنکہ ما را میکشد | غرق دریائیم ما را موج دریا میکشد
نیست عزرائیل را بر عاشقان اُو رہے | عاشقانِ دوست را ہم عشق او میکشد
تشنگاں نعرہ زناں یا لیت قومی یعلمون | نفیہ صد جاں میدہد دلدار پیدا میکشد
بس کنم من چوں بگویم سر قتل عاشقاں | زانکہ سنگ خویش از خشم و صفرا میکشد

ذکر وفات حضرت مخدوم صاحب علیہ الرحمۃ

جب حرف شہادت تک پہنچا تو اب سزاوار ہے کہ زبان قلم کو ذکر موت و شہادت کبرٰے سے موڑ کر موت صغرٰے کی طرف لائیں۔ چنانچہ جب آپ کی عمر اسّی برس کو پہنچی کہ اس عمر کے لوگ لسان نبوی عتقاء اللہ ہیں، تو آپ نے ندائے یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً قبول کر کے ۸۸۳ ہجری کو اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔ فقیر نے آپ کی تاریخ وفات ایک رباعی میں نظم کی ہے ؎

آں شیخ کہ بود عالم اندر ہر فن | جانش گہر ستر ازل را معدن
چوں شیخ زمانہ بود در علم و عمل | تاریخ وصال او بگو شیخ زمن

خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب ہوا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناگاہ آپ نے حالت سکرات میں کئی دفعہ فرمایا کہ بات وہی ہے جو شیخ بزرگوار نے فرمائی ہے۔ میں سمجھا کہ شیخ سے شیخ ابن عربی مراد ہوں گے اسلئے

مَیں نے عرض کیا، شیخ ابن عربی۔ فرمایا نہیں شیخ عبد القدوس۔ مَیں نے پوچھا وہ کیا بات ہے۔ کچھ سکوت کے بعد آپ نے فرمایا۔ وہ بات یہ ہے کہ حقیقت حق سُبحانہٗ و تعالےٰ ہستی مطلق ہے لیکن لباس کونیہ مجوبوں کی آنکھ پر ڈالکر اُنہیں دور و مہجور رکھتا ہے۔ اس کے بعد مَیں نے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی وصیت فرمائیں جس پر مَیں کاربند رہوں۔ فرمایا مَیں تمہیں بس یہی وصیت کرتا ہوں +

نیز خواجہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ محبت اہلبیت حضرت رسالت پناہی علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتحیۃ کو حفظ ایمان و حُسن خاتمہ میں دخل عظیم ہے۔ ہنگام نزع میں آپ کو اس کی یاد دلائی۔ فرمایا الحمد للہ والمنۃ کہ مَیں اُن کی محبت میں سرشار اور نعمت کے دریا میں غرق ہوں ؎

الٰہی بحق بنی فاطمہؓ کہ برقول ایماں کنی خاتمہ

آپ کے فرزندِ عالی مقام

حضرت شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ کے بھی سات فرزند تھے۔ اور حضرت خواجہ صاحب آپ کے چوتھے فرزند اور اس دائرہ کے مرکز ہیں۔ اس جگہ رمزیہ کہا جا سکتا ہے کہ رابع تھے اور رابع کے عدد حسابیہ الف ہیں۔ اور آپ مجدد الف اور فلک ولایت کے آفتاب ہیں۔ شمس جو انوار و اعظم نجوم ہے، فلک رابع پر ہے۔ آپکے تمام برادران فاضل، صالح مستعد اور فضیلت و بزرگی سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ کا ایک فقرہ جو آپ کے حالات میں ذکر کیا جائیگا، آپ کے برادران و فرزندان کے حسن استعداد پر دلالت رکھتا ہے +

آپ کے برادر کلاں شیخ شاہ محمد تھے۔ تربیت اُنہوں نے اپنے والد ماجد ہی سے پائی تھی۔ اور علم ظاہر و نسبت باطن سے حظ وافر حاصل کیا تھا +

حضرت خواجہ صاحب کی زبان مُبارک سے مَیں نے سُنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ شاہ محمد قال و حال میں ہمارا تلمیذ رشید ہے اور خود آپ نے بیان کیا کہ مَیں اپنے والد ماجد کے انتقال کے وقت آپ کے سرہانے موجود تھا کہ یکایک آپ نے تبسم کیا۔ مَیں نے سبب دریافت کیا۔ فرمایا مجھ پر حقیقت محمدی

علیہ الصلوٰۃ والسلام منکشف کی گئی، اُس کے مشاہدہ میں ہوں۔ الحمد للہ علی الاحسان +

دوسرے بھائی آپ کے شیخ محمد مسعود تھے۔ آپ نے تلقین ذکر حضرت خواجہ باقی باللہ سے حاصل کی۔ اور حضرت مجدد صاحب کی برکات نظر کیمیا اثر سے حالات ومکاشفات تک پہنچے۔ چنانچہ آپ نے اپنے بڑے فرزند ارجمند خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کو جو عنایت نامہ ارسال کیا ہے اور جس میں آپ نے شیخ محمد مسعود کی نصیحت بھی تحریر فرمائی ہے ظاہر ہے۔ وھو ھذا :-

مولانا محمد مسعود از کشف قبور رجعت بائے نگیرد کشف صوریہ محل خطا ولغزش است سعی کنید کہ حضور مع اللہ ظہور یابد ودوام پذیرد ہرچند کہ عالم صاف شدہ باشد ومعنی نورانیت نیز از نظر بصیرت استقاط یافتہ درکار وسعی باشد کہ جذبہ وحضور ایشاں دیگر است دراں موطن از ما سوے نامے ونشانے نیست گاہے بالکلیہ واکثر بالاصالۃ بوجہے ست از شش جہت معرّے گاہے فوق بجہت خصوصیتے کہ عرش مجید راست در وہم مے آید وگاہے ہمہ جہات را فرو میگیرد ومعنی واللہ من ورائھم محیط بظہور میرسد واگر صور معنویہ واشکال صوریہ محو نشدہ اند وہچوں سراب خیال بے اعتبار افتادہ ودرہمیں دور یافت صور خیالیہ ھو الاول والاخر درمیان مے آید واگر وقت فرو گرفتن آں توجہ ہمہ جہات را یا اکثر را صور واشکال بالکلیہ محو شود وصفاتے اتم بظہور رسد ومعنی لیس فی الدار غیرہ دیار درجلوہ آید بہوش باید بود کہ کسوت معنویہ درمیان است لا اقل صبغۂ حیوۃ وہستی اکنوں یک دقیقہ دیگر بشناسند کہ در وقت ظہور واللہ من ورائھم محیط میتواند بود کہ بالکلیہ نظر محبتش مجوشدہ باشد بایں حقیقت مقصود دریافت وادراک نے آید انجا عشق ومحبت است وتصفیہ نیز از ما سوے۔ الیٰ آخر المکتوب الشریف +

اور آپ کے دیگر برادران جو آپ سے خورد ہیں اور جنہوں نے آپ کی خدمت کی ہے وہ بھی آپ کی نظرات وتوجہات سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ اور فضائل معنوی وصوری اُن کے نصیب ہوئے +

ان میں سے ایک شیخ غلام محمد اور دوسرے شیخ مودود ہیں۔ آپ نے اپنے

متعدد مکتوبات میں ان دونوں برادران کا بھی ذکر کیا ہے۔ ازانجملہ ایک مکتوب آپ نے شیخ **مودود** کو تحریر کیا، جب کہ وہ حصولِ اسبابِ دنیویہ کی طرف متوجہ ہو کر اربابِ غنا میں شامل ہونے لگے۔ **وھو ھذا**:۔

اے برادر وفقنا اللہ سبحانہ و ایاک فرصت حیوۃ بسیار قلیل است و عذاب ابدی مترتب براں حیف باشد کہ کسے ایں فرصت را در تحصیل امور لاطائل صرف نماید و ملتزم آلام مخلد گردد۔ اے برادر مردم از اطراف و جوانب بے رنگ سور و تلخ میریزند و شما قدر دولت فانگی را نا شناختہ در طلب فضلہ دنیہ بذوق میدوید و بشوق خواہاں حصول آں اید الحیاء شعبۃ من الایمان حدیث نبوی است علیہ من الصلوۃ افضلہا ومن التسلیمات اکملہا اے برادر ایں نوع اجتماع اہل اللہ و ایں قسم جمعیت بقدر اللہ کہ امروز در سرہند میسر است اگر در عالم گردید معلوم است کہ عشر عشیر ایں دولت پیدا آرید و شمہ از اں ماجرا حاصل کنید و شما ایں چنیں دولت را مفت از دست دادید و از جواہر نفیسہ بجوز و مویز در رنگ طفلاں التفات نمودید ع

غیرت بادا ہزار غیرت بادا

اے برادر تا وقت دیگر شاید فرصت ندہند و اگر دہند ایں اجتماع را برہا گذارند آں زماں علاج جمعیت و تدارک بچہ بود و تلافی چہ چیز حاصل آید غلط کردہ اید و خطا فہمیدہ اید بلقمہائے چرب و شیریں مفتوں نشوید و بلباسہائے نفیس و مزتیب فریب نخورید کہ نتائج آں غیر از حسرت و ندامت چہ در دنیا و چہ در آخرت ہیچ نیست و بواسطہ رضا طلبی اہل و عیال خود را در بلا انداختن و اختیار عذاب اخروی نمودن از عقل دوراندیش دور است۔ حق سبحانہ و تعالیٰ عقل دہاد و متنبہ کناد۔ اے برادر دنیا کہ در بیوفائی مثل است و اہل دنیا کہ در نہایت خست مشہور۔ حیف باشد کہ کسے عمر گرامی خود از پئے بیوفا و خسیس صرف نماید۔ و ما علی الرسول الا البلاغ +

فصل ۲

ذکر پیدائش و ابتدائی حالات حضرت مجدد الف ثانی

قدس اللہ سرہٗ

منقول ہے کہ جب حضرت مخدوم صاحب سیاحت کی طرف میلان رکھتے تھے اور ترک وطن کر کے اکثر دیار و امصار میں گشت لگا رہے تھے۔ چنانچہ اسی اثنا میں چند عرصہ تک سکندرہ جو اٹاوہ کے قریب ہندوستان کے مشہور قصبات سے ہے اشاعت علوم دینیہ اور ذکر و عبادات میں مشغول رہے۔ چونکہ انوار صلاح و آثار معرفت آپ کی جبین مُبین پر لائح و لامع تھے۔ ایک صالحہ و شریفہ بی بی نے جو قبائل شریفہ سے تھی، اپنی فراست صادقہ سے آپ کے جمال و کمال معنوی کا مشاہدہ کر کے التماس کیا کہ میری تربیت میں میری ایک باعفت ہمشیرہ ہے۔ مَیں چاہتی ہوں کہ اُسے آپ کے عقد میں دوں امید ہے کہ میری اس التماس کو قبول کرینگے۔ چونکہ حلاوت تفرید و ذوق تجرید آپ پر غالب تھا۔ اس لئے فی الفور آپ نے اس التماس کے قبول پر لب نہ کھولا۔ لیکن آخر کو چونکہ وہ مطابق تقدیر و موافق رضائے الٰہی تھا قبول کیا۔ اور اُس عفیفہ کو اپنے عقد میں لے لیا۔ کچھ عرصہ آپ اُس جگہ رہے۔ یہاں تک کہ وہ صالحہ عفیفہ مطلع بیضا و صدف دُرِ یکتا (حاملہ) ہوئیں۔

امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کا قصہ بھی حضرت مخدوم صاحب کے اسی قصہ کے مشابہ ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ اتقیائے زمانہ سے کوفہ میں رہتے تھے اور اُن کی ایک دختر صالحہ تھی اور بوجہ صلاح و تقویٰ حضرت ثابت والد حضرت امام ابو حنیفہ علیہما الرحمۃ کے نکاح میں دی اُنہیں سے سرِ تاج الائمہ امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تولد ہوئے۔ اور اس جگہ بعنایت حق سبحانہٗ و تعالیٰ قطب ربانی منور الف ثانی تولد ہوئے۔

ولادت اس آفتاب ولایت کی جیسا کہ مَیں نے آپ سے اور آپ کے بعض معزز اقربا سے سُنی۔ آپ کے پیر بزرگوار کی طرح سنہ ۹۷۱ ہجری میں واقع ہوئی۔ چنانچہ کلمہ خاشع آپ کی تاریخ ولادت ہے

آپ بلدۂ شریفہ سرہند میں تولد ہوئے ۔ جو اماکن معمورہ مشہورہ و مولد روح نوران محلات ہندوستان ہے ۔ جو کوئی ایام طفولیت میں آپ کو دیکھتا بعضمون اس آیہ کریمہ یکاد ذُیتھا یضیئُ ولو لم تمسسہ نار اُس کی زبان حال وقال پر جاری ہوتا ۔

حضرت شاہ کمال قادری جن کا ذکر خیر اوپر گذر چکا ہے آپ پر نظر و توجہ خاص رکھتے تھے ۔

کہتے ہیں کہ ایام طفولیت میں آپ کو ضعف لاحق ہوا ۔ حتّےٰ کہ آپ کی والدہ ماجدہ مضطرب و بے آرام ہوئیں اور آپ کو لیکر شاہ کمال کی خدمت میں آئیں ۔ اور دعائے صحت کے لئے التماس کیا ۔ آپ نے بجذبہ و شورش تمام کہا کہ خاطر جمع رکھو ۔ یہ لڑکا عمر دراز پائیگا ۔ عالم اور عامل اور عارف کامل ہوگا ۔ اور ہماری طرح بہت سے اس کے دامن تربیت سے نکلینگے ۔

آپ کے والد ماجد کے سامنے بھی کئی دفعہ حضرت شاہ کمال نے آپ کے متعلق بہت سی خوشخبریاں بیان کی تھیں ۔ آپ سات آٹھ سال کے تھے کہ شیخ کمال نے انتقال فرمایا ۔

آپ اپنے شیخ کا حلیہ بالخصوص خاطر عاطر میں محفوظ رکھتے تھے ۔ اور جس مکان میں آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ شیخ کی خدمت میں بیٹھے تھے اُسے بھی آپ یاد رکھتے تھے ۔

آپ کا زمانہ تعلیم

جب مکتب میں داخل ہوئے تو تھوڑی سی مدت میں آپ نے قرآن مجید یاد کرلیا ۔ اور پھر اپنے والد کی خدمت میں تحصیل علوم میں مشغول ہوئے ۔ اور چند روز میں فتح و کشائش آپ کو حاصل ہوئی ۔ چنانچہ مسائل مشکلہ کو حل کرلیتے اور تحقیق کو کام فرماتے ۔ بعض بعض موقعوں پر کتابوں میں دقیق و دلکش عبارت میں مسائل مشکلہ کا حل لکھتے ۔ بہت سے علوم آپ نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں تحصیل کئے ۔ اور بعض علوم علمائے عصر کی خدمت میں جاکر تحصیل کئے ۔

چنانچہ سیالکوٹ آن کر مولنا کمال کشمیری کی خدمت میں جو متورع اور فحول علما سے تھے ۔ عضدی وغیرہ کتابیں پڑھیں ۔ اور بعض کتب احادیث یعقوب کشمیری کی خدمت

میں پڑھیں +

شیخ یعقوب کشمیری شیخ معظم وقطب مکرم شیخ حسین خوارزمی کے خلفا سے تھے اور تفسیر واحدی اور دیگر مؤلفات واحدی مثل بسیط ووسیط واسباب نزول وتفسیر بیضاوی اور دیگر مصنفات بیضاوی مثل منہاج الوصول وغایۃ القصوی وغیرہ اور صحیح بخاری ودیگر مصنفات امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری مثل ثلاثیات امام بخاری وادب المفرد وافعال العباد وتاریخ وغیرہ ذالک اور مشکوٰۃ تبریزی۔ شمائل ترمذی۔ جامع صغیر سیوطی۔ قصیدہ بردہ شیخ سعید بوصیری اور حدیث مسلسل کی اجازت جس کی سند آگے آتی ہے عالم ربانی قاضی بہلول بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی +

قاضی بہلول بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کتابوں کی اجازت مع حدیث مسلسل شیخ معظم عبدالرحمن بن فہد سے حاصل کی تھی +

شیخ عبدالرحمن بن فہد اور اُن کے اباء واجداد اُس بلاد کے کبار محدثین سے تھے اور اُن کا گھرانا عن جد بیت الحدیث تھا۔ چونکہ ان تمام کتابوں کی اسانید کا ذکر کرنا موجب تطویل ہے اس لئے صرف مشکوٰۃ شریف اور حدیث مسلسل کی سند لکھی جاتی ہے +

اسناد الحدیث المسلسل

اما الحدیث المسلسل بالاولیۃ قال الشیخ عبدالرحمن بن فہد سمعتہ من لفظ سیدی والدی عبدالقادر بن عبدالعزیز بن فہد وھو اول حدیث سمعتہ منہ قال حدثنی بہ جدی رحلۃ الرحلۃ تقی الدین بن محمد بن فہد الھاشمی العلوی وھو اول حدیث سمعتہ منہ قال حدثنی بہ جمع من المشائخ الاعلام اجلہم العلامۃ

مگر حدیث مسلسل جو ساتھ پہلی حدیث کے ہے کہا شیخ عبدالرحمن بن فہد نے سُنا میں نے اُس کے لفظ سے میرے سردار میرے باپ عبدالقادر ابن عبدالعزیز ابن فہد سے اور وہ پہلی حدیث تھی جو سُنی میں نے اُن سے۔ کہا اُنھوں نے روایت کی اُس کی میرے دادا قافلہ کے محافظ تقی الدین محمد بیٹے فہد الہاشمی علوی نے اور وہ پہلی حدیث تھی جو سُنی میں نے اُن سے کہا اُنھوں نے روایت کی ساتھ اُس کے ایک گروہ بہت بڑے مشائخوں سے جو سب بہت بڑا اُن کا

برهان الدين الانباسي سماعا من
لفظ قاضي القضاة ابو حامد المطري
بقرائتي عليه بالحرم الشريف المكة
وهو اول حديث سمعته منه
قال اخبرنا به الخطيب صدرالدين
ابو الفتح محمد بن المتبردي قال الانباسي
وهو اول حديث سمعته منه
وقال المطري وهو اول حديث
روته عنه قال اخبرنا به الشيخ
نجيب الدين عبد اللطيف الحراني
وهو اول حديث سمعته منه
قال اخبرنا به الحافظ ابو الفرج
ابن الجوزي وهو اول حديث
سمعته منه قال اخبرنا ابو سعد
اسمعيل بن ابي صالح النيسابوري
وهو اول حديث سمعته منه
قال اخبرنا ابو صالح احمد بن عبد الملك
المؤذن وهو اول حديث سمعته
منه قال حدثنا ابو طاهر محمد بن
محمد الزيادي وهو اول حديث
سمعته منه قال حدثنا ابو حامد
احمد البزاز وهو اول حديث سمعته
منه قال حدثنا عبد الرحمن بن
بشر بن الحكم العبدي وهو اول
حديث سمعته منه قال حدثنا

علامہ برہان الدین انباسی سے سنا لفظ سے
قاضی القضاۃ ابو حامد المطری بقرائتی علیہ سے
حرم شریف مکہ میں۔ اور وہ پہلی حدیث ہے
جو سنا میں نے اُن دونوں سے۔ کہا اُنھوں
نے خبر دی ہم کو ساتھ اُس کے خطیب صدرالدین
ابو الفتح محمد بیٹے بترو نے۔ کہا انباسی نے اور
وہ پہلی حدیث تھی جو سُنی مَیں نے اُس سے اور کہا
مطری نے وہ پہلی حدیث ہے جو روایت ہوئی
اُس سے۔ کہا اُس نے خبر دی ہم کو ساتھ اُس کے
شیخ نجیب الدین عبد اللطیف الحرانی نے اور وہ
پہلی حدیث ہے جو سُنی مَیں نے اُس سے۔ کہا
اُس نے خبر دی ہم کو ساتھ اُس کے حافظ ابو الفرج
بیٹے جوزی نے۔ اور وہ پہلی حدیث تھی جو سُنی مَیں
نے۔ اُس سے کہا اُس نے خبر دی ہم کو ساتھ اُس کے
اسمٰعیل بیٹے ابی صالح نیشاپوری نے۔ اور وہ
پہلی حدیث ہے جو سُنی مَیں نے اُس سے کہا
اُس نے خبر دی ہم کو ابو صالح احمد بیٹے عبد الملک
موذن نے اور وہ پہلی حدیث تھی جو سُنی مَیں نے
اُس سے کہا اُس نے حدیث بیان کی ہم کو ساتھ اُس
کے ابو طاہر محمد بیٹے محمش زیادی نے اور وہ پہلی حدیث
ہے جو سُنی مَیں نے اُس سے کہا اس نے حدیث بیان
کی ہم کو ساتھ اُس کے عبد الرحمٰن بیٹے بشیر بیٹے
حکیم عبدری نے اور وہ پہلی حدیث ہے
جو سنا مَیں نے اُس سے کہا اُس نے
حدیث بیان کی ساتھ اُس کے سفیان

بہ سفیان بن عیینۃ وھو اول حدیث سمعتہ من سفیان عن عمرو بن دینار عن ابی قابوس مولی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الراحمون یرحمھم الرحمن تبارک وتعالی ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء +

بیٹے عیینہ نے اور وہ پہلی حدیث ہے جسکا میں نے اُس حدیث کو سفیان سے اور اُس نے عمرو بیٹے دینار سے اُس نے ابی قابوس مولے عبد اللہ بیٹے عمرو بن العاص سے راضی ہو اللہ تعالیٰ ان سب پر۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرنے والوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ رحم فرماتا ہے۔ زمین والوں پر رحم کرو۔ تاکہ آسمان والے تم پر رحم کریں +

اسناد مشکوٰۃ المصابیح

آپ کی اسناد مشکوٰۃ شریف شیخ عبد العزیز بن فہد تک تو وہی ہے جو حدیث مسلسل میں مذکور ہوئی۔ اور شیخ عبد العزیز بن فہد نے شیخ تقی الدین بن فہد الہاشمی سے بھی اجازت رکھتے ہیں اور شیخ الاسلام ابن حجر العسقلانی سے بھی +

قال الشیخ تقی الدین اجزنا بہ عالیا الشیخ الامام شرف الدین عبد الرحیم بن عبد الکریم الجرھی قال اجزنا العلامہ امام الدین علی بن مبارک شاہ الصدیقی الساوجی عرف بخواجہ وقال شیخ الاسلام ابن حجر اجزنا بہ العلامۃ البغوی قاضی القضاۃ المجد بن محمد یعقوب الفیروزآبادی الشیرازی الصدیقی الشافعی قال اجزنا بہ الحافظ

کہا شیخ تقی الدین نے خبر دی ہم کو ساتھ اس کے بڑے شیخ امام اشرف الدین عبد الرحیم بیٹے عبد الکریم جرہی نے۔ کہا اُس نے خبر دی ہم کو ساتھ اس کے علامہ امام الدین علی بیٹے مبارک شاہ صدیقی ساوجی عرف بخواجہ نے اور کہا شیخ الاسلام ابن حجر نے خبر دی ہم کو ساتھ اُس کے علامہ بغوی قاضی القضات مجد بیٹے محمد بیٹے یعقوب فیروزآبادی شیرازی صدیقی شافعی نے۔ کہا اُس نے اجازت دی ہم کو ساتھ اُس کے حافظ جلال الدین حسین

لہ افسوس اصل کتاب جو فارسی زبان میں ہے نہایت غلط چھپی ہے اور اسناد کی عربی عبارت بھی غلط ہے۔ تصحیح کی کوئی صورت نہ تھی مجبوراً جو کچھ اصل میں تھا وہی لکھنا پڑا +

جلال الدین حسین والحجۃ الھمام شمس الدین محمد المقدسی قالا والصدیقی الساوجی اجزنا بہ مؤلفہ ناصر السنۃ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب فقال الساوجی قراءۃ واجازۃ وقال الاخران اذنا فقط ٭

اور حجت الہمام شمس الدین محمد المقدسی نے کہا اُن دونوں نے اور صدیقی ساوجی نے خبر دی ہم کو ساتھ اُس کے مولف ناصر السنۃ ابو عبداللہ محمد بیٹے عبداللہ خطیب نے کہا ساوجی نے پڑھنا اور اجازت دینا اور کہا دوسروں نے نزدیک تر ہے۔ فقط

مذکورہ بالا کتابوں کی اجازتیں حاصل کر لینے کے بعد آپ نے فرمایا کہ محسوس ہوتا ہے کہ مجھے طبقۂ محدثین میں داخل کیا گیا ٭

آپ نے غایت کرم و مہربانی راقم الحروف محمد الہاشم بن محمد القاسم البنقالی الکشانی البدخشانی عفی عنہ کو بھی مذکورہ بالا کتابوں اور نیز حدیث مسلسل کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور یہ یکم رجب المرجب ۱۰۳۱؁ ہجری کا واقعہ ہے والحمد للہ علے ذلک ٭

جب میں آپ سے حدیث مسلسل سُن چکا تو مخدوم زادہ جامع الفنون حدقۃ العیان خواجہ محمد سعید سلمہ اللہ تعالےٰ نے ایک نکتہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ وصول حدیث مسلسل بالاولیت میں آپ نے اُس امر کی طرف ایما فرمایا ہے جو آپ نے اپنے ایک مکتوب میں رمزنامے دوچشمی اور اپنے مرتبہ و معاملہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ فہم من فہم ٭

الغرض جب علوم عقلیہ و نقلیہ سے استفادہ کر چکے۔ اور تمام علوم اصول و فروع سے فارغ ہو گئے۔ تب آپ مسند افادہ پر بیٹھے اور مدت تک طلبۂ علوم کو فیوض و برکات سے بہرہ ور کرتے رہے ٭

آپ نے عربی و فارسی زبان میں بہت رسائل بھی تحریر فرمائے ہیں جو نہایت فصیح و بلیغ ہیں۔ از انجملہ رسالہ تہلیلیہ رد مذہب شیعہ شنیعہ میں تحریر فرمایا ہے۔ باوجودیکہ اُس وقت اہل تشیع ان بلاد میں نہایت جاہ و حشمت رکھتے تھے اور سلطان کے نزدیک بھی انہیں تقرب تمام حاصل تھا اور دین اور ارباب دین سے سخت عداوت رکھتے تھے۔ لیکن بوجہ جوش حمیت و غیرت اسلام جو حق سبحانہ و تعالےٰ نے آپ کو عنایت کیا تھا۔

ایمن آں کا مطلق خیال نہیں کیا۔ ابوالفضل کو جو تقرب حاصل تھا محتاج بیان نہیں۔ چنانچہ فضلا کو ضروریات کے موقعوں پر اُس کے پاس آمد و رفت کرنی پڑتی تھی۔ چنانچہ اس ضمن میں بار ہا اُس کے پاس آپ کی بھی آمد و رفت ہوئی۔ ابوالفضل کو جب آپ کے فضائل معلوم ہوئے عنایات و توجہات سے پیش آنے لگا۔ چنانچہ اُس کے تلامذہ میں سے ایک شخص نے راقم الحروف سے بیان کیا کہ ابوالفضل اپنے ایک دوست کو چند کلمہ لکھوا رہا تھا کہ اس ضمن میں ایک نقل کی جو اُس نے آپ سے سنی تھی۔ کئی فقرے آپ کی توصیف میں لکھے اور ابوالفضل کے ایک مصاحب نے احقر سے بیان کیا کہ ایک روز تمہارے شیخ ابوالفضل کی مجلس میں حاضر تھے۔ کہ ابوالفضل نے فلاسفہ کی تعریف و توصیف اور اُن کے علوم کا ذکر کرنا شروع کیا۔ اور اُن کی تعریف و توصیف میں اس قدر مبالغہ کیا کہ علمائے دین کی طرف عاید ہوتا تھا۔ تمہارے شیخ جنون[۱] اسلام سے ابوالفضل کے اس مبالغہ کا تحمل نہ کر سکے اور فرمایا کہ امام غزالی قدس سرہ العالی نے ایک رسالہ شریفہ **المنقذ من الضلال** تحریر فرمایا ہے۔ اس میں اُنہوں نے ثابت کیا ہے کہ فلاسفی جن علوم کا اپنے آپ کو واضع جانتے ہیں وہ کس کام آتے ہیں اور علوم مفیدہ مثلاً طب وغیرہ انبیائے سابقین کے کلام سے سرقہ کیا ہے اور جو اُن کی ایزاد طبع ہے۔ مثلاً ریاضی وغیرہ وہ علوم دینیہ میں کس قدر کام آتے ہیں۔ ابوالفضل کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اور کہنے لگا "غزالی نامعقول نے" کہا۔ یہ کلمہ سُنکر آپ کا چہرہ بھی متغیر ہو گیا۔ اور یہ کلمہ کہکر چلے گئے کہ "اگر تم اہل علم کی صحبت کا مذاق رکھتے ہو تو اپنی زبان کو اس قسم کے کلمات سے بند رکھو"۔ اس کے بعد کئی روز تک آپ اُس کی مجلس میں نہیں گئے۔ یہاں تک کہ خود اُس نے آدمی بھیجا اور معذرت کی +

ایک روز آپ ابوالفضل کے بھائی ابوالفیض کے مکان پر تشریف لائے۔ یہ اُس وقت تفسیر بے نقط (جو تفسیر فیضی کے نام مشہور ہے) لکھ رہے تھے۔ آپ ان کی تفسیر دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا بہت خوب۔ اسی اثنا میں ایک مقام پیش آیا جس کی تفسیر بے نقط کرنا بہت دشوار ہو گیا فیضی نے آپ سے کہا میں نے بہت کچھ دماغ سوزی کی۔ لیکن ابھی تک کوئی دلخواہ عبارت ہاتھ نہیں آئی +

آپ کو ہر چند کہ عبارات بے نقط لکھنے کا کبھی موقع نہیں ہوا تھا۔ تاہم آپ نے ایک گھنٹہ

[۱] جنون نہیں عین عقل ہے لیکن غلبۂ حمیت و محبت کے باعث جنون سے نامزد کیا ہے +

کے اندر ایک صفحہ کمال بلاغت کے ساتھ تحریر کیا فیضی حیرت و تعجب کرنے لگا +

مقصود اس تحریر سے یہ ہے کہ ان دنوں میں کہ ابھی آپ طریقہ صوفیہ میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ آپ کی حمیت و غیرت اسلامیہ اس درجہ تھی کہ یہ لوگ بھی آپ کی صحبت کے طالب تھے۔ اور آپ کی ہیبت ان کے دلوں پر بیٹھی ہوئی تھی +

اسی رسالہ ردِ شیعہ کی تمہید میں آپ نے لکھا ہے کہ:-

چوں دراں اثنا رسالہ کہ شیعہ در وقتیکہ محاصرۂ مشہد عبد اللہ خاں اوزبک نمودہ بود بعلمائے ماوراء النہر نوشتہ بودند در جواب رسالہ آنہا کہ در باب تکفیر شیعہ و اباحت قتل نقدہ و اموال ایشاں در مسلماں رابود باین حقیر قلیل البضاعت رسید کہ حاصلش بعد طے مقدمات ابلہ فریب تکفیر خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم و ذم و تشنیع حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا است ؎

ترسم ایں قوم کہ بر درد کشاں میخندند

در سر کار خرابات کنند ایماں را

بخاطر فاتر قرار یافت کہ در حل شبہات واہیہ اینہا و تحقیق مذہب فرقۂ ناجیہ رسالہ نوشتہ آید۔ تا سادہ لوحے از مقدمات مزخرفۂ آں در غلط نیفتد و از صراط مستقیم منحرف نگردد۔ فشرعت بحسن توفیقہ سبحانہ و تعالےٰ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔ و بعضے از طلبۂ شیعہ کہ متردد ایں حدود بودند باین مقدمات افتخار و مباہات مینمودند و در مجالس امرا و سلاطین ایں مغالطات شہرت میداد و ایں حقیر در ہر مجلس و معرکہ مشافۃ بعدمات معقول و منقول رد آنہا میکرد و بر غلطہائے صریحہ ایشاں را اطلاع میداد۔ اما حمیت اسلام و رگ فاروقیم باین قدر رد و الزام کفایت نکرد و سوزش سینہ بے کینہ تشفی نیافت و بخاطر فاتر قرار یافت کہ کہ باظہار مفاسد ایشاں و ابطال شنائع تمام بخشد۔ انتہےٰ کلامہ +

ایک دفعہ آپ آگرہ تشریف لے گئے اور ایک عرصہ تک آپ کو وہاں ٹھیرنے کا اتفاق ہوگیا۔ آپ کے والد ماجد اس فرزند فرشتہ مانند کے شوق دیدار میں باوجود کبرسنی اور بُعد مسافت کے آگرہ تشریف لائے۔ ایک فاضل نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کا یہاں تشریف لانا کیونکر ہوا۔ فرمایا شوق ملاقات فرزند دلبند شیخ احمد سلمہ اللہ

جب میں نے دیکھا کہ بعض ضروریات کے سبب سے وہ میرے پاس نہ آسکے اس لئے خود میں ہی اُن سے ملنے کے لئے آگیا ع

یوسف نرود کنعاں یعقوب بمصر آید

چونکہ آپ کے والد ماجد آپ کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور ہمیشہ آپ کی ہم صحبتی پر شغوف تھے۔ اور دقائق علوم دینیہ و معارف اسرار یقینیہ آپ سے بیان کرتے تھے۔ اس لئے آپ بھی اپنے والد ماجد کے ساتھ آگرہ سے مراجعت کر آئے۔ اور پھر ہمیشہ اپنے والد ماجد کی خدمت میں رہے اور فوائد صوری و معنویہ حاصل کرتے رہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے مکتوبات میں ان امور کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ آپ نے رسالہ مبدأ و معاد کے شروع میں تحریر فرمایا ہے:۔

"ایں درویش را ایں نسبت فردیت از پدر بزرگوار خود حاصل شدہ بود و پدر بزرگوار اورا از عزیزے کہ جذبۂ قوی داشتند و بخوارق مشہور بودند بدست آمدہ بود و نیز ایں درویش را توفیق عبادت نافلہ روے از پدر روے است و پدر بزرگوار اورا ایں سعادت از شیخ خود کہ در سلسلہ چشتیہ بودہ اند حاصل شدہ بود۔ انتہٰی کلامہٗ" +

عزیز کثیر الجذبہ و الخوارق سے شیخ کمال قادری رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ اور شیخ سے جو سلسلۂ چشتیہ میں تھے شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں آپ کا ذکر بھی اوپر گذر چکا ہے +

آپ نے زمانہ طفولیت میں بواسطہ اپنے والد بزرگوار کی انظار و توجہات و یمن و برکات حضرت شیخ کمال نسبت قادریہ سے بھی آپ بہرہ ور ہوئے۔ اور پھر شیخ کمال کے بعد حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ اور روحانیت شیخ کمال سے بھی خرقہ و نسبت کاملہ حاصل کی +

اس کا بیان اس طرح ہے کہ آپ نبیرۂ حضرت شاہ کمال و نائب مناب آں شاہ کمال شاہ سکندر کی خدمت میں یاران طریقت کے حلقے میں مراقبہ کئے بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ شاہ سکندر نے آن کر حضرت شاہ کمال کا خرقہ آپ کے دوش (کندھے) پر ڈال دیا جب آپ نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ شاہ سکندر سامنے ہیں۔ آپ نے اٹھ کر تواضع کے ساتھ اُن سے

معانقہ کیا۔ اور فرمایا کہ کئی مرتبہ خواب میں میرے جد بزرگ حضرت شاہ کمال نے فرمایا کہ تم میرا خرقہ فلاں درویش کو جو تمہاری خدمت میں رہتا ہے پہنچا دو۔ ہر چند کہ اُسے نکال کر کسی کو دینا ، میرے لئے بہت مشکل بات تھی۔ لیکن جب بتاکید کئی دفعہ مَیں مامور ہوا۔ تو ناچار مَیں نے امتثال امر کیا +

آپ یہ خرقہ پہنکر اپنے گھر گئے اور مدت کے بعد باہر نکلے۔ آپ نے اپنے بعض محرمان راز سے بیان کیا کہ حضرت شاہ کمال کا خرقہ پہننے کے بعد قصہ عجیب واقع ہوا۔ وہ یہ کہ جب مَیں نے خرقہ پہنا تو حضرت شیخ الجن و الانس سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ حضرت شیخ کمال تک کے اپنے خلفائے کبار رحہم اللہ کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں +

حضرت غوث ربانی نے میرے دل کو اپنے تصرف میں لے لیا۔ اور اسرار نسبت ہائے خاصہ کے ساتھ منور کیا۔ اور مَیں اُن انوار و احوال کے دریا میں غرق ہو کر غوطہ لگانے لگا۔ تعجب تھوڑا عرصہ گذرا کہ انہیں احوال کے غلبات میں میرے دل پر گذرا کہ تو تربیت یافتہ اکابر نقشبندیہ کا تھا۔ اور تیرا املاک امر اُن بزرگوں کی نسبتیں تھیں اور اب حال واقعہ یہ ہے +

پھر اس خیال کے گذرتے ہی میں نے دیکھا کہ مشائخ سلسلہ شریفہ نقشبندیہ خواجہ جہان خواجہ عبد الخالق سے لیکر ہمارے شیخ خواجہ باقی باللہ تک آئے اور میرے معاملہ میں مخاصمت کرنے لگے +

اکابر نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم نے فرمایا کہ یہ ہمارا تربیت یافتہ ہے۔ اور ہماری تربیت سے اس ذوق و حال و کمال و اکمال کو پہنچا ہے۔ آپ لوگوں کو اس پر کیا حق ہے ؟

اکابر قادریہ نے فرمایا کہ ایام طفولیت میں اس پر ہماری نظر و توجہ رہی ہے اور اس نے ہمارے خوان نعمت کی چاشنی چکھی ہے اور ہمارا خرقہ بھی پہنا ہے ؎

زبہر آں بت چوں شمع و چوں گل
گرفتہ جنگ با پروانہ بلبل +

دونوں سلسلہ کے اکابر اس مباحثہ میں تھے کہ مشائخ کبرویہ و چشتیہ رحہم اللہ کی ایک جماعت نے آن کر مصالحت کر دی۔ اس کے بعد سے حظ وافر و نصیب کامل دونوں نسبتوں سے مَیں اپنے باطن میں پاتا ہوں۔ اس لئے آپ کبھی کبھی سلسلہ قادریہ کی اجازت

دیتے تھے۔ اور شجرہ مشائخ بھی عطا کرتے تھے اور کلاہ و دامن بھی۔ اور اگر کوئی طالب اس سلسلہ کا ذکر حاصل کرنا چاہتا تو آپ اُسے اس سلسلہ کا ذکر تعلیم کرتے اور اسی سلسلہ کی نسبت سے اُس کی تربیت کرتے +

ایک روز ایک طالب صادق نے ذوق و نسبت طریقۂ قادریہ کا التماس کیا۔ آپ نے فرمایا اچھا تم میری صحبت میں رہا کرو۔ چنانچہ وہ طالب آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگا۔ آپ اُس پر نسبت اکابر قادریہ سے افاضہ کرنے لگے +

جب اس واقعہ کو دو تین روز گذرے۔ آپ کے اجلہ مریدین نے جو خوانِ نعمت نقشبندیہ کے ریزہ چین تھے اپنے احوال میں بستگی دیکھی۔ چار و ناچار اُن میں سے ایک نے اس بستگی اور قبض احوال کی شکایت کی۔ مَیں دو تین روز کے عرصہ سے اپنی نسبت کو بیگانہ پاتا ہوں، کیا قصور مجھ سے ظاہر ہُوا۔ دوسرے درویش نے بھی آن کر اسی طرح شکایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ تم سے کوئی قصور سرزد نہیں ہُوا۔ اس بستگی کی وجہ یہ ہے۔ کہ تم انوار اکابر نقشبندیہ رضی اللہ عنہم سے اقتباس کرتے ہو۔ اور مَیں ان دو تین روز کے عرصہ سے ایک طالب پر نسبت اکابر قادریہ کا افاضہ کر رہا ہوں۔ اور اُن کے القا کا دریچہ کھول رکھا ہے۔ چونکہ تم اُس نسبت سے مناسبت نہیں رکھتے لامحالہ تم معطل رہے جب ہم اپنی سیر اکابر خواجگان کی طرف راجع کرینگے۔ تمہاری بستگی کھُل جائیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا +

آپ کو اپنے والد بزرگوار سے سلسلہ شریفہ چشتیہ کی اجازت بھی حاصل تھی لیکن آپ کمال تقوےٰ اور التزام اتباع سنت سنیہ علیٰ مصدرہا الصلوٰۃ والتحیۃ سرود اور وجد وغیرہ سے جو متعارف اس سلسلہ علیہ ہے احتراز کلی رکھتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ مَیں نے اپنے پدر بزرگوار سے بہت کچھ استفاضہ و استفادہ حاصل کئے ہیں۔ قبل ازینکہ آپ خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہوں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں رہکر استفاضہ کیا کرتے تھے۔ اور علوم ظاہری کا درس دیا کرتے تھے +

باوجودیکہ آپ کا ارادہ سفر حجاز کا تھا۔ لیکن اپنے والد بزرگوار کی مراعات خدمت کے باعث وطن سے کہیں نہیں گئے +

انہیں دنوں میں ایک وقت کا ذکر ہے کہ آپ کے والد ماجد کو سخت ضعف

لاحق ہوا۔ والدہ ماجدہ مخدوم زادہائے عالیشان بہت بے آرام ہوئیں۔ اور وضو کر کے دو رکعت نماز نفل ادا کر کے سر بسجدہ ہوئیں اور گریہ وزاری کی۔ اسی گریہ وزاری میں آپ کی آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ کہنے والا کہ رہا ہے کہ خاطر جمع رکھو کہ ہمیں اس شخص سے کارہائے عظیم لینا ہے کہ ابھی ہزار میں سے ایک ظہور پذیر نہیں ہوا۔ چنانچہ بہت جلد ہی آپ کے والد ماجد نے مرض سے شفا پائی +

اس کے بعد آپ نے اس علم اتم کو احوال اکمل کے ہم آغوش کیا۔ اور اس جدول احوال کو قلزم کمال و اکمال سے جا ملایا۔ جہاں آپ نادر زمان و قطب دوران و پناہ جہانیاں ہوئے +

قدوۃ الاولیا خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب **فصل الخطاب** اور اسی طرح اور دیگر کتب اکابر محققین میں لکھا ہوا ہے کہ علمائے کرام سہ گروہ اند ہیں۔ بعض علم ظاہری کے عالم ہیں۔ بعض علم باطن کے۔ اور بعض علم ظاہر و باطن دونوں کے۔ اور قسم اخیر الذکر کے علما بس نہایت نادر ہوتے ہیں۔ اور اگر ہر قرن میں ایک بھی ایسا عالم ہو تو اس کے برکات مشرق سے مغرب تک پہنچتے ہیں۔ اور وہ قطب وقت اور پناہ عالمیان ہوتا ہے۔ انتہےٰ کلامہ الشریف +

فصل ۳

آپ کا اپنے پیر بزرگوار حضرت خواجہ باقی باللہ کی شرف صحبت حاصل کرنا اور آپ کی حسن تربیت اور برکات انظار و توجہات سے درجہ کمال کو پہنچنا

اُوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ کو ہمیشہ سے حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا شوق تھا۔ اور اس شوق کے باعث ہمیشہ آپ بے آرام رہتے تھے۔ کیونکہ آپ کے والد ماجد سن رسیدہ ہو گئے تھے۔ اس لئے بوجہ ان کی محبت کے آپ اُن کی مفارقت گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ یہاں تک کہ آپکے والد ماجد نے ۱۰۰۷ ہجری

میں انتقال کیا۔

آپ کے انتقال کے بعد آپ نے سنہ ۱۰۰۸ ہجری میں حج بیت اللہ کا سفر کیا۔ جب آپ دہلی پہنچے تو مولانا حسن کشمیری کے تلامذہ میں سے ایک فاضل نے جو آپ کے دوستوں اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے مخلصوں میں سے تھا۔ آپ کو خواجہ صاحب سے ملنے کے لئے کہا اور بیان کیا کہ اس وقت حضرت خواجہ صاحب اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں فرد و یگانہ ہیں اور ہر چہار طرف دور دور تک آپ کی نظیر نہیں۔ آپ کی نظر و توجہ کا یہ حال ہے کہ طالبوں کو آپ کی ایک نظر و توجہ میں وہ کچھ حاصل ہوتا۔ جو سیکڑوں چلّوں اور ریاضت شاقہ سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ آپ نے اپنے ان دوست کی اس تحریک کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے:۔

فقیر را او اے شکر ایں نعمت و دلالت شما اعتراف بقصور دارد و در مکافات آں احسان شما معترف بعجز ایں ہمکار و بار مبنی براں نعمت است و ایں دید و داد مربوط باں احسان بحسن توسط شما آں داده اند کم کسے دیده است و بیمن توسل شما آں بخشیده اند کم کسے چشیده از خواص عطایا آں قدر عطا فرموده کہ اکثرے را از عموم عطایا آں مقدار میسر نہ شده است احوال و مقامات و اذواق و مواجید علوم و معارف و تجلیات و ظہورات ہمہ را دریں راہ عروج ساختہ بمنازل وصول رسانیده اند لفظ قرب و وصول از تنگی میدان عبارت اختیار کرده است و الا فلا قرب ثمہ ولا وصول ولا عبادة ولا اشارة ولا شہود ولا حلول ولا اتحاد ولا کیف ولا این ولا زمان ولا مکان ولا احاطہ ولا سریان ولا علم ولا معرفة ولا جہل ولا حیرة ہ

چگویم من از اں مرغے نشانہ	کہ با عنقا بود ہم آشیانہ
ز عنقا ہست نامے پیش مردم	ز مرغ من بود آں نام ہم گم

چوں اظہار ایں احسان خداوندی جل سلطانہ کہ در عالم اسباب ظہور آں مرتب براں نعمت شما بوده متضمن شکر نعمت شما بوده است در ضمن چند فقرات مندرج ساختہ بقید کتابت در آورده بود کہ نمختے از شکر آں نعمت شما ادا باید۔

چونکہ آپ نے اپنے والد ماجد سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ و اکابر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

کے حالات سُنے تھے۔ اور کتابوں میں بھی دیکھے تھے۔ اور خود اس نسبت وعلوّ کی قابلیت واستعداد بوجہ اتم واکمل رکھتے تھے (برنباے تحریک اپنے دوست کے) حضرت خواجہ کی حاضری خدمت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرماتے تھے کہ اس سفر حجاز کا تحفہ اس سے بہتر اور کیا ہوگا کہ میں اس مقتدا سے ذکر ومراقبہ اس عزیز علیہ سے اخذ کرتا ہوں ؎

بگیریم زاد رہ ایں سُراغ   زشور ابۂ اشک وز قرص داغ

جب آپ حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں پہنچکر دستبوسی سے مشرف ہوئے۔ تو حضرت خواجہ صاحب نے نہایت بشاشت اور مہربانی سے آپ کا قصد وارادہ دریافت فرمایا۔ آپ نے جو کچھ ارادہ تھا عرض کیا۔ باوجودیکہ حضرت خواجہ صاحب کی عادت نہ تھی کہ آپ خود طالبوں کو اخذ طریقہ کا اشارہ کرتے یا اس متبرک سفر سے توقف کرا کے کچھ عرصہ کے لئے خانقاہ میں سکونت کے لئے فرماتے۔ لیکن جب اس شاہباز بلند پرواز پر آپ کی نظر پڑی تو آپ بے آرام ہوگئے۔ اور اپنی عادت قدیمہ کے برخلاف فرمایا۔ کہ ہرچند کہ یہ سفر مُبارک درپیش ہے۔ لیکن کیا چند روز آپ فقرا کی صحبت میں رہ سکتے ہیں۔ کم از کم ایک ماہ یا ایک ہفتہ ہی سہی کیا حرج ہے۔ چنانچہ آپ نے حسب الارشاد ایک ہفتہ رہنا قبول کیا۔ اور رفتہ رفتہ نوبت ایک ماہ دو ہفتہ تک پہنچی۔ ابھی دو روز بھی نہیں گذرے تھے کہ آثار تصرف وکشش حضرت خواجہ صاحب نمودار ہوئے اور آپ پر شوق انابت واخذ طریقہ خواجگان بزرگوار نے غلبہ کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ اور بمجرد عرض کرنے کے بدون اس کے کہ جانبین سے استخارہ وقوع میں آتا۔ حالانکہ خواجہ صاحب کی قدیم عادت تھی۔ خواجہ صاحب نے بلا کسی تامل کے خلوت میں طلب کرکے ذکر قلبی کی طرف رہنمائی کی اور توجہات عالیہ کو کام فرمایا۔ یہاں تک کہ اُسی وقت آپ کا دل حق منزل ذکر سے گویا ہوگیا۔ اور آرام وحلاوت اور التذاذ تمام حاصل ہوا۔ اور یوماً فیوماً ترقیات عالیہ وعروجات متعالیہ ظاہر ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ دیکھا آپ نے جو کچھ کہ دیکھا۔ کما یجیٔ بیانہ من کلامہ الشریف ؁

چند روز کے بعد جب حضرت خواجہ صاحب نے آپ کے اندر آثار رشد وارشاد واستعداد کامل معائنہ کی تو ایک خلوت میں وہ دقائق بیان فرمائے، جو آپ نے آپ سے

کئی سال بعد تیر معائنہ فرماتے تھے۔ از انجملہ ایک یہ تھا کہ آپ نے بیان فرمایا۔ جب ہمارے مخدوم بزرگ خواجہ امکنگی قدس سرۂ نے آخرکار فرمایا کہ اب تم ہندوستان جاؤ۔ تاکہ اس سلسلہ شریفہ کو وہاں تم سے رواج ہو۔ میں اپنے آپ کو اس کام کے لائق نہ پاکر تواضع کرنے لگا۔ آپ نے مجھے استخارہ کرنے کے لئے فرمایا۔ استخارہ میں میں نے دیکھا، کہ ایک طوطی شاخ پر بیٹھی ہوئی ہے۔ میں نے اپنے دل میں ارادہ کیا کہ اگر طوطی شاخ سے میرے ہاتھ پر آ بیٹھے۔ تو مجھے اس سفر میں کشائش حاصل ہوگی۔ بمجرد اس خیال کے وہ طوطی میرے ہاتھ پر آ بیٹھی۔ اور میں نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں دیا۔ اور اس نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ صبح کو میں نے یہ واقعہ آپ کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ طوطا ہندوستان کا پرندہ ہے۔ پس تمہارے دامن (تربیت) سے ایک ایسا شخص نکلیگا کہ عالم اس سے منور ہوگا۔ اور تمہیں اس سے فائدہ پہنچیگا۔ اس کو حضرت خواجہ صاحب نے آپ کے حال پر منطبق کیا ؛

دوسری بات آپ نے یہ بیان فرمائی کہ جب ہم تمہارے شہر سرہند پہنچے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک قطب کے جوار میں اترا ہوں، مجھے اس کا حلیہ بھی بتایا گیا۔ صبح کو میں اس شہر کے درویشوں اور گوشہ نشینوں کی تلاش میں نکلا۔ اور جن جن درویشوں کو دیکھا نہ وہ آثار تھے اور نہ کسی سے حالت قطبیت ہی معائنہ کی۔ میں نے کہا شاید اس شہر کا کوئی شخص اس امر کی قابلیت رکھتا ہوگا جو آئندہ ظاہر ہوگا۔ پھر جس روز کہ میں نے تم کو دیکھا تمہارا حلیہ اس کے موافق پایا۔ اور اس کی قابلیت بھی میں نے تمہارے اندر معائنہ کی ؛

نیز میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں نے ایک بہت بڑا چراغ جلایا ہے اور اس کی روشنی ساعت بساعت بڑھتی گئی اور لوگوں نے اس سے بہت سے چراغ جلائے جب سرہند کے قرب وجوار میں پہنچا تو میں نے اس کے دشت و بیابان میں بہت سی مشعلیں روشن دیکھیں۔ ان واقعات کو بھی میں تمہارے حالات کی طرف سمجھتا ہوں ؛

بالجملہ انہیں دو تین ماہ کے اندر جو کچھ کہ آپ کو بہ یمن تربیت حضرت خواجہ باقی باللہ حاصل ہوا زبان قلم اس کی تحریر و تقریر سے قاصر ہے ؛

خود آپ نے ایک طالب کی تحریص و ترغیب کے لئے بیان کیا ہے، تیمناً و تبرکاً لکھا جاتا ہے والقلیل یدل علی الکثیر۔

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جب اس درویش کو اس راہ کی ہوس پیدا ہوئی تو عنایت الٰہی اس کی معین و مددگار ہوئی کہ یہ فقیر ولایت پناہ حقیقت آگاہ دانائے طریق اندراج النہایۃ فی البدایۃ دالی السبیل الموصل لئے درجات الولایۃ موید الدین المرضی شیخنا و امامنا محمد الباقی قدس سرہ العالی کی خدمت میں پہنچا۔ جو خلفائے کبار سلسلۂ علیہ نقشبندیہ سے ہوئے ہیں۔ آپ نے اس درویش کو ذکر اسم ذات کی تعلیم کی۔ اور بطریق عادت قدیمہ توجہ کی، یہاں تک کہ میرے قلب میں التذاذ تام پیدا ہوا اور کمال شوق و اشتیاق سے گریہ وزاری کرنے لگا +

پھر ایک روز بعد حالتِ بیخودی میں ایک دریائے محیط دیکھا۔ اور صور و اشکال عالم اُس دریا کے سایہ میں پائے گئے۔ رفتہ رفتہ اس کیفیت بیخودی نے اور بھی غلبہ کیا۔ یہاں تک کہ کبھی حالت بیخودی ایک پہر دن تک رہتی۔ کبھی دو پہر دن تک اور کبھی تمام شب +

مَیں نے خواجہ صاحب کی خدمت میں یہ کیفیت بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ ایک قسم کی فنا حاصل ہوئی ہے +

اس کے بعد آپ نے ذکر کرنے سے منع کر دیا۔ لیکن اُس کی نگاہداشت کیلئے فرمایا۔ پھر دو روز کے بعد مجھے فنائے مصطلح حاصل ہوئی۔ خدمت والا میں مَیں نے عرض کیا۔ فرمایا تمام عالم ایک دیکھتے ہو۔ اور متصل و واحد پاتے ہو۔ مَیں نے عرض کیا ایک۔ فرمایا، معتبر فنائے فنا میں یہ ہے کہ باوجود ان میں اتصال ہونے کے بیشعوری حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ اُس شب کو فنائے فنا باین صفت حاصل ہوئی۔ عرض خدمت کی۔ اور بیان کیا کہ مَیں اپنے علم کو نسبت حق سبحانہ وتعالےٰ حضوری میں پاتا ہوں +

اس کے بعد میں ایک نور ظاہر ہوا۔ جو تمام اشیاء کو محیط تھا۔ مَیں نے اُسے جانا یہ نور سیاہ رنگ تھا۔ فرمایا کہ یہ انبساط جو اس نور میں کھلائی دیا ہے علم الٰہی میں ہے کہ بواسطہ تعلق ذات حق سبحانہٗ ان چند اشیا کے ساتھ بالا و پستی میں واقع ہیں منبسط کرتا ہے۔ لہٰذا اس انبساط کی نفی کرنی چاہیئے +

اس کے بعد اُس نور منبسط میں انقباض ظاہر ہوا۔ اور تنگ ہونے لگا حتیٰ کہ صرف ایک نقطہ کے برابر رہ گیا۔ فرمایا، اس نقطہ کی بھی نفی کرنی چاہیئے۔ اور حیرت میں

آنا چاہئے ٭

مَیں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ وہ نقطہ بھی زائل ہو گیا۔ اور حیرت ظاہر ہوئی۔ کہ اس مقام پر شہود حق سبحانہٗ وتعالےٰ خود بخود ہے۔ جب مَیں نے عرض خدمت کی فرمایا یہی حضور نقشبندیہ ہے۔ اور نسبت نقشبندیہ عبارت اس حضور سے ہے۔ اور اس حضور کو حضور غیبت بھی کہتے ہیں۔ اس مقام پر اندراج نہایت در بدایت حاصل ہوتی ہے۔ یہ نسبت طالب کو اس کے اخذ کرنے کے رنگ میں حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسرے سلسلوں میں ذکر و اذکار سے جو شیخ طالب کو تعلیم کرتا ہے۔ کہ اُن پر عمل کر کے مقصود کو پہنچے ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

اور اس فقیر کو یہ نسبت ابتدائے تعلیم ذکر سے دو ماہ اور چند روز میں حاصل ہوئی ہے۔ اور پھر بعد اس نسبت کے ایک اور فنا حاصل ہوئی۔ جسے فنائے حقیقی کہتے ہیں اور دل میں اس قدر وسعت پیدا ہو گئی کہ تمام عالم عرش سے فرش تک اُس وسعت کے پہلو میں رائی کے دانہ کے برابر دکھائی دینے لگا ٭

اس کے بعد مَیں نے اپنے آپ کو اور ہر فردِ عالم کو بلکہ ہر ذرہ کو حق دیکھا۔ اس کے بعد ہر ذرہ عالم کو الگ الگ اپنا عین دیکھا۔ اور اپنے آپ کو بلکہ ہر ذرہ کو اس قدر منبسط و وسیع دیکھا کہ تمام عالم بلکہ اُسی کے برابر ایک اور عالم کی اس میں وسعت ہے۔ بلکہ مَیں نے اپنے آپ کو اور ہر ذرہ کو ایک نور منبسط پایا کہ اشکال و صور عالم اس نور میں مضمحل و متلاشی ہیں۔ اس کے بعد مَیں نے اپنے آپ کو بلکہ ہر ذرہ کو مقوم جمیع عالم پایا۔ جب مَیں نے یہ حال عرض خدمت کیا۔ فرمایا، توحید میں مرتبۂ حق الیقین یہی ہے۔ اور جمع الجمع عبارت اسی مقام سے ہے ٭

اس کے بعد صور و اشکال عالم کو جیسا کہ اول مَیں نے حق پایا، اس وقت موہوم پایا۔ اور نہایت حیرت پیدا ہوئی۔ اس وقت فصوص الحکم کی وہ عبارت جو والد ماجد سے سُنی تھی یاد آئی وھو ھذا:۔

ان شئت قلت انه ای العالم حقٌ ان شئت انه خلق وان شئت قلت انه حقٌ من وجه وخلق من وجه وان شئت قلت بالحیرة بعد التمیز بینهما۔ یہ عبارت

فی الجملہ اس اضطراب میں تسکین پیدا ہوئی +

اس کے بعد میں نے آپ کی خدمت میں آکر عرض حال کیا۔ فرمایا، ابھی تمہارا حضور صاف نہیں ہوا۔ ابھی اپنے کام میں مشغول رہو۔ یہاں تک کہ موجود و موہوم کے درمیان تمیز ظاہر ہو جائے +

میں نے فصوص الحکم کی وہ عبارت جو شعر بعدم تمیز ہے پڑھ کر سنائی۔ فرمایا، شیخ نے کامل کا حال بیان نہیں کیا۔ کیونکہ عدم تمیز بعض کی نسبت ثابت ہے۔ میں حسب الحکم اپنے کام میں مشغول ہوا۔ اللہ عزوجل نے آپ کی توجہ سے کامل دو روز کے بعد موجود و موہوم کے درمیان تمیز ظاہر کر دیا۔ یہاں تک کہ میں نے موجود حقیقی کو موہوم تخیلی سے ممتاز پایا۔ اور صفات و افعال کو بھی موہوم محض پایا۔ اور خارج میں بجز ایک ذات موجود کے اور کچھ نہ دیکھا +

جب یہ حالت میں نے عرض خدمت کی فرمایا مرتبہ فرق بعد الجمع یہی ہے اور انتہائے سعی یہیں تک ہے۔ اور یا اس سے پہلے جو کچھ جس کی استعداد میں رکھا ہے ظاہر ہوتا ہے۔ اس مقام کو مشائخ طریقت نے مرتبہ تکمیل کہا ہے۔ انتہیٰ کلامہ الشریف +

اس کے بعد آپ نے وہ دقائق علیہ و واردات احوال شریفہ بیان کئے ہیں جو ناظرین پر مخفی نہیں۔ اور یہ تمام وہ واردات و احوال ہیں جو سالک برسوں میں حاصل کرتے ہیں۔ اور بسبب محبوبیت و مرادیت تھوڑے زمانہ میں حاصل کئے +

چنانچہ خود حضرت خواجہ صاحب نے بارہا فرمایا ہے کہ آپ محبوبین و مرادین سے ہیں۔ اور یہی اُن کی سُرعت سیر کی وجہ ہے +

چنانچہ آپ کی صحبت کو چند ہی روز گذرے تھے کہ حضرت خواجہ صاحب نے ایک مخلص کو خط لکھتے ہوئے آپ کی نسبت تحریر فرمایا:۔

"شیخ احمد مردے است از سرہند کثیر العلم و قوی العمل روزے چند فقیر با و نشست و برخاست کردہ عجائب بسیار از روزگار اوقات او مشاہدہ نمودہ بآں ماند کہ چراغے شود کہ عالمہا ازو روشن گردد والحمد للہ تعالیٰ احوال کاملہ او مرا بہ یقین پیوستہ۔ و ایں شیخ مشار الیہ برادران و اقربا دارد ہمہ مردم صالح و از طبقہ علما چندے را دعا گوے ملازمت کردہ و از جواہر عالیہ

دانستہ استعداد ہا عجیب دارند و فرزندان آن شیخ کہ اطفال اند اسرار الٰہی اند
بالجملہ شجرہ طیبہ اند انبتہ اللہ نباتاً حسناً و فقراے باب اللہ دلہاے
عجب دارند۔ انتہےٰ کلامہ الشریف ۔

خود اس فقیر نے آپ کی زبان مبارک سے سُنا ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ جس روز
سے مَیں حضرت خواجہ صاحب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا ۔ اور تعلیم طریقت حاصل کی
مجھے یقین ہو گیا کہ عنقریب حق سبحانہٗ و تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے مجھے اس راہ کی انتہا
تک پہنچا دیگا ۔ ہر چند کہ مَیں نظر بر قصور حال و اعمال اس یقین کی نفی کرتا تھا ۔ لیکن کسی
طرح متصور نہیں ہوتی تھی اور اکثر اوقات یہ بیت زبان پر جاری رہتی تھی ؎

ازیں نورے کہ از تو بر دلم تافت

یقین دانم کہ آخر خواہمت یافت

اس کے بعد آپنے نہایت انکسار و نیازمندی اور استغراق تمام کے ساتھ آب دیدہ ہو کر
الحمد للہ کہا اور خاموش ہو گئے ۔

آپ کا ایک مخلص بیان کرتا ہے کہ ایک روز آپ نے بیان کیا کہ ابتدائی
احوال میں جب کہ مَیں حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں تھا ۔ اور مجھ پر رنگین و غیبتی
بکثرت طاری ہوتی تھی ۔ حضرت خواجہ صاحب نے ہمارے برادر طریقت شیخ تاج
سے فرمایا کہ وہ بعض دوستوں کے شنیدہ حالات آپ کی خدمت میں بیان کیا کریں
لیکن مجھے اُن سے مستثنےٰ کر کے میرے حالات آپ خود دریافت فرمایا کرتے اس
لئے مَیں آپ کے سامنے خاموش رہتا ۔ اور کچھ نہ کہتا ۔ حتےٰ کہ ایک روز آپ نے
خود فرمایا کہ تم خود اپنے حالات کچھ بیان کرنے میں خاموش رہا کرتے ہو ۔ اور مَیں سمجھا
کہ میرے ایسے حالات ہی کیا ہیں جو آپ کے گوش گذار ہونے کے قابل ہوں ۔
آپ نے فرمایا ۔ کم و بیش کوئی واقعہ بھی جو پیش آیا ہو بیان کرو ۔

چنانچہ انہیں دنوں میں ایک واقعہ مجھے پیش آیا تھا ۔ وہ یہ کہ مَیں شیخ تاج
کی طرف متوجہ ہوا ۔ اور اُن پر مَیں نے تصرف کیا ۔ حتےٰ کہ بیخود ہو کر زمین پر گر پڑے
چونکہ مَیں نے خواجہ صاحب قدس سرہٗ کو اظہار واقعہ پر اصرار کرتے دیکھا ۔ تو لامحالہ یہ
واقعہ بیان کیا ۔ تو آپ کا حال متغیر ہوا ۔ اور ہم خاموش رہے ۔

راقم الحروف کا مقصد ان حکایات کی تحریر سے آپ کی عالی ہمتی کا اظہار کرنا ہے۔ کہ ابتدا سے انتہا تک اپنی بلند ہمتی وعلوِ استعداد وقابلیت، کثرتِ علم وعبادت اور وفورِ رعایت آداب اپنے پیر رفیع المرتبت کے باعث آپ پہنچے جہاں تک کہ پہنچے +

حضرت خواجہ صاحب قدس اللہ سرہٗ نے بشکرِ اس امر کے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے ایسے طالب وسترشد والاقابلیت وافر الفضیلت کو آپ کی صحبت میں پہنچایا اور آپ کی یمن تربیت اور آپ کی برکات ہدایت سے مرتبۂ کمال واکمال کو پہنچایا۔ اور واصل حق کیا۔ محامد قولی وفعلی بجالا کر ایسی نیک ساعت میں کہ مشتری بھی جس سے سعادت حاصل کرتا ہے، اجازت خلافت عطا فرمائی اور خلعت پہنا کر آپ کے وطن مالوف کو سرھند سے رخصت کیا۔ اور آپ شہباز بلند پرواز کی طرح اپنے وطن مالوف کو مراجعت کر آئے۔ جیسا کہ خود آپ نے بیان کیا ہے۔ ”باز آمدیم باصد ہزار خلعت وفتوح“ +

بعد ازاں آپ حسب الحکم حضرت خواجہ صاحب قدس اللہ سرہٗ طالبوں کی تربیت میں مشغول ہوئے۔ اور تھوڑی سی مدت میں جم غفیر کو اپنے سرچشمۂ فیوضات سے سیراب کیا۔ اسی اثنائے افاضات میں آپ کو ایک مقصد پیش آیا جو اقل قلیل عارفوں کے وہم وفہم میں آسکتا ہے۔ اس مقصد کے باعث آپ نے طالبوں کو رخصت کیا۔ اور صحبت کو عزلت سے بدل دیا۔ تو بعض اصحاب غرض وارباب غبطہ نے اس واقع کو حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں دوسرے پیرایہ سے بیان کیا۔ جب آپ کو اس کی خبر ہوئی یہ عریضہ خدمت سامی میں بھیجا اور واقعی کا اظہار کیا +

”ازاں روز کہ از ملازمت برآمدہ بود بواسطۂ میل بفوق الفوق بمقام چندانے مناسبت ندارد وچند گاہ خود ہمت آں بود کہ در گوشہ خزیدہ شود و مردم صحبت ہیچوں پیروشیر در نظر مے آمدند۔ عزم عزلت مصمم شدہ بود اما استخارہ موافق نے آید۔ عروج در معارج قرب بغایت النہایت ہر چند غایت ندارد و میسر شد ومیشود و مے برند و مے آرند کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ بر مقامات جمیع مشائخ الا ماشاء اللہ تعالیٰ گذرانیدند ھ

گلے بر دمد از زمین بلند و پست
بداں در نگاہ والا دست بر دست

دریں میان اگر تو سُطر روحانیات مشائخ ساتعداد نمایم بطول انجامد بالجملہ از جملہ مقامات اصل در رنگ مقامات ظل گذرانیدند از عنایات چہ نویسد قبل من قبل بلا علت چنداں وجوہ ولایت وکمالات آنرا نمودند کہ چہ در تحریر آرد در شہر ذی الحجہ در مدارج نزول تا مقام قلب فرود آوردند ۔ وایں مقام مقام تکمیل و ارشاد است اما ہنوز چیزہا از علم وکشف ازبرائے ایں مقام درکار است تا کے میسر شود مرا آساں نیست باوجود مرادیت چنداں قطع منازل کردہ میشود کہ مریداں اینجا قدم ندارند نہایت عروج افراد تا بدایت مقام اصل است پیشتر افراد ہم گذر ندارند ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ وجہ توقف در تکمیل وارشاد ایں است مردم در تخیلات خود چیزہا میبرند اعتبار نباید کرد ؎

در نیابد حال پختہ ہیچ خام
پس سخن کوتاہ باید والسلام

در اندیشہ ایں قسم احتمال ضرر غالب است آنجا عرسا فرمایند کہ از احوال ایں خستہ بال نظر خیال خود بپوشند مجال نظر را مجال دیگر بسیار است ؎

من گم شدہ ام مرا مجوئید
از گم شدگاں خبر مگوئید

از عزت خداوندی جل سلطانہٗ باید اندیشید امرے را کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کمال او بخواہد در تنقیص او سخن گفتن بسیار نامناسب است وفی الحقیقت معارضہ است باو تعالیٰ "۔ انتہٰے کلامہ الشریف ۔

یہاں تک کہ جو مطلب آپ اس عزلت سے چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے آپ کو عطا کیا ۔ اس کے بعد پھر آپ افاضۂ طلاب کی طرف متوجہ ہوگئے وہ مطلب یہ تھا جو آپ نے اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے ۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جب خواجہ صاحب نے مجھے کمال مصطلح اس طائفہ علیہ تک پہنچا دیا اور اجازت عنایت کی ۔ مجھے فی الجملہ اُس وقت اپنے کمال واکمال حاصلہ میں تردد تھا ۔ اور بحکم دفراست حضرت خواجہ صاحب نے اُسے معلوم کر کے فرمایا تھا کہ اس راہ میں تردد کو

دخل نہ دینا چاہئے۔ کیونکہ تردّد کرنے سے مشائخ کی کمالیت میں تردُّد لازم آتا ہے۔
حسب الامر تعلیم طریقت میں مشغول ہو گیا۔ اور برسوں کا کام چند ساعات میں تمام ہوا محسوس ہوا۔ یہاں تک کہ اسی اثنا میں میرا نقص پھر ظاہر ہوا +

جو لوگ کہ میرے ارد گرد تھے اور مجھ سے فائدہ اُٹھا رہے تھے۔ مَیں نے اُنہیں جمع کر کے اپنا نقص بیان کیا۔ اور رخصت کا خواستگار ہوا۔ مگر طالبوں نے اس امر کو تواضع پر محمول کیا۔ اور بوجہ عقیدت کے وہ واپس نہ گئے۔ چند عرصہ کے بعد حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے وہ احوال جن کا مَیں منتظر تھا عطا فرمائے۔ انتہےٰ ما اخذنا من کلامہ الشریف +

اس کے بعد آپ اپنے پیر بزرگوار حضرت خواجہ صاحب کی شوق ملازمت کے باعث سرھند سے دھلی آئے۔ اور مدّت تک آپ کی خدمت میں رہے اور اپنے مقام ومرتبہ کو آگے سے بھی کئی درجہ بڑھایا۔ باوجود ان مقامات بلند و فضائل ارجمند کے آپ اپنے پیر بزرگوار کی رعایت ادب اس درجہ کرتے رہے کہ اُس سے زیادہ متصوّر نہیں ہو سکتی +

راقم الحروف نے خواجہ حسام الدین کی زبان مبارک سے سُنا ہے۔ آپنے حضرت مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی تعریف وتوصیف کرنے کے بعد بیان کیا کہ آپ باوجود علوِ مرتبت وکثرت فضیلت اپنے پیر دستگیر کے ادب کی کمال رعایت کرتے تھے۔ ہمارے خواجہ صاحب کے مریدوں میں آپ جیسا کوئی شخص بھی نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اَوروں سے پہلے برکات آپ کے نصیب ہوئے۔ خواجہ حسام الدین مقبولان حضرت خواجہ باقی باللہ سے تھے +

نیز آپ نے اس فقیر سے بیان فرمایا کہ جن ایام میں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس خلیفۂ عالی درجات یعنی تمہارے شیخ پر نہایت التفات رکھتے تھے اور اُن کی توقیر واحترام میں کمال مبالغہ کرتے تھے +

مجھے آپ کے بُلانے کے لئے بھیجا۔ جونہی مَیں نے آپ سے کہا کہ آپکے پیر دستگیر آپ کو طلب کرتے ہیں۔ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اور خوف وبیم سے اسقدر مضطرب ہوئے کہ قریب تھا کہ رعشہ پیدا ہو جاتا۔ مَیں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ جو مَیں نے

سُنا تھا کہ اہل قرب کو حیرانی زیادہ ہوتی ہے، مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا +

خود آپ نے بھی رسالہ مبدأ و معاد میں بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہم چار شخص تھے کہ تمام دوستوں کے درمیان ہم امتیاز تمام رکھتے تھے۔ اور باوجود اس کے ہر ایک کی نسبت اور ہر ایک کا آپ کے ساتھ اعتقاد و معاملہ علیحدہ تھا +

یہ فقیر بالیقین جانتا ہے کہ اس قسم کی صحبت و تربیت و ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت کے بعد بجز اس کے ہرگز وقوع میں نہیں آیا۔ ہمیں اس نعمت کا شکر بجالانا چاہئے۔ کہ اگرچہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت با سعادت سے مشرف نہیں ہوئے لیکن الحمد للہ کہ اس سے محروم بھی نہیں رہے اور ہر شخص اپنی ارادت و عقیدت کے موافق بہرہ ور ہوا۔ انتہے کلامہ الشریف +

بہرکیف آپ نے یہ یمن و برکات مراعاۃ آداب دیکھا جو کچھ کہ دیکھا۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ صاحب نے ایثار کر کے جس قدر نسبتہائے عالیہ تھیں آپ کو عطا کیں +

جیسا کہ بشارت اساس شیخ ابو العباس نے شیخ ابو سعید کے حق میں فرمایا کہ بہت سی اشارتیں عمل میں آئیں اور یہ سب اس جوان کے نصیب ہوئیں اُسے مبارک ہو +

چنانچہ حضرت خواجہ صاحب نے لوائے تربیت و ارشاد آپ کے سر پر رکھا۔ اور تمام کاروبار تربیت و ارشاد آپ کے حوالے کر دیا۔ اور یہ تحریر آپ کو تحریر کیا۔

"جمع از دوستاں کہ گرفتار بار وجود بودند چوں در مضیق و ما منّا الا لہ مقام معلوم ور بند مصلحت فکر عقل با اقتضائے آں نمود کہ دریں بر شکال از مقابلہ بو قلموں دُور افتادہ و در تحت آفتاب شہود زندگانی نمایند انشاء اللہ بہ نیکی و پاکی با آخر رسد فوائد صحبت و جماعت امرے است محقق چہ حاجت باظہار ہ

ما گرفتاریم بر ما ناوک بیداد ریز
سوسن و گل برکنار و مردم آزاد ریز

اس کے بعد آپ اپنے وطن مالوف مراجعت کر آئے اور مدت تک سالکوں کو فیوض و برکات سے مستفیض کرتے رہے۔ اور اسی ضمن میں اپنے احوال عظیمہ اور ترقیات اور اپنے دوستوں اور پیر بھائیوں کے حال احوال اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں عرض

کرتے رہے +
ان عوارض کو بالخصوص اس فصل کے بعد ایک علیحدہ فصل میں ذکر کیا جائیگا انشاء اللہ تعالے ۔ اُن عوارض کو ناظرین اُس فصل میں دیکھ سکتے ہیں +
تو حضرت خواجہ صاحب بھی اپنے اُن دوستوں کے حالات آپ سے دریافت کرتے رہتے تھے جو دہلی میں آپ کی خدمت میں آئے تھے ۔ کہ آپ سرہند سے اُن کی ترقیات و قابلیت معلوم کرکے لکھتے رہیں +
ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ کے مخلصوں میں سے ایک نے التماس کیا کہ آپ اس مخلص پر نظرات و توجہات خاص فرمائیں ۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اب کی دفعہ جب آپ (یعنی حضرت مجدد صاحب) سرہند سے تشریف لائینگے تو میں اُن سے تم پر توجہات خاص کرنے کے لئے کہونگا ۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ تمہیں مقامات عالیہ تک پہنچادینگے +
اسی طرح حضرت خواجہ صاحب نے بعض دقائق علوم اور درجات و مقامات بعض ارباب معرفت و تحقیق بھی استفسار فرمائے ہیں ۔ اور جو کچھ آپ نے اس کے متعلق عرض خدمت کیا ، موجب اطمینان خاطر شریف ہوا ۔ اور معارف کثیرہ آپ نے بیان کئے ۔ چنانچہ مندرجہ ذیل مکتوب جو حضرت خواجہ صاحب نے آپ کی خدمت میں ارسال فرمایا ہے ، ان امور کا شاہد ہے ۔ **وھوھذا**
"مسند ارشاد واسع وانوار ساطع مسودۂ رسالہ کہ در طریقہ خواجگان تمام شدہ خواجہ برہان کحل البصر مشتاقاں گردانیدند حمد اللہ سبحانہ والمنۃ بغایت عالی است ولطیف لیکن بخاطر میرسد کہ التماس نمودہ آید کہ قدرے در احوال حضرت خواجہ احرار قدس سرہ تفتیش فرمایند شاید کہ امور دیگر ہم ظاہر شود ہماں روز کہ بمطالعہ لطیفہ نجیبہ مشرف شدہ در اثنائے خاص خاطرے آمد کہ دوست چپ یعنی عالم ارواح ایشاں تعلق دارد چوں حاضر بجہت ضعف حافظہ مترددگشت کہ مشارٌ الیہ کہ بود لیکن ظن غالب آں بود کہ اشارہ بحضرت خواجہ بودیکے در طبقۂ آئمہ دیدہ شود لیکن کہ چیزے ظاہر گردد ۔ دیگر از سخنان ایشاں معنی عصمتے مفہوم میشود وایں نیز از بعض خواہا دریافتہ شدہ کہ ایشاں بجہت خلقت نہایت در بدایت مندرج مخلوق شدہ اند چہ عجب اگر در فوق نقطۂ علم در زیر مقام وحدت کلیاً کہ قابلیت مطلقہ

است مخلوق باشند یکے کرم نمودہ آنجا ہم دیدہ شود ✦

ایضاً در مقام حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نظر بیندازند کہ داخل آں مقام شدہ بنزول آمدہ اند یا از راہ دیگر بکنار آمدہ اند شاید کہ مخلوقیت فوق نقطہ بسبب عدم تقرر در آں مقام شدہ باشد ۔ بارے البتہ عنایت نمایند و نیک تفتیش نمایند کہ خیلے خاطر مشغول است ۔ التماس دیگر آنکہ در باب فنائے بشریت نیز توجہ فرمایند کہ از غیر مقام فنافی اللہ نیز مقامے دار دیا منحصر است در داخل شدن ہمیں مقام از جملہ جماعتے کہ در فوق ایں مقام مخلوق شدہ اند ظاہر امیست کہ ہمچناں محفوظ باشند و حاجت بکسب در ظہور فنائے بشریت نداشتند ✦

وایضاً جماعتے کہ در زیر ہماں مقام وحدت محو شدہ باشند و اگرچہ از راہ جذبہ قیومیت یا غیر آں رفتہ باشند نیز از عود بوجود بشریت محفوظ باشند ✦

ایضاً یک نظرے در خانہ جبروت کہ مقام انبیا است صلوٰۃ الرحمٰن علٰے نبینا وعلیہم نیز بکنید کہ در آنجا نیز مقامے خاہد بود کہ از عود مذکور ایمن گرداند ✦

ایضاً در مقام فنافی اللہ نیز نظرے بفرمایند کہ شاید غیر ازیں راہ ظاہر تفصیل راہ دیگرے ہم داشتہ باشد و بعضے ازیں عزیزاں ازاں راہ داخل شدہ باشند ۔ باقی احوال آں متوقف ایشاں را بہتر معلوم است چہ نویسم چنداں اسامی و علامات مقامات مارا معلوم نیست تغیرات چہ نوع تواں نوشت ۔ انشاء اللہ آنچہ مرضی است ہماں شود ۔ محمد صادق و جمیع برادراں و اعزہ نیازمندی قبول نمایند"
انتہٰے المکتوب الشریف ✦

یہ استفسارات اور نوازشیں حضرت خواجہ صاحب کی اس خلیفہ عالی منزلت سے اور اس حد تک ہوئیں کہ آپ غور تعطش و تشوق کے باعث یہ دو بیتیں زبان پر جاری کرتے تھے

بس تشنہ و بس خرابم افتادست — در حسرت یکدمم نم افتادست
ہر جا کہ ترشح تو بینم — در تعطش آیم و نشینم

نوبت یہاں تک پہنچی کہ بعض حالات تازہ جو آپ کی استعداد عالی کے خصائص سے تھے ، ظہور پذیر ہوئے ۔ تو بطریق روایت عالی از سافل جس طرح بعض اساتذہ محدثین نے اپنے تلامذہ سے حدیث اخذ کی ہے ۔ اسی طرح حضرت خواجہ صاحب نے اس اپنے

نائب عالیمقدار کے بعض حالات سے اخذ کئے ہیں +

حضرت خواجہ صاحب آپ سے ان حالات کا استفسار فرماتے۔ اور آپ بطریق تواضع و انکسار معذرت کرتے کہ شاید امتحان مقصود ہو۔ اور اس طرح میں ترکِ ادب کا مرتکب ہوؤں۔ لیکن جب حضرت خواجہ صاحب بہت اصرار کرتے تو بحکم الامر فوق الادب اپنے حالات حاضرہ باادب تمام عرض خدمت کرتے تاکہ عدم امتثال منجر بہ ترکِ ادب نہ ہو۔ اسی طرح حضرت خواجہ صاحب آپ سے حصول بعض امور کے لئے دُعا و توجہ کرنے کے لئے فرماتے اور آپ دُعا و توجہ کرتے۔ اور بعنایت حق سبحانہٗ وہ مطلب حاصل ہوتا +

بالجملہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ آپ کے ساتھ وہ معاملہ برتتے جو مرید کو اپنے پیر کے ساتھ برتنا چاہیے۔ چنانچہ بسا اوقات صبح و شام حضرت خواجہ صاحب نے آپ کو برسر حلقہ بٹھایا ہے اور خود آپ مریدوں کی طرح حلقہ میں بیٹھے ہیں۔ اور پھر آپ جب اس حلقہ سے واپس جاتے تو برعایت ادب چند قدم اُلٹے پیر چلتے اور اپنی جگہ جا بیٹھتے۔ اپنے مریدوں کو بھی آپ اسی طرح تاکید کیا کرتے تھے کہ وہ آپ کا کمال ادب کیا کریں۔ اور جو معاملہ کہ وہ آپ کے ساتھ رکھتے ہیں ہمارے خواجہ صاحب کے ساتھ رکھیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ وہ اپنا باطن بھی ہمارے خواجہ کی طرف متوجہ رکھیں +

مرشدی میر محمد نعمان ہمارے خواجہ صاحب کے ساتھ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہٗ کی تواضعات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپ (مجدد صاحب) اپنے حجرے میں لیٹے ہوئے تھے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ آپ کو دریافت کرتے ہوئے تشریف لائے۔ خادم نے چاہا کہ آپ کو بیدار کر دے لیکن حضرت خواجہ صاحب نے بیدار کرنے سے منع فرما دیا اور خود دروازے پر آپ کے بیدار ہونے کے منتظر کھڑے ہو گئے۔ لیکن ایک لمحہ ہی گذرا تھا کہ آپ بیدار ہو گئے۔ اور دریافت کیا کہ باہر کون ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا فقیر محمد باقی۔ آپ بیقرار ہو کر تخت سے اُترے اور باہر آ کر آپ کی خدمت میں بیٹھ گئے +

حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ کے وہ عرائض بھی مذکورہ بالا بیان کی تائید کرتے ہیں جو آپ نے انہیں ایام میں آپ کو تحریر فرمائے ہیں۔ از انجملہ دو رقعہ بطور دو شاہد انجنسہا

ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں:۔

رقیمۂ اولیٰ

"حق سبحانہٗ باعلےٰ مرتبۂ اکمال برساند ولاد رضی من کاس الکرام نصیب تکلفے نیست آنچہ حقیقت است نوشتہ میشود پیر انصار قدس سرہٗ میفرمود من مرید خرقانی ام، لیکن اگر خرقانی درینوقت مے بود باوجود پیریش مریدے من میکرد۔ ہرگاہ صفت آں بے صفتاں ایں باشد۔ گرفتار ان آثار صفات چرا جاں فدائے لوازم طلبگارے نکنند واز ہر کجا بوے بشام ایشاں رسد درپے آں نروند۔ اکنوں تاامل واہمال مانہ از استغنائی وبے نیازی است موقوف بانشارت است ؎

گر طمع خواہد زمن سلطان دیں　　　خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

بارے نخوۂ حال وارادہ ما این است خدائے عزوجل برآنچہ میباید مہتدی گرداناد واز عجب وپندار مخلص بخشاد۔ وبقیۃ المقصود جناب سیادت مآب امیر صالح نیشاپوری سلمہ اللہ اظہار طلب نمودند چوں وقت مقتضی ایں نبود تضیع اوقات ایشاں دادن از مسلمانی ننمود لاجرم بصحبت شما فرستادہ شد۔ انشاء اللہ تعالےٰ بقدر استعداد بہرہ مند میگردند توجہ لطف کامل یابند والدعا"۔

رقیمۂ ثانیہ

"اللہ تعالےٰ فقرا ومساکین ورماندہ را از برکات برگزیدگان بہ بانی برساناد ومدتیست کہ عرض نیاز مندی بدرگاہ ولایت نکردہ ام۔ آرے ایں یک کلمہ را قاصدان صادق حال میتوانند شد الحمد للہ ایں قسم خود صورت مے بندد ودیگر چہ نویسم سخن درویشاں بحضرت شما نوشتن بنہایت بے شرمی است تکلفات واوضاع صوریہ بسیار بیجا۔ الغرض ما را صد خود میباید دانست واز فضول احتراز باید کرد۔ والدعا"۔

الغرض اس قسم کی صحبت ومعاملہ جوان پیر ومرید قدس سرہما کے درمیان گذرا

عجائب روزگار سے ہے۔ بہت کم کسی نے سنا ہوگا۔ یہ وہ معاملہ ہے جو حضرت خواجہ صاحب کے فنائے اتم و کمال تعطش اور ہمارے خواجہ صاحب کے علوّ تربت پر شاہد ہے +

آخر عمر میں حضرت خواجہ صاحب نے ہمارے خواجہ صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ آخری حالات میں ہمیں ان کی صحبت سے معلوم ہوا کہ توحید ایک تنگ کوچہ ہے اس کے اوپر ایک وسیع شاہ راہ۔ واللہ اعلم بحقیقۃ کلامہ +

تیسرے سفر میں جب آپ سرہند سے آپ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ آثار ضعف بدن بہت ظاہر ہوتے جاتے ہیں اب امید حیات بہت کم باقی رہ گئی ہے +

اس کے بعد آپ نے فرزندان برخوردار خواجہ عبید اللہ و خواجہ محمد عبد اللہ کو جو اس وقت شیر خوار تھے طلب فرمایا۔ اور آپ سے ان پر توجہات کرنے کے لئے فرمایا۔ چنانچہ خواجہ صاحب قدس سرہٗ کے حضور میں ہی اپنے مخدوم زادوں پر توجہات عالیہ کیں۔ چنانچہ ان توجہات کا اثر حضرت خواجہ صاحب پر بھی ظاہر ہوا +

نیز آپ کے حسب الحکم ان کی والدات ماجدات پر بھی آپ نے غائبانہ توجہ کی ہے، جیسا کہ مخدوم زادوں کے حالات میں اس کا بیان کیا جا چکا ہے +

حضرت خواجہ صاحب کے فقرات مدحیہ جو آپ نے ہمارے خواجہ صاحب کے حق میں فرمائے ہیں، اس قدر ہیں کہ احاطہ تحریر میں نہیں آ سکتے لیکن مشتے نمونہ از خروارے چند فقرات کا اس جگہ ذکر کیا جاتا ہے:۔

چنانچہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ وہ مرادان و محبوبان سے ہیں +

اور ایک روز فرمایا کہ اس وقت اس گروہ میں ان جیسا کوئی نہیں +

ایک اور وقت آپ نے فرمایا کہ صحابہ و تابعین اور مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد آپ جیسے معدودے چند لوگ نظر آتے ہیں +

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ہم نے یہ تین چار برس مشیخت نہیں کی بلکہ بازی کی لیکن الحمد للہ والمنۃ کہ یہ ہماری بازی اور یہ دکان پیرزادی رائگاں نہیں ہوئی۔ اور آپ جیسے لوگ ہماری صحبت سے نکلے +

خود میں نے آپ کو (یعنی حضرت مجدد الف ثانی کو) فرماتے سنا کہ ہمارے خواجہ صاحب

اُس وقت تک سرگرم تعلیم و تربیت رہے۔ جب تک کہ میں آپ کی صحبت بابرکات سے مشرف ہوا۔ جب میری تعلیم و تربیت سے آپ فارغ ہوئے، تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ آپ کار و بار شیخت سے دست بردار ہو گئے۔ اور طالبوں کو میرے حوالے کر دیا کہ اس تخم تعلیم و تربیت کو ہم سمرقند و بخارا سے لائے اور زمین برکت آئین ہند میں بویا +

نیز حضرت خواجہ صاحب کی بعد وفات آپ کے مسودات مکاشفات خاصہ میں سے ایک مسودہ برآمد ہوا۔ جس میں چار دائرے کھینچے ہوئے تھے۔ ایک دائرہ میں ولایت بالفعل لکھی ہوئی تھی اور دائرہ چہارم میں کمال مطلق لکھا ہوا تھا۔ اور ارباب دائرہ رابعہ کو آپ کے بعد صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین اخص الخواص سے شمار کیا تھا۔ ان دائروں کے حاشیوں پر مراتب و مقامات لکھے تھے۔ جو آپ نے اپنے مکاشفہ میں معائنہ کئے تھے۔ اور ان دائروں کے درمیان مشائخ طریقت کے دس بارہ نام لکھے ہوئے تھے۔ ہمارے خواجہ صاحب کو بھی آپ نے انہیں دس بارہ شخصوں کے درمیان داخل کیا تھا +

نیز آپ نے (خواجہ باقی باللہ نے)، بارہا ہمارے خواجہ صاحب کی قطبیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ آپ کے بعض رسائل و مکاتیب سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ قطبیت ارشاد و قطبیت افراد دونوں کے جامع تھے +

چنانچہ رسالہ مبدا و معاد کے دو فقروں سے جو انشا اللہ تعالے فصل آئندہ میں بیان کئے جائینگے، یہ امر واضح ہوگا +

جب اس تیسرے سفر میں آپ اپنے پیر بزرگوار کی خدمت سے سرہند واپس آئے۔ تو پھر آپ کو حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہونا میسر نہ ہوا۔ چنانچہ سرہند آنے کے بعد آپ حسب ایما حضرت خواجہ صاحب لاہور تشریف لائے۔ اور بہت سے لوگ خاص و عام آپ کے عقیدتمندوں میں داخل ہوئے۔ صحبت گرم ہوئی اور شغل و مراقبہ کا حلقہ وسیع ہوا +

عالم باعمل حضرت مولنا جمال تلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فاضل تلمیذ نے حقیر سے بیان کیا کہ اسی دفعہ کا ذکر ہے کہ ہمارے استاد مولانا موصوف خواجہ صاحب کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک روز خواجہ صاحب نے چاہا۔ کہ چند قدم

ساتھ چلکر آپ کو رخصت کریں۔ جب آگے بڑھے، تو مولنا نے آپ کے نعلین اٹھا کر آپ کے سامنے کر دیئے۔ شاگردوں پر آپ کا یہ افراط تواضع گراں گذرا۔ کیونکہ ہمارا اعتقاد مولنا پر کیا بلحاظ علم اور کیا بلحاظ ورع وتقوے وصفائے باطن خواجہ صاحب سے کم نہ تھا۔ جب ہم باہر آئے تو گستاخی کر کے ہم نے عرض کیا کہ آپ کی اس تواضع وتذلل کی کوئی وجہ نہیں۔ فرمایا، یہ علمائے باللہ محرمان اسرار لی مع اللہ ہیں۔ ان کا احترام ہم پر لازم ہے۔ لہذا اس باب میں مجھے معذور رکھو بلکہ ماجور ومصاب جانو +

نیز آپ کا ایک اور تلمیذ جو حضرت خواجہ صاحب کے مخلصوں میں سے اور مولانا موصوف کی ہمسائیگی میں رہتا تھا، بیان کرتا ہے کہ اس اثنا میں جب کہ آپ لاہور میں تشریف رکھتے تھے اور مولانا آپ کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ مولانا نے ایک روز آپ سے پوچھا کہ آپ اس وقت علم احکام وعلم اسرار کے جامع ہیں مسئلہ وحدۃ الوجود چنداں ظاہر شرع سے موافقت نہیں رکھتا۔ آپ کے نزدیک اس مسئلہ کا حل کیونکر ہے۔ آپ نے سرگوشی کر کے مولانا موصوف سے چند کلمات کہے۔ مولانا موصوف کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے اور ارباب حال کی طرح چہرہ متغیر ہو گیا۔ دیر تک آپ کے زانو پر ہاتھ رکھے ہوئے خاموش بیٹھے رہے۔ اور خاموش ہی رخصت ہوئے اور کسی نے نہ جانا کہ آپ نے کیا کہا اور مولانا نے کیا سنا ؎

ندانم چہ گفتی چہ انگیختی
کہ گفتی و از دیدہ خوں ریختی

اس قضیہ ونسبت توحید کے متعلق آپ کے ایک مخلص نے حقیر سے بیان کیا کہ اوائل طلبات نسبت احاطت وسریان ومعیت کے زمانہ میں ایک شخص نے میرے سامنے قلم پر قط دیا اور میری انگلی کٹ گئی +

بالجملہ لاہور میں ارباب فضل واصحاب حضور کے ساتھ آپ کی صحبت گرم تھی۔ کہ اس اثنا میں حضرت خواجہ صاحب کے انتقال کی خبر آئی۔ سنتے ہی لوگوں کے دل بے آرام ہو گئے۔ اور شربت صحبت تلخی سے مبدل ہو گیا۔ آپ دہلی روانہ ہوئے دہلی پہنچکر اول آپ نے روضہ شریفہ کی زیارت کی اور پھر مخدوم زادوں اور اپنے پیر بھائیوں کی عزا پرسی کی +

اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ کے دوست واحباب نے آپ سے التماس کیا کہ آپ کچھ عرصہ قیام فرما کر اپنی صحبت بابرکت سے ان کے شکستہ دلوں کو تسلی وتشفی بخشیں اور ان کے زخم جگر پر مرہم لگائیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ صاحب بھی آپ سے اس امر کی وصیت کر گئے تھے۔ لہٰذا آپ دہلی میں ہی قیام فرما رہے۔ اور ان کے حالات کی خبر گیری کرتے رہے۔ حتیٰ کہ تربیت وارشاد کی وہی تروتازگی پھر پیدا ہوگئی۔ جو حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ کے زمانہ حیات میں تھی۔ اور طالبوں کے باطن میں آثار توجہات وانوار جذبات جلوہ گر ہوگئے +

اس اثنا میں بعض حاسدوں نے خواجہ صاحب قدس سرہٗ کا آپ سے استفادہ کرنے کا قضیہ بیچ میں لا کر آپ کے مخلصوں کے درمیان بدظنی پھیلا دی +

آپ نے ہرچند پند ونصائح کئے لیکن مفید نہ ہوئے۔ تو آپ نے بعض بعض کی نسبتیں بھی سلب کیں۔ لیکن تب بھی وہ متنبہ نہ ہوئے اور جمع ہو کر خواجہ صاحب کے روضہ پر گئے اور توجہ کی۔ انہیں میں سے ایک کو جو صاحب کشف تھا نظر آیا۔ کہ ان میں سے ہر ایک درویش نے چراغ جلایا۔ اور ناگاہ بجلی ان سب کو اُچک لے گئی +

یہ چراغ ان درویشوں کی توجہ تھی۔ اور برق خاطف حضرت خواجہ صاحب کی توجہ۔ لیکن باوجود اس کے یہ لوگ جیسا کہ چاہئے آپ کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ لہٰذا آپ نے وطن مالوف ہی واپس جانا مناسب سمجھا +

ایک مدت کے بعد آپ کے بعض پیر بھائیوں نے معذرت کی۔ اور ان کی معذرت آپ نے قبول کر لی۔ اور جانبین سے آخر کو صفائی ہوگئی۔ چنانچہ خواجہ حسام الدین کے حالات میں اس کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے +

غرض ماہ جمادی الآخرہ ہی میں آپ خواجہ صاحب کی زیارت قبر کر کے سرہند واپس آگئے۔ اسی ماہ میں خواجہ صاحب کا انتقال ہوا ہے +

اس کے بعد آپ دو تین دفعہ آگرہ گئے ہیں۔ آگرہ کے سوائے اور کہیں تشریف نہیں لے گئے۔ البتہ ہاں آخیر عمر میں تین سال کے عرصہ میں لشکر سلطانی کی ہمراہی میں بعض بلاد پر آپ کا گذر ہوا ہے۔ اور اس ضمن میں ان بلاد کے بعض بعض لوگ آپ کی صحبت سے مشرف ہوئے ہیں +

چنانچہ ایک سفر میں احقر بھی آپ کے ساتھ تھا۔ ایک روز لشکر سلطانی کا ایک بہت بڑے گاؤں پر گذر ہوا۔ اُس گاؤں میں آپ کے بہت سے خادم بھی سکونت رکھتے تھے۔ یہ لوگ آپ کی آمد کی خبر سُن کر آپ کے لئے خیمہ لگا رہے تھے۔ اس اثنا میں مَیں نے دیکھا کہ آپ اس قریہ کے ایک کوچہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مَیں آپ کے پیچھے دوڑا۔ جب آپ نے پیچھے دیکھا تو فرمایا کہ مجھے خیال گذرا کہ اس کوچہ میں مسجد ہوگی اُس میں جا کر وضو کر کے مَیں دو رکعت نماز پڑھ لوں چنانچہ آپ چند قدم ہی چلے تھے کہ ایک نہایت صاف مسجد دکھائی دی +

اس مسجد میں بہت بڑا صحن اور کنواں بھی تھا۔ اور وضو وغیرہ کے تمام سامان مہیا تھے آپ وضو کر کے مسجد میں آ گئے۔ ایک درویش اس مسجد میں رہتا تھا۔ اس نے آپ کا حال دریافت کیا۔ آپ کا حال معلوم ہوتے ہی دوڑا ہوا گیا۔ اور اپنے ایک عزیز کو جو دہاں کے مقتدا و پیشوا تھے جا کر خبر کی +

یہ بزرگ ایک مسن شخص تھے اور مسجد کے بازو سے ہی ان کا مکان تھا۔ آپ کے حالات سُنے ہوئے تھے اور مدت سے آپ کی ملاقات کے آرزومند تھے لیکن کبرسنی اور دیگر تعلقات کے باعث آپ کے پاس نہیں آ سکتے تھے۔ آپ کے آنے کی خبر سُنتے ہی آپ کے خدمت میں دوڑتے ہوئے آ گئے۔ اور زبان حال سے یہ بیت پڑھنے لگے ؎

اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد	ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد

شب کو ان بزرگ نے مع تمام درویشوں کے آپ کی دعوت کی اور صبح آپ سے تعلیم ذکر حاصل کی۔ ان کا فرزند اور دیگر کئی ایک درویش بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سب ایک منزل تک آپ کو رخصت کرنے آئے +

اس کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُس وعدہ کا ایفا کیا جائے جو اُوپر کیا گیا تھا کہ آپ کے اُن بعض عرائض کا جو آپ نے اپنے پیر بزرگوار کو لکھے ہیں اور جن میں آپ نے اپنے بعض اسرار و حقائق وارده کا ذکر کیا ہے۔ ایک علحدہ فصل میں ذکر کیا جائیگا ۔ **وھوھذا**

فصل ۴

آپ کے بعض عرائض اور چند خاص کلمات کا بیان

چونکہ آپ کے تمام عرائض و مکاتیب فارسی زبان میں ہیں۔ اس لئے بعض بعض عرائض بجنسہا نقل کر دئے گئے ہیں اور اکثر کا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ تاکہ ناظرین پورا فائدہ اٹھا سکیں :۔

عریضہ اوّل

کمترین بندگان احمد خدمت عالی میں عرض پرداز ہے کہ حسب الامر گستاخی کر کے اپنے بعض احوال پریشان عرض خدمت کرتا ہے۔ اثنائے راہ میں اسم الظاھر نے اس قدر تجلی کی کہ جمیع اشیا میں تجلی خاص ظاہر ہوئی۔ علے الخصوص کسوت نساء میں بلکہ اُن کے اجزا میں جدا جدا تجلی ظاہر ہوئی اور اس قدر اس طائفہ کا ستفاد ہوا۔ کہ کیا عرض کروں۔ مَیں اس انقیاد میں مضطر تھا۔ کیونکہ جو ظہور کہ اس کسوت میں ہوا کسی جگہ نہیں ہوا۔ جو خصوصیات لطائف و محسنات عجائب اس لباس میں دکھائے کسی مظہر سے ظاہر نہیں ہوئے۔ مَیں اِن کے سامنے پانی کی طرح پگھل بہتا۔ اسی طرح ہر ایک کھانے پانی میں جدا جدا تجلی ہوئی۔ جو لطافت و حسن کہ طعام لذیذ و پرتکلف میں تھا غیر میں نہ تھا۔ اسی طرح شیریں و شور پانی میں بھی یہی تفاوت پایا گیا۔ بلکہ لذیذ و شیریں میں ایک خصوصیت کمال علے تفاوت الدرجات جدا جدا تھے۔ اس تجلی کی خصوصیات تحریر میں عرض نہیں کر سکتا۔ اگر خدمت عالی میں ہوتا شاید عرض کر سکتا۔ لیکن ان تجلیات کے درمیان آرزو مَیں نے رفیق اعلےٰ کی رکھی۔ اور جہاں تک ہو سکا ان اشیا کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ لیکن مَیں مغلوب تھا اور بجز ان کے چارہ نہ تھا۔ اس اثناء میں مجھے معلوم ہوا کہ یہ تجلی اس نسبت تنزیہی کے ساتھ جنگ نہیں رکھتی۔ چنانچہ باطن اُس نسبت کا گرفتار ہے۔ اور ظاہر کی طرف اصلا التفات نہیں رکھتا۔ اور ظاہر کو جو اس نسبت سے خالی تھا اس تجلی سے مشرف کیا۔ اسی طرح باطن کو بھی مَیں نے دیکھا

کہ اصلاً مبتلائے زیغ بصر نہیں ہے اور جملہ معلومات وظہورات سے معرض ہے۔ اور ظاہر کہ متوجہ کثرت و اثنینیت تھا۔ اس دباطن تجلی کے لائق ہو گیا۔ اس کے بعد چند عرصہ تک یہ تجلیات مخفی رہیں۔ اور وہی نسبت حیرت و نادانی لاحق حال رہی۔ اس کے بعد ایک فنا حاصل ہوئی۔ اور وہ تعیین علمی جو یقین کے عود کرنے سے پیدا ہوئی تھی۔ اس فنا میں گم ہو گئی۔ اور اس کا اثر و گمان بھی نہ رہا۔ اُس وقت آثار اسلام اور علامات انہدام شرک خفی ظاہر ہونے لگے۔ اسی طرح دید قصور اعمال و اتہام نیات و خواطر بھی ظاہر ہوا۔ الغرض اس کے بعد علامات عبودیت و نیستی ظاہر ہوئیں حق سبحانہٗ وتعالےٰ بہ برکت توجہ جناب حقیقت بندگی تک پہنچائے ✦

عریضہ دوم

کمترین بندگان احمد عرض پرداز ہے کہ اپنی تقصیرات کا خدمت عالی میں کیا عرض کرے۔ ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ جو علوم کہ مقام فنا فی اللہ وبقا باللہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں، بعنایت حق سبحانہٗ منکشف ہوئے۔ اور معلوم ہو گیا کہ وجہ خاص ہر شے کی کیا ہے۔ اور سیر فی اللہ کیا معنی رکھتا ہے۔ اور تجلی ذاتی برقی کیا شے ہے۔ اور محمدی المشرب کون ہے وغیرہ وغیرہ ✦

اسی طرح ہر مقام کے لوازم ضروریات دکھلاتے ہیں اور گذار دیتے ہیں بہت کم کوئی ایسی شے ہو گی کہ اولیا اللہ نے اُس کا پتہ دیا ہو۔ اور مجھے نہ دکھلائی ہو۔ جس طرح ذوات اشیا کو میں محض جانتا ہوں۔ اسی طرح اصل قابلیات و استعدادات کو مجعول و مصنوع جانتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے قابلیات کا محکوم نہیں ہے۔ اور نہ ایسا ہو سکتا ہے کہ کوئی شے حق سبحانہٗ وتعالےٰ پر حاکم زیادہ ہے گستاخی ہے۔ بندے کو چاہئے کہ اپنی حقیقت پہچانے ؏ بندہ باید کہ حد خود داند ✦

عریضہ سوم

ایک عریضہ میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ کئی دفعہ دفع امراض پر توجہ کی گئی

اور اُس کا اثر بھی ظاہر ہوا۔ اسی طرح بعض احوال عالم برزخیت سے ظاہر ہوئے۔ اور دفع آلام وشدائد کے لئے بھی توجہ کی گئی۔ لیکن اب توجہ کرنے پر قدرت نہیں رہی حتےٰ اگر کسی شے پر اپنے کو خاطر جمع کرسکتا ہے۔ فقیر کو لوگوں سے بعض شدائد اور جور وستم پہنچے ہیں اور ایں جانب کے بہت سے متعلقین کو ناحق خانہ برباد وجلا وطن کیا ہے لیکن دل پر اصلاً غبار تک چہ جائے اُن کا خیال تک ہو؟

نیز اس عریضہ میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جس طرح سابقاً تعلق ارادت عرادات برطرف ہوگئی تھی۔ لیکن اصل ارادت باقی رہی تھی جیسا کہ خدمت عالی میں عرض کیا تھا۔ اور اب ارادت بھی برطرف ہوگئی۔ اور صورت حال لامراد ولا ارادۃ ہے اس فنا کے حاصل ہونے کے بعد بعض علوم جو مناسب اس مقام کے تھے فائض ہوئے اور تحریر اُن علوم کی بوجہ نہایت ادق ہونے کے دشوار تھی۔ اس لئے زبان قلم کو اس طرف سے موڑتا ہوں۔ اس فنا کے متحقق ہوتے اور اُن علوم کے فائز ہوتے وقت ماوراے وحدت میں ایک نظر خاص پیدا ہوئی۔ ہرچند کہ یہ بات مقرر ہو چکی ہے۔ کہ ماوراے وحدت میں کوئی نظر نہیں ہے، بلکہ کوئی نسبت نہیں ہے۔ لیکن جو کچھ احقر پاتا ہے عرض کرتا ہے۔ جب تک یہ امر درجہ یقین کو نہیں پہنچا۔ اُس کے لکھنے کی جرات نہیں کی۔ کوئی شبہ اُس میں راہ نہیں پاسکتا۔ ہرچند کہ نظر میں وحدت ہے نہ وراے وحدت اور نہ کوئی مقام ہے کہ بعنوان حقیقت معلوم ہوتا۔ حق کو اُس کے وراے جانے۔ حیرت وجہل اُس معرفت کے ساتھ موجود ہے۔ اور اس دید سے کوئی تفاوت پیدا نہیں ہوا۔ مَیں نہیں جانتا کیا عرض کر رہا ہوں، یہ سب تناقض در تناقض ہے کہ کہنے میں نہیں آسکتا۔ اور حال بے شبہ محقق ہے۔ استغفر اللہ واتوب الی اللہ من جمیع ما کرہ اللہ قولاً وفعلاً حاضراً وناظراً۔ نیز اس وقت ایسا معلوم ہوا کہ سابقاً جو کچھ میں ان مقامات سے جانتا تھا وہ فی الحقیقت فنائے خصوصیت صفات اور اُن کا مابہ الامتیاز تھا۔ جو ضمن وحدت میں مندرج ہوئی تھیں خصوصیات زوائل ہوکر اب اصل صفات بھی برطرف ہوگئی ہیں۔ فہرمان احدیت نے کچھ نہیں چھوڑا ہے۔ جو تمیز کہ مرتبہ علم اجمالی یا تفصیلی سے حاصل ہوئی تھی وہ بھی نہیں رہی اور تمام نظر خارج پر آپڑی کان اللہ ولم یکن معہ شئ والاٰن کما کان اس وقت مطابق حال ہے

اور سابق صرف مضمون اس حدیث کا علم حاصل تھا۔

عریضہ چہارم

عنایات الٰہیہ جو ببرکت جناب عالی اتر بندہ پر فائض ہوتی ہیں کیا عرض کروں ؎

من آن خاکم کہ ابرے نوبہاری کند از لطف بر من قطرہ باری
اگر بر روید از تن صد زبانم چو سوسن شکر لطفش کے توانم

ہر چند کہ اس قسم کے احوال کا اظہار موجب جرات و گستاخی ہے۔ و شعر افتخار و مباہات ؎

ذرے چوں شمرا بر داشت از خاک سزد گر بگذرانم سر بافلاک

ابتدائے عالم صحو و بقائے اواخر ماہ ربیع الاول سے ہے اور جب سے اب تک ہر وقت ایک خاص بقا سے مشرف کرتے ہیں اور تجلی ذاتی کی ابتدا شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ سے ہے۔ کبھی صحو میں لاتے ہیں اور پھر سکر میں لیجاتے ہیں نزول و عروج میں علوم غریبہ و معارف عجیبہ سے فائز کرتے ہیں۔ اور مرتبہ میں بمناسبت بقائے مقام احسان و شہود خاص سے مشرف کرتے ہیں۔ چنانچہ چھٹے رمضان المبارک کو بقا و احسان سے مشرف ہوا۔ کیا عرض کروں معلوم ہوتا ہے کہ نہایت استعداد یہیں تک تھی اور وصل جو مناسب حال تھا یہیں میسر ہوا۔ جس قدر فنا اتم ہوگی اُسی قدر بقا بھی اکمل ہوگی۔ اور جس قدر بقا اکمل ہوگی صحو زیادہ ہوگا۔ اور جس قدر صحو زیادہ ہوگا، علوم مطابق شریعت نبوی علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا افاضہ زیادہ ہوگا۔ اور جو معارف و علوم کہ اس وقت ظاہر ہونگے شرائع و عقاید ہونگے۔ جو ذات و صفات الٰہیہ کے متعلق بیان کئے گئے۔ اُن کی ظاہرا مخالفت بقیۂ سکر سے ہے۔ اس وقت جو معارف کہ اس کترین پر فائض ہوئے ہیں وہ اکثر معارف شرعیہ کی تفصیل و بیان ہیں ع

گر بگویم شرح ایں بے حد شود۔

مجھے خوف ہے کہ اس کی تفصیل منجر بگستاخی نہ ہو۔ بندے کو چاہیئے کہ اپنی حد پر رہے مرشد علے الاطلاق جلشانہٗ نے ببرکت توجہات جناب دونوں طریق جذبہ و سلوک

ہر دو صفت جمال و جلال سے تربیت فرمائی ہے اور اب جمال عین جلال ہے اور جلال عین جمال۔ اور علامت اس تربیت کی محبت ذاتی ہے۔ اور محبت ذاتی علامت فنا ہے۔ اور فنا عبارت نسیان ماسوا سے ہے۔ جب تک کہ تمام علوم سینہ سے محو نہ ہو جائیں اور جہل مطلق متحقق نہ ہو۔ فنا سے بہرہ کامل حاصل نہیں ہوتا۔ اور یہ حیرت و جہل دائمی ہے، جس کا زوال ممکن نہیں کہ کبھی حاصل ہو اور کبھی زائل ہو۔ غایت فی الباب یہ کہ بقا سے پہلے جہل محض ہے اور پھر بقا کے بعد جہل و علم باہم جمع ہیں۔ اور نادانی عین شعور ہے۔ یہی مقام حق الیقین ہے کہ علم و عین ایک دوسرے کے حجاب نہیں ہو سکتے۔ اور جو علم جہالت سے پہلے حاصل ہوتا ہے۔ اور ساقط الاعتبار ہے باوجود اس کے اگر علم ہے، خود اپنے اندر ہے اور اگر شہود ہے خود اپنا ہے اور اگر معرفت ہے یا حیرت ہے خود اپنے اندر ہے۔ جب تک کہ نظر خارج میں ہے، بیحاصل ہے۔ اگرچہ خود اپنی ذات پر نظر رکھتا ہو۔ نظر خارج سے بالکل منقطع ہونا چاہئے۔ کیونکہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اہل اللہ بعد فنا و بقا کے جو کچھ دیکھتے ہیں اپنے اندر دیکھتے ہیں اور جو کچھ پہچانتے ہیں اپنے اندر پہچانتے ہیں۔ اُن کی حیرت خود اُن کی ذات میں ہوتی ہے اس جگہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شہود و معرفت اور حیرت نفس ہی میں ہے۔ اور بیرون نفس ان تینوں میں سے کوئی چیز نہیں ہے۔ جب تک ان تینوں میں سے کوئی بھی بیرون نفس ہے۔ فنا سے بہرہ نہیں رکھتا اور بقا کا تو ذکر ہی کیا۔ نہایت مرتبہ فنا و بقا یہ ہے اور یہی فنائے مطلق ہے اور مطلق فنا عام ہے اور بقا باندازہ فنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اہل اللہ بعد تحقق فنا و بقا بیرون نفس بھی شہود رکھتے ہیں۔ لیکن اُن لوگوں کی نسبت تمام نسبتوں سے فوق ہے ؎

نہ ہر کہ آئینہ دارد سکندری داند   نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

یہ نسبت حضرت خواجہ عبد الخالق کی ہے۔ اور آپ کی تکمیل حضرت خواجہ بہاء الحق والدین المعروف بہ نقشبند قدس سرہٗ سے ہوئی ہے۔

عریضۂ پنجم

عجیب معاملہ ہے کہ اول جب کوئی مصیبت و بلا واقع ہوتی تو فرحت و سرور کا باعث

ہوتی تھی۔ اور ھل من مزید کہتا تھا۔ اور اب کہ عالم اسباب میں اُتارا ہے اور اپنے عجز و انکسار پر نظر پڑی ہے۔ کسی قدر ضرر لاحق ہوتا ہے۔ اول وہلہ ہی میں ایک قسم کا حزن لاحق حال ہوتا ہے۔ ہر چند کہ بہت جلد ہی زائل ہو جاتا ہے اور ذرا بھی باقی نہیں رہتا۔ پہلے دفع بلا کے لئے دُعا کرتا تھا۔ لیکن اُس سے مقصود دفع بلا نہیں بلکہ امتثال امر ادعونی استجب لکم۔ اور اب مقصود دُعا سے رفع بلا و مصائب ہے۔ اور خوف و حیرت جو زائل ہو چکی تھی، پھر رجوع کر آئی معلوم ہوا کہ وہ باعث سُکر کے تھا۔ ابتدا میں مقصود دُعا سے رفع بلا نہ تھا۔ اور دل کو یہ بات خوش نہیں آتی تھی۔ لیکن حال غالب تھا اور خیال گذرتا تھا کہ دعائے انبیاء علیہم السلام اس قبیل سے نہ تھی کہ حصول مراد نہ چاہتے تھے۔ اب کہ اس حالت سے مشرف کیا ہے۔ حقیقت الامر واضح ہو گئی۔ اور معلوم ہوا کہ دعا انبیاء علیہم السلام بوجہ عجز و افتقار اور خوف و حزن کے باعث تھی نہ بجز و امتثال امر بعض امور کہ حاصل ہوتے ہیں حسب الحکم عرض کرتا ہے۔

عریضہ ششم

توحید وجودی کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے۔ شروع میں ہی اُس حال سے مشرف کیا۔ اور احدیت کثرت میں میسر ہوئی۔ اس مقام سے پھر اوپر کے درجات میں لے گئے اور انواع علوم اس ضمن میں افاضہ فرمائے۔ یہ مقامات و معارف قوم کے کلام میں صریحاً پائے نہیں جاتے۔ مگر بعض بزرگوں کے کلام میں رموز و اشارات پائے جاتے ہیں۔ لیکن وہ ادلہ شرعیہ سے موافقت نہیں رکھتے۔ اور نہ ہی حکما کے مسلک اور اُن کے اصول ہی سے مطابقت رکھتے ہیں۔ بلکہ جو علمائے اسلام کہ اہل سُنت سے اختلاف رکھتے ہیں وہ اشارات و رموز ان کے اصول سے بھی منطبق نہیں ہیں۔ استطاعت و قدرت فعل بفعل کے ساتھ منکشف ہوئی ہے کہ فعل سے پہلے قدرت نہیں ہوتی۔ بلکہ قدرت بمقارنت فعل عطا کرتے ہیں۔ اور مکلفیت سلامت الباب و اعضا پر جانتے ہیں۔ کما قوٰۃ علماء اھل السنۃ اس مقام پر میں اپنے آپ کو خواجہ حضرت **نقشبند** قدس سرہٗ کے قدم پر پاتا ہوں کہ آپ اس مقام پر تھے۔ حضرت خواجہ **علاؤالدین** قدس سرہ اس مقام سے بہرہ رکھتے تھے۔ اور متاخرین اس سلسلہ علیہ میں سے خواجہ **عبدالخالق**

اور مشائخ متقدمین سے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ امام داؤد طائی
رحمۃ اللہ علیہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حبیب عجمی قدس اللہ سرہٗ
حاصل اس سب کا کمال بُعد یگانگی ہے اور کام معالجہ سے گذر گیا ہے۔ جب تک وہ حجب
میں مبذول تھے سعی و کوشش سے اُسے رفع کر سکتے تھے۔ اور اب خود بزرگی اُس کی
حجاب ہوئی ع

فلا طیب لھا ولا راقی

آہ مگر کمال بیگانگی و بے مناسبتی کا نام وصل و اتصال رکھا ہے ہیہات ہیہات ؎

در افگندہ دف این آوازہ از دوست
کز و بر دست دف کو یاں بود پوست

شہود کہاں ہے۔ شاہد کون اور شہود کیا ہے ع

خلق را روئے کے نماید او

ما للتراب و رب الارباب اپنے آپ کو بندۂ مخلوق عجیز مقدور جانتا ہوں۔ اور اسی
طرح تمام عالم کو مخلوق جانتا ہوں۔ اور حق سبحانہٗ و تعالےٰ کو خالق و قادر جانتا ہوں۔
اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے +

عریضہ ہفتم

مدت ہوئی کہ احوال خادمان عتبۂ علیہ سے اطلاع نہیں پائی ہے ؎

عجبے نیست کہ گر زندہ شود جان عزیز
چوں ازاں خضر جدا ماندہ پیامے برسد

میں سمجھتا ہوں کہ در دولت پر حاضر ہونے کے لائق نہیں ہوں ع

ایں بسکہ رسد ز دور بانگ جرسم

عجائب کاروبار سے ہے کہ قرب نہایت بُعد کا نام رکھا ہے اور غایت فراق کو وصل
کہا ہے۔ گویا فی الحقیقت اس کے ضمن میں اشارہ نفی قرب و وصال کی طرف کیا ہے ؎

کیف الوصول الی سعاد و دونھا
قلل الجبال و دونھن حتوف

پس حزن ابدی وفکر دائمی لامحالہ دامنگیر ہوا۔ مرادیں (ارادہ کئے گیوں) کو بھی آخرالامر بارادہ مرید مزید ہونا چاہئے۔ اور محبوب کو محبت محب ہونا چاہئے۔

جناب رسول مقبول علیہ من الصلوٰۃ اکملہا ومن التحیات افضلہا نے باوجود مقام مراتب محبوبیت محبین اور مریدین سے ہوئی۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متواصل الحزن دائم الفکر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دائم الفکر والحزن رہتے تھے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ما اوذی نبیٌّ مثل ما اوذیت کہ "کسی نبی کو ایذا انہیں دی گئی جیسی کہ مجھے ایذا دی گئی"۔ محبین بار محبت اٹھا سکتے ہیں لیکن محبوبین پر اس بار کا اٹھانا دشوار ہے یہ قصہ ہے جو پایاں نہیں رکھتا ع قصۃ العشق لا انفصام لہا۔

عریضہ ہشتم

چونکہ حضرت حق سبحانہٗ نے برکت وتوجہات جناب احوال رقیت سے آزاد اور تلوین سے تمکین کے ساتھ مشرف کیا ہے۔ بجز حیرت وپریشانی کے کچھ ہاتھ نہ آیا اور وصل وقرب سے بجز ہجر وبُعد کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ معرفت سے کثرت اور علم سے جہل زیادہ ہوا۔ اس وجہ سے عرضداشتوں میں توقف واقع ہوا۔ عجب یہ ہے کہ اب ایک نسبت سے مشرف کیا ہے۔ جس میں علم وعین ایک دوسرے کے حجاب نہیں ہیں۔ اور فنا وبقا وہاں جمع ہیں۔ عین حیرت اور بے نشانی شعور ہے اور نفس غیبت حضور باوجود علم ومعرفت کے بجز جہل کے کچھ نہیں ہے ع

عجب این است کہ من واصل وسرگردانم

اللہ تعالیٰ نے محض اپنی عنایت بغایت سے مدارج کمالات وترقیات ارزانی فرمائی ہیں۔ فوق مقام ولایت مقام شہادت ہے۔ اور ولایت وشہادت کے درمیان وہی نسبت ہے جو تجلی صوری وتجلی ذاتی کے درمیان ہے۔ بلکہ ان کے درمیان اُن دونوں تجلیوں سے بھی زیادہ تفاوت وبُعد ہے۔ اور فوق مقام شہادت مقام صدیقیت ہے۔ اور جو تفاوت کہ ان دونوں کے درمیان ہے اجلّ ان یعبّر عنہ بعبارۃ واعظم من ان یشار الیہ باشارۃ۔ اس سے برتر ہے کہ عبارت میں بیان کیا جائے یا اشارہ

ہی سے تبلایا جائے۔ اور فوق مقام صدیقیت نبوت ہے وبس علیٰ صاحبہا افضل الصلوات والتسلیمات۔ صدیقیت ونبوت کے درمیان کوئی مقام نہیں۔ محال ہے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی اور مقام ہو۔ اور حکم بمحالیت بکشف صریح وصحیح معلوم ہوا ہے۔ بعض اہل الحکمہ نے ان دونوں مقاموں کے درمیان ایک واسطہ ثابت کیا ہے۔ اور قربت کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اس واسطہ سے بھی مشرف کیا۔ اور توجہ بسیار وتضرع بیشمار کے بعد حقیقت اس مقام سے آگاہ کیا۔ اوّلاً اسی طرح جیسا کہ بعض اکابر نے فرمایا ہے ظاہر ہوا آخرالامر حقیقت معلوم کرائی۔ ہاں بوقت عروج اس کے یہ مقام مقام صدیقیت کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ لیکن اس کے واسطہ ہونے میں تامل ہے۔ انشاء اللہ بعد از ملازمت صوری حقیقت یہ تفصیل عرض کرونگا۔ یہ مقام بس عالی ہے منازل عروج میں۔ اس سے فوق کوئی مقام معلوم نہیں ہوتا۔ زائدیت وجود بر ذات جل وعلا اس مقام پر ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ علمائے محققین شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے۔ اس جگہ وجود بھی راہ میں نظر آتا ہے اور اس سے آگے عروج واقع ہوتا ہے +

ابو المکارم رکن الدین شیخ علاء الدولہ اپنے بعض مصنفات میں فرماتے ہیں ۔ فوق عالم الوجود عالم الملک الودود مقام صدیقیت مقامات بقا سے ہے اور اُس سے بالاتر مقام نبوت ہے جو فی الحقیقت بالاتر ہے۔ اور کمال محو وبقا کا مقام ہے ان دونوں مقام کا مقام قربت برزخیت نہیں رکھتا کہ رویت بہ تنزیہ صرف ہے اور یہی تمام عروج ہے وشتان ما بینہما ع

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
ہرچہ استاد ازل گفت بگو میگویم

علوم شرعیہ نظریہ واستدلالیہ ضروریہ کشفیہ کیا اور نظریہ سے ضروریہ کی طرف لائے ہیں +

ایک شخص نے خواجہ بزرگ قدس سرہ سے پوچھا کہ مقصود سلوک سے کیا ہے فرمایا کہ معرفت اجمالی تفصیلی ہو جاوے۔ اور استدلالی کشفی ہو جائے +

فرمایا کہ سلوک میں اور بھی کئی علوم حاصل ہوتے ہیں۔ اور راہ میں چونکہ بہت سے علوم ومعارف ہیں۔ جب تک کہ ان علوم ومعارف سے گذر کر نہایت مقام صدیقیت پر نہ پہنچے۔ اُن علوم سے بہرہ حاصل نہیں ہوتا۔ فیا لیت شعری او من اهل الله الغافلین

بحصول ھذا المقام الشریف لا نفسہم ولیس لھم مناسبۃ بعلوم ھذا المقام و معارفہ فما وجہہ وفوق کل ذی علم علیم +

اے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ بہت اہل اللہ قائل ہوئے کہ انہیں یہ مقام صدیقیت حاصل ہوا۔ لیکن اس مقام کے علوم و معارف سے انہیں مناسبت نہ تھی۔ آخر اس کی وجہ! بات یہ ہے کہ ہر ایک ذی علم سے کوئی اور زیادہ جاننے والا بھی ہے +
مسئلہ قضا و قدر سے بھی اطلاع دی اور بایں طریق کہ اصول ظاہر شریعت سے اصلاً کوئی مخالفت لازم نہیں آتی۔ اور نقص ایجاب اور شائبہ جبر بھی نہیں۔ اور اس طرح ظاہر صاف ہے۔ جیسے کہ چودھویں رات کا چاند۔ تعجب ہے کہ باوجود مخالفت نہ ہونے اصول شریعت سے اس مسئلہ کو کیوں پوشیدہ رکھا ہے۔ اگر شائبہ مخالفت ہوتا، تو اخفا و ستر مناسب تھا۔ مگر کیوں لا یسأل عما یفعل بات یہ ہے کہ جو کچھ کرتا ہے اس سے سوال نہیں کیا جاتا ؎

کشاید زباں جز بہ تسلیم تو + کرا زہرہ آنکہ از بیم تو

علوم و معارف نسیان کے رنگ میں عطا کرتے ہیں کہ قوت مدرکہ اس کے بارے عاجز ہوتی ہے اور مجز و تعبیر رہ جاتی ہے۔ لا یحمل عطایا الملک الا مطایاہ اہل شوق چاہتے تھے کہ ان علوم غریبہ کو قید کتابت میں لاتے۔ لیکن توفیق نہ پائی۔ اسکے گذرنا دشوار تھا۔ آخر الامر تسلی فرمائی کہ مقصود ان علوم کے افاضہ اور ان کے یاد کرنے سے ایک قسم کا ملکہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ طلبہ علوم تحصیل علوم کرتے ہیں۔ تاکہ ان کے ذریعہ ملکہ مولویت حاصل کریں جس طرح صرف۔ نحو وغیرہ علوم کا ملکہ حاصل کرنا انتہے عرائضہ الشریف +

حضرت خواجہ صاحب کے جوابات دربارہ آپکے عرائض کے

حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ نے آپکے تمام عریضوں کے جواب تحریر فرمائے ہیں جن میں آپ نے دعائیں دی ہیں۔ تعریف کی ہے۔ اور آپ کے تصحیح احوال و اسرار کی تصریح کی ہے +

چنانچہ ایکنامہ میں آپنے تحریر فرمایا ہے کہ "جو کچھ کشوف کے متعلق ذکر کیا گیا ہے

اُن کا طریقہ نہایت مرضیہ، صحیح، مستقیم و مستحسن ہے۔ یہ آپ کا طریقہ اس نہج پر واقع ہوا ہے کہ بغیر قول و زبان کے کئی چیزیں مکشوف ہوتی ہیں۔ تمام وجوہات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ انشاء اللہ ملاقات کے بعد جو کچھ مناسب ہو کہا جائیگا ✦

اب اس کے بعد ہم اُن دو فقروں کا ذکر کرتے ہیں جن کا ہم نے اُوپر وعدہ کیا تھا کہ اُنہیں ہم آپ کے عرائض میں ذکر کرینگے ✦

فقرۂ اولٰے

جب اس درویش کو اس راہ کی ہوس پیدا ہوئی تو عنایت خداوندی نے حضرت خواجگان (نقشبند) قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم سے ایک خلیفہ کو اس جگہ پہنچایا۔ اور اس درویش نے اُن سے طریقۂ خواجگان اخذ کیا۔ اور اُن کی ملازمت خدمت میں رہکر اُن کی برکت و توجہ سے جذبۂ خواجگان جو استہلاک در صفت قیومیت سے پیدا ہوتا ہے حاصل کیا۔ اور طریق شرب اندراج النہایۃ فی البدایۃ بھی میسر ہوا۔ تحقق اس جذبہ کے بعد سلوک میں مشغول ہوا۔ اور بتربیت روحانیت اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہٗ انتہائے راہ تک پہنچایا۔ یعنی اُس اسم تک کہ اُس کا مربی ہے۔ پھر اس اسم سے بمدد خواجہ نقشبند قدس سرہٗ قابلیت اولےٰ یعنی حقیقت محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ و التحیۃ تک عروج کیا۔ اور وہاں سے بمدد روحانیت حضرت فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُس قابلیت سے آگے استعداد میسر ہوا۔ اور پھر اُس مقام سے بمدد روحانیت حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس مقام تک ترقی حاصل ہوئی کہ وہ قابلیت اُس مقام کی تفصیل ہے اور وہ مقام اُس کا اجمال اور مقام اقطاب محمدیہ ہے۔ اس مقام تک پہنچتے وقت خواجہ علاء الدین کی بھی جو حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کے خلیفہ قطب ارشاد تھے، ایک طرح سے امداد روحانی پہنچی۔ نہایت عروج اقطاب اس مقام تک ہے اور دائرہ ظلیت بھی اس مقام پر منتہی ہوتا ہے۔ اُس کی اصل خالص ہے، ممتزج بظل طائفہ افراد وصول اس مقام سے مشرف ہیں بعض اقطاب کو بواسطہ مصاحبت افراد مقام ممتزج تک بھی عروج حاصل ہوتا ہے۔ لیکن وصول باصل خالص یا نظر باصل خالص حسب مراتب خصوصیات افراد ہے ذالک فضل اللہ

یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم +

بعد ازاں وصول اقطاب کے بعد اس درویش کو حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خلعت قطبیت ارشاد عنایت ہوئی۔ اور اس منصب سے سرفراز کیا +

بعد ازاں عنایت خداوندی اس درویش کے شامل حال ہوئی اور وہاں سے فوق کی طرف متوجہ کیا۔ ایک دفعہ اصل ممتزج کی طرف لے گئے اور فنا میسر ہوئی جس طرح مقامات سابقہ میں میسر ہوئی تھی۔ اور پھر وہاں سے ترقی بمقامات اصل ارزانی فرما کر اصل الاصل تک پہنچایا۔ اور عروج اخیر یعنی عروج بمقامات اصل بمدد روحانیت غوث الاعظم محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہوا۔ کہ بقوت تصرف اس مقام سے گذار کر اصل الاصل تک پہنچایا۔ اور وہاں سے پھر اُس عالم کی طرف جس طرح کہ ہر مقام میں لوٹایا گیا تھا۔ اور نسبت فرویت کہ عروج اُس کے ساتھ مخصوص ہے اس درویش کو اپنے والد ماجد سے حاصل ہوئی تھی۔ اور والد بزرگوار کو ایک عزیز سے حاصل ہوئی تھی +

یہ عزیز جذبہ قویہ رکھتے تھے اور خوارق عادات میں مشہور تھے۔ لیکن یہ درویش بوجہ ضعف اور قلت ظہور اس نسبت کے پیش از قطع منازل سلوک اُس نسبت کو اپنے اندر نہیں پاتے تھے اور اصلاً اُسے نہیں جانتے تھے +

اسی طرح توفیق عبادات نافلہ بھی اُس درویش کو اپنے والد ماجد سے ہوئی اور والد بزرگوار کو یہ سعادت اپنے شیخ سے جو سلسلہ چشتیہ میں تھے حاصل ہوئی +

نیز اس درویش کو بدد روحانیت حضرت خضر علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام علوم لدنی بھی حاصل ہوئے۔ لیکن اُس وقت تک کہ مقام قطبیت سے نہ گذر گیا۔ اور جب مقام قطبیت سے گذر گیا، تو اس مقام سے عبور کرنے اور ترقیات عالیہ حاصل ہونے کے بعد یہ علوم خود اپنی حقیقت سے اخذ کئے۔ اور خود بخود ان علوم کو اپنے اندر پاتا ہوں غیر کو اس میں کوئی مجال شرکت نہیں رہی کہ درمیان میں واسطہ ہو +

نیز اس درویش کو بوقت نزول کہ عبارت سیر عن اللہ باللہ سے ہے مقامات مشائخ سلاسل دیگر پر بھی عبور واقع ہوا۔ اُن مقامات سے حظ وافر نصیب ہوا +

اول مقام اکابر چشتیہ قدس اللہ اسرارہم پر عبور واقع ہوا۔ اور اس مقام حظے وافر

نصیب ہوا۔ ان مشائخ میں سے روحانیت حضرت خواجہ قطب الدین نے اور وں سے پہلے امداد فرمائی۔ اور حق یہ ہے کہ اس مقام میں شان عالی رکھتے ہیں اور رہین مقام ہیں۔ اس مقام کے بعد مقام کبرویہ قدس اللہ اسرارہم پر گذر ہوا۔ یہ دونوں مقام بلحاظ عروج کے برابر ہیں۔ لیکن مقام بوقت نزول از فوق اس شاہ راہ کے جانب یمین واقع ہے اور مقام اول جانب یسار۔ اور شاہ راہ وہ ہے کہ بعض اکابر اقطاب ارشاد مقام فردیت کو جاتے ہیں اور نہایت النہایت کو پہنچتے ہیں۔ اور صرف افراد کا رستہ دوسرا ہے کیونکہ بغیر قطبیت کے اس راہ سے نہیں گذر سکتے۔ اور یہ مقام مقام صفات اور اس شاہ راہ کے درمیان واقع ہے۔ گویا وہ ان دونوں مقاموں کے درمیان برزخ ہے۔ اور مقام اول اس شاہ راہ سے جانب دیگر واقع ہے کہ صفات سے مناسبت کم رکھتا ہے +

اس کے بعد مقام اکابر سہروردیہ ہے۔ اس طرف شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہٗ ہیں۔ اس مقام سے بھی عبور ہوا۔ یہ مقام اتباع سنت نبویہ علے صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ اور مزین بنورانیت مشاہدہ فوق الفوق ہے۔ توفیق عبادات اس مقام کے شامل ہے۔ بعض سالکان رسیدہ جو عبادات نافلہ میں مشغول ہیں۔ اس مقام میں آرام کرتے ہیں اور بواسطہ مناسبت اس مقام کے اس مقام سے حظ و نصیب رکھتے ہیں۔ اور جو نورانیت کہ اس مقام میں مشہود ہوتی ہے دوسرے مقامات میں کم ہے۔ مشائخ اس مقام کے بوجہ کمال اتباع کے نہایت عظیم و رفیع القدر ہیں۔ اور ابنائے جنس میں امتیاز خاص رکھتے ہیں۔ جو کچھ کہ انہیں اس مقام میں میسر ہوا ہے دیگر مقامات کو اگرچہ بلحاظ عروج کے فائق و بلند ہیں، میسر نہیں +

اس کے بعد مقام جذبہ میں اتار لائے اور یہ مقام بے اندازہ مقامات جذبات کا جامع ہے۔ اس سے بھی اتار کر نہایت مراتب نزول قلب میں لائے کہ حقیقت جامع ہے اور ارشاد و تکمیل اس مقام پر اتار نے سے تعلق رکھتا ہے۔ پھر جب اس مقام اتار لائے تو قبل ازیں کہ تمکین پیدا ہو، پھر عروج واقع ہوا۔ اس وقت اصل کو ظل کے رنگ میں چھوڑ دیا۔ اور پھر اس عروج سے کہ مقام قلب میں واقع ہوا تمکین پیدا ہوئی۔ والسلام

فقرۂ ثانیہ

قطب ارشاد جو جامع کمال فردیت بھی ہوتا ہے۔ نہایت عزیز الوجود ہے۔

قرون بسیار و ازمنۂ بیشمار کے بعد اس قسم کا گوہر ہاتھ لگتا ہے۔ عالم ظلمانی اس کے نور ظہور سے روشن ہوگیا ہے۔ اور اس کا نور ہدایت و ارشاد عرش سے فرش تک تمام عالم کو محیط ہوتا ہے۔ جس کسی کو کہ رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل ہوتی ہے اس کی راہ سے آتا ہے اور استفادہ ہوتا ہے۔ اور بغیر اس کے توسط کے کوئی شخص اس دولت کو نہیں پاتا۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ اس کا نور ہدایت دریائے محیط کی طرح عالم کو گھیر لیتا ہے اور وہ دریا گویا منجمد ہے کہ اصلاً حرکت نہیں رکھتا۔ اور جو شخص کہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے یا اس سے اخلاص رکھتا ہے اور یا یہ کہ خود وہ بزرگ ہی طالب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو گویا بوقت توجہ طالب کے دل میں ایک روزن کشادہ ہو جاتا ہے اور اس راہ سے بقدر توجہ و اخلاص اس دریا سے سیراب ہوتا ہے +

اسی طرح جو شخص کہ متوجہ ذکر الٰہی ہے اور اس بزرگ کی طرف متوجہ بالکل نہیں لیکن نہ بوجہ انکار کے بلکہ اس وجہ سے کہ متعارف نہیں۔ تو اس صورت میں افادہ ہوتا ہے لیکن پہلی صورت سے کم۔ لیکن جو شخص کہ اس بزرگ سے انکار رکھتا ہے یا اس بزرگ کو اس سے کچھ آزار پہنچا ہو۔ ہر چند کہ یہ شخص ذکر الٰہی میں مشغول ہے۔ لیکن حقیقت رشد و ہدایت سے محروم ہے اور وہی انکار و آزار اس کا سدِّ راہ ہے۔ بغیر اس کے کہ وہ بزرگ اس کے عدم افادہ یا اس کی ضرر رسانی کی طرف متوجہ ہو۔ اور جو لوگ کہ اس بزرگ سے اخلاص و محبت رکھتے ہیں۔ ہر چند کہ وہ توجہ مذکور اور ذکر الٰہی سے خالی ہوں۔ ان کو بھی محض بوجہ محبت نور رشد و ہدایت پہنچتا ہے۔ والسلام +

فصل ۵

آپ کے ان مراتب و مقامات کا بیان جو حق سبحانہ و تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے آپ کو بالخصوص عطا فرمائے

اگرچہ یہ مقامات و مراتب بعض اقل قلیل و اخص الخواص کو بھی عطا کئے ہوں۔ لیکن چونکہ نہایت نادر و کم ہیں۔ اس لئے بھی یہ مراتب و مقامات آپ کی خصوصیات سے شمار کئے ہیں

علاوہ ان کے چند دیگر واقعات و معاملات بھی جو اوروں سے سننے میں نہیں آئے:۔
بیان ان خصوصیات کا اس طرح ہے۔ کہ جب حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے آپ کو **مجدد** و منور **الف ثانی** کیا تھا۔ تو برکات و مراتب یہ امر آپ کو الہام فرمایا۔ اور اس کے افشا کا حکم کیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے چند مکتوبات میں اس کی طرف ایما کیا ہے۔ پس صاحب اس مرتبہ عظمےٰ کے لئے ضروری ہے کہ مخصوص بمقامات و مراتب علیہ ہو۔ اس مدعا پر بھی آپ نے بعض مکتوبات میں اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ امر اول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا ہے:۔

"اے فرزند یہ وہ وقت ہے کہ امم سابقہ میں ایسے وقت پر از ظلمت میں پیغمبر الوالعزم مبعوث ہوتا رہا ہے۔ اور شریعت جدیدہ بیان کرتا رہا ہے۔ اور اس امت میں کہ **خیر الامم** ہے اور جس کے پیغمبر خاتم الرسل جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ کی امت کے علما کو مرتبہ انبیاے بنی اسرائیل دیا ہے اور بوجود علما انبیائے علیہم السلام سے کفایت کی ہے۔ اور اسی لئے ہر سر مائۃ پر علمائے امت میں سے ایک **مجدد** مقرر کیا ہے کہ احیائے شریعت کرتا ہے۔ اور بالخصوص ایک ہزار سال کے بعد کہ امم سابقہ میں بعثت پیغمبر الوالعزم کا وقت تھا۔ اور اس **امت** (محمدی) میں ایسے وقت **عالم عارف** تام المعرفت درکار ہوتا ہے کہ پیغمبر الوالعزم کا قائم مقام ہو۔

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد"

انتھےٰ کلامہ الشریف ✦

اس کے بعد دوسرے مکتوب میں امر ثانی کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ:۔

"اے برادر یہ بات اکثر خلائق پر گراں اور ان کے افہام سے دور ہے۔ لیکن اگر ذرا انصاف کریں اور علوم و معارف سے ایک دوسرے کا موازنہ کریں اور مطالعہ علوم شرعیہ اور مطالعہ علوم مطابقہ شرعیہ سے صحت و سقم احوال کو ملاحظہ کریں اور تعظیم و توقیر شریعت و نبوت کو دیکھیں کہ کس میں زیادہ ہے تو شاید حیرت و استبعاد سے نکل آئیں گے۔ انہوں نے دیکھا ہوگا کہ فقیر نے اپنے کتب و رسائل میں لکھا ہے کہ طریقت و حقیقت خادمان شریعت ہیں۔ اور نبوت ولایت سے افضل ہے۔ اگرچہ

نبی کی بھی ولایت کیوں نہ ہو۔

یہ بھی لکھا ہے کہ کمالاتِ ولایت کمالاتِ نبوت کے سامنے کوئی قدر نہیں رکھتے کاش وہ دریائے محیط کے سامنے ایک قطرہ کا ہی حکم رکھتے ہوں وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کے بہت سے ایما و اشارات آپ نے تحریر فرمائے ہیں خصوصاً آپ کے اُس مکتوب کا طریق بیان جو آپ نے بنام فرزند تحریر فرمایا ہے۔ اُس میں آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"مقصود اس گفتگو سے اظہار نعمت حق سبحانہٗ و تعالےٰ اور ترغیب طالبین طریقت ہے نہ تفصیل خود بر دیگراں۔ معرفت اللہ عزّ و جلّ اُس شخص پر حرام ہے کہ اپنے آپ کو کافر سے بھی بہتر جانے، تجا اکابر دیں ؎

وے چوں شہ برداشت از خاک	سزد گر بگذرانم سر بافلاک
من آں خاکم کہ ابر نو بہاری	کند از لطف برمن قطرہ باری
اگر بروید از تن صد زبانم	چو سوسن شکر لطفش کے توانم

انتہے کلامہ الشریف"۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ میرے دل پر خطرہ گذرا کہ اگر حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے آپ کو مجدد الف کیا ہے۔ اگر علمائے وقت میں سے کسی سے اس امر کی تائید ہوتی۔ تو بہتر تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز یہ خطرہ میرے دل میں آپ کی خدمت میں گذرا۔ آپ نے احقر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی جو علوم عقلیہ و نقلیہ میں تصانیف عالیہ رکھتے ہیں اور اس وقت دیار ہند میں اُن کا نظیر نہیں معلوم ہوتا۔ مجھے آپ نے ایک مکتوب میں لکھا تھا۔ پھر آپ نے تبسم کر کے فرمایا۔ کہ آپ کے فقرات مدحیہ میں سے ایک فقرہ مجدد الالف الثانی تھا۔

مولانا عبد الحکیم نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ کسی نے یہ آیت پڑھی قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْهُمْ اس واقعہ کے بعد آپ مجدد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر تعلیم ذکر اخذ کی اور آپ کے مخلصین میں داخل ہوئے۔

الغرض آپ کا مجدد الف ثانی ہونا کوئی تعجبات سے نہیں ہے آپ کے اور دیگر خصوصیات فصل سوم میں بھی مذکور ہو چکے ہیں۔ چنانچہ اُن خصوصیات میں سے

ایک خصوصیت آپ کے پیر بزرگوار پر آپ کے استعداد قطبیت کا ظاہر ہونا تھا حالانکہ آپ ابھی خواجہ صاحب کی خدمت میں پہنچے بھی نہیں تھے۔ اور کئی سال پہلے خواجہ صاحب پر آپ کی قطبیت ظاہر ہوئی +

دوسری خصوصیت یہ تھی کہ اسی طرح کئی سال پہلے جب کہ حضرت خواجہ صاحب سرہند کی طرف تشریف لائے تو خواب میں خواجہ صاحب کا نور شمع کا دیکھنا کہ اس کی روشنی نے تمام عالم کو گھیر لیا ہے +

تیسری حضرت خواجہ صاحب کا اپنے ایک مخلص کو لکھنا کہ فلاں شخص ایسا ہوگا کہ اُس کی روشنی سے تمام عالم منوّر ہوگا۔ اور اشارہ اس سے آپ کا (مجدد صاحب) کی طرف تھا +

چوتھی بجواب ایک مخلص کے آپ کا فرمانا کہ جب آپ (یعنی حضرت مجدد صاحب) آئینگے۔ تو چار پانچ روز کی توجہ میں تمہیں مقامات عالیہ تک پہنچا دینگے +

پانچویں آپ کو مرتبہ مرادیت و محبوبیت حاصل ہونا۔ اور آپ کے پیر بزرگوار کا اس مرتبہ کی خبر دینا +

چھٹی آپ کے پیر بزرگوار کا آپ کو شہود آفتاب رخود کو بو قلموں فرمانا +

ساتویں آپ کے پیر بزرگوار کا آپ کو تحریر کرنا کہ "مدتیست کہ عرض نیازمندی بدرگاہ ولایت نکردہ ایم" +

نیز آپ نے تحریر فرمایا کہ "سخن بحضرتِ شما نوشتن بشیری است" +

ایک مکتوب میں تحریر فرمایا کہ "ما راحتِ خود با ید نگہداشت و از فضول نمود" +

ایک اور مکتوب میں تحریر فرمایا کہ "شیخ الاسلام انصاری قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مَیں مرید خرقانی کا ہوں۔ لیکن اگر آج خرقانی ہوتے تو باوجود پیر ہونے کے میری مریدی کرتے۔ اور اس سے اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ میرا حال بھی آپ کے ساتھ ویسا ہی ہے" +

ایک اور مکتوب میں تحریر فرمایا کہ "میرا خط نہ لکھنا بوجہ استغنا کے نہیں ہے بلکہ موقوف ایما و اشارہ پر ہے" +

آٹھویں یہ کہ مکاشفہ میں حضرت خواجہ صاحب نے آپ کے احوال و مقامات

مشاہدہ کئے۔ اور اسی طرح آپ غائبانہ آپ کے حالات دریافت کیا کرتے تھے کما بُیّن فی الفصل الثالث +

اور آپ کے وہ خصوصیات و احوال جو آپ پر اُفق کی طرح ظاہر و ہویدا ہوئے اور صراحۃً و کنایۃً انہیں بیان فرمایا ہے بکثرت ہیں +

از انجملہ یہ کہ بعد از افاضہ آپ کے پیر بزرگوار اور دیگر مشائخ طریق نے دست بدست یکہ آپ کی تربیت کی اور مقامات بلند تک لیجا کر خاص خاص نسبتیں آپ کو عطا کیں جیسا کہ بحوالہ عبارت رسالہ مبدأ و معاد اوپر بیان کیا گیا +

از انجملہ یہ کہ دیگر اولیاء اللہ کی توجہات سے بھی آپ پر نسبتہائے ولایت و انوارِ نبوت جلوہ گر ہوئی ہیں۔ اور جمیع نسبتہائے علیہ سے آپ کو سرفراز کیا۔ چنانچہ بارہا آپ نے فرمایا ہے کہ اس ناچیز پر کمال عنایات حق سبحانہ و تعالےٰ شامل حال ہوئی ہیں حتے کہ اس راہ کا کوئی کوچہ نہیں ہے کہ اُس سے اس ناچیز کو عبور نہ کرایا ہو۔ بعض فضل و کرم الٰہی، سریان و معیتِ احاطت و خدمت تنزیہ و تشبیہ اور اسرار ایں جہانی و آں جہانی وجوبی و امکانی سے علیحدہ علیحدہ بہرہ ور کیا +

از انجملہ یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے علم سموات سکھایا۔ چنانچہ آپ کے عرائض میں اس کی طرف اشارہ گذر چکا ہے +

اسی طرح حضرت خضر و حضرت الیاس علیہ السلام نے بھی آپ سے (روحانی) ملاقات کی۔ اور حقیقت حیات و ممات سے آگاہ کیا۔ اس کی بھی آپ نے اپنے ایک مکتوب میں تصریح کی ہے +

از انجملہ یہ کہ ابتدائے سلوک میں حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو علم لدُنّی سکھلایا۔ اس کا بیان بھی رسالہ مبدأ و معاد کی عبارت سے کیا گیا +

از انجملہ یہ کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو تجہد علم الکلام فرمایا۔ اس کا بیان بھی آپ نے اپنے ایک مکتوب میں کیا ہے +

راقم الحروف کا ارادہ ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ آپ کے مجتہدات کلامیہ اور اُس کے متعلق آپ کے مکتوبات وغیرہ کو ایک رسالہ کی صورت میں جمع کرے +

نیز از انجملہ آپ کی اُنہیں خصوصیات میں سے یہ ہے کہ ایک وقت آپ حلقۂ مراقبہ

میں تجھے کہ آپ کو ندا پہنچی۔ غَفَرْتُ لَكَ وَلِمَنْ تَوَسَّلَ بِكَ بِوَاسِطَةٍ أَوْ بِغَيْرِ وَاسِطَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ کہ میں نے تم کو اور قیامت تک جو کوئی تم سے توسل کرے خواہ بواسطہ یا بغیر واسطہ بخش دیا۔ چنانچہ خود آپ نے رسالہ مبداء و معاد میں اسکی تصریح کی ہے +

از انجملہ یہ کہ ایک روز آپ نے اپنے ایک فرزند متوفی کے ایصال ثواب کیلئے کھانا پکوایا غلبۂ انکسار کے باعث آپ کی زبان مبارک سے نکلا کہ یہ ہمارا صدقہ کیونکر قبول ہوگا۔ کیونکہ حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ کہ اللہ صدقہ قبول نہیں کرتا مگر پرہیزگار لوگوں کا۔ تو اس اثنا میں آپ کو آواز پہنچی اِنَّكَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ کہ تم پرہیزگاروں میں سے ہو +

از انجملہ یہ کہ آپ نے فرمایا کہ ہرگز میں کبھی خود بخود تہجد کے لئے نہیں اُٹھا ہوں بلکہ ہمیشہ مجھے اذان و اعلام اور یا صدا وغیرہ سے بیدار کیا ہے +

ایک دفعہ بغیر ندا پہنچے میں بیدار ہوا۔ میں نے کہا کہ میں کیوں خود بخود وگاہ الٰہی میں مشغول ہووں اور یہ کہکر سو گیا۔ ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ ہر طرف سے اذان و اعلام کی ندا برخاست ہوئی +

ایک دفعہ آپ کو بشارت دیگئی کہ جس جنازہ میں تم شریک ہوگے وہ میت مغفور ہے +

از انجملہ یہ کہ جس مقبرہ میں کہ آپ نے دعائے مغفرت کی ہے۔ آپ کو الہام کیا گیا کہ اُس مقبرہ سے عذاب اُٹھا لیا گیا۔ چنانچہ آپ کے بعض اجداد امام رفیع الدین کے بیان میں اس کا ذکر گذر چکا ہے +

ایک دفعہ آپ کو بشارت دیگئی جو علوم کہ تم نے بیان و تحریر کئے وہ سب ہماری طرف سے ہیں۔ اور بالخصوص جن علوم میں کہ آپ کو ایک گونہ تردد تھا۔ اُن کی حقیقت بھی آپ پر کھولدی +

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ میں نے شریعت کو دیکھا کہ ہمارے محلہ میں آکر اتری ہے۔ جس طرح کوئی قافلہ سرائے میں آکر اُترتا ہے +

آپ کے مخلصین میں سے مولانا عبد القادر انبالی بیان فرماتے ہیں کہ بعد انتقال میں نے آپ کو تبسم فرماتے دیکھا +

خود آپ نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ اخیر عشرہ رمضان المبارک میں بعد ادائے تراویح مجھے اس قدر کسلمندی غالب ہوئی کہ میں داہنی کروٹ سے جیسا کہ مسنون ہے لیٹنا بھول کر بائیں کروٹ سے لیٹ گیا۔ لیٹنے کے بعد مجھے یاد آیا کہ میں نے ترک سنت کیا نفس مجھے معقول کرنے لگا کہ سہو و نسیان سے ایسا ہوا ہے۔ لیکن خوف ترک سنت میرے دل سے نہیں گیا۔ لہٰذا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر داہنی کروٹ سے لیٹا۔ اس کے بعد فضل و کرم الٰہی سے فیوضات و انوار نامتناہی ظاہر ہوئے۔ اور ندا ہوئی کہ تم نے از قسم سنت نبویہ کی اعانت کی۔ ہم تمہیں آخرت میں ہرگز عذاب نہ کریں گے۔ اس رعایت سے ہم نے تمہارے خادم کو بھی بخش دیا۔ جو اس وقت تمہارے پیر داب رہا تھا۔

ایک دفعہ آپ نے اسی اخیر عشرہ رمضان المبارک میں فرمایا کہ آج معاملہ عجیب گذرا جب میں اپنے بچھونے پر لیٹا اور میری آنکھ لگ گئی تو مجھے محسوس ہوا کہ کوئی میرے پاس آکر بیٹھ گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ سید الاولین و الآخرین جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے ہیں۔ فرمایا میں تمہارے لئے اجازت نامہ لکھنے کے لئے آیا ہوں اور اب تک میں نے کسی کو لکھ کر نہیں دیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس اجازت نامہ میں الطاف عظیمہ جو اس جہان سے تعلق رکھتے ہیں تحریر فرمائے اور اس کی پشت پر وہ عنایات و الطاف کثیرہ تحریر فرمائے جو اس عالم سے تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے تیسرے دفتر کے ایک مکتوب میں اس کا ذکر کیا ہے۔

از انجملہ یہ کہ آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بشارت پہنچی۔ کہ فردا یعنی قیامت کو تمہاری شفاعت سے کئی ہزار آدمی بخشے جائیں گے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اس روز صبح کو آپ نے کھانا پکوا کر دعوت عام کی اور یہ قصہ بیان کیا۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ متعلق آپ کے اس کلام کے کہ آپ نے فرمایا تھا۔ الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین الخ میرے اور ایک دوست کے درمیان بحث ہوئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس معاملہ عظیم کے لئے ضروری ہے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی اشارہ پایا جائے۔ جیسا کہ مہدی موعود کے لئے احادیث میں اشارات واقع ہوئی ہیں۔ میں نے اسے کہا کیونکر کہا سکتا ہو

کہ احادیث میں کوئی اشارہ واقع نہیں ہوا۔ اس لئے کہ تمام احادیث پر ہمیں عبور نہیں۔ انہوں نے کہا کہ علامہ سیوطی کی کتاب جمع الجوامع میرے پاس ہے اور بہت کم کوئی حدیث ہے کہ اس کتاب سے رہ گئی ہوگی۔ چنانچہ ہم نے باب فضائل میں جستجو کرنی شروع کی اور ایک حدیث نکلی جو اس مُدعا پر دلالت تام رکھتی تھی۔ وہ یہ حدیث ہے یکون فی امتی رجلٌ یقال لہٗ صلۃ ید خل الجنۃ بشفاعۃ کذا وکذا "میری اُمت میں ایک ایسا شخص ہوگا جسے صلہ کہا جائیگا اُس کی شفاعت سے اس قدر لوگ جنت میں داخل ہونگے" +

مَیں نے اپنے فاضل دوست سے کہا کہ کیوں اس حدیث سے آپ کی طرف اشارہ نہیں ہوسکتا۔ اُنہوں نے کہا ہاں محتمل ہے کہ آپ کی طرف اشارہ ہو +

مَیں آپ کا مذکورہ بالا کلام سُن چکا تھا۔ اس لئے اب معاملہ شفاعت پر نظر رکھی۔ جب یہ معاملہ بھی میرے کان میں پہنچا آپ تبسّم کرنے لگے اور اس نعمت کا شکر بجالائے۔ اور اس خادم پر بہت کچھ التفات و توجہ فرمائی +

از انجملہ یہ کہ آپ کو انوار و برکات ہفت درجہ متابعت جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشرف کیا۔ تحقیق اس کی دفتر ثانی سے آپ کے چھبیسویں مکتوب میں ہے ناظرین اُس میں دیکھ سکتے ہیں +

از انجملہ یہ کہ خناس وسواس کو محض فضل و کرم سے آپ کے سینہ سے دور کیا۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مَیں ایک وقت نماز صبح میں تھا کہ ناگاہ میرے سینہ سے ایک بلائے عظیم دور ہوگئی۔ اور مَیں نے دیکھا کہ اُس کا آشیانہ بھی میرے سینہ سے دُور کر دیا گیا۔ اور جو ظلمات کثیرہ کہ اُس کے اردگرد تھیں نام کو باقی نہیں رہیں۔ اور اس سے ایک انشراح عجیب سینہ میں محسوس ہوا۔ بعد ازاں مجھے اعلام کیا کہ یہ جو چیز کہ تمہارے سینہ سے باہر ہوئی خناس تھا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اس کے استعاذہ پر مامور ہوئے تھے۔ اور کہ جو کچھ خطرات کہ دین میں پیدا ہوتے ہیں منشاء اُس کا یہی خناس ہے جو سینہ میں آشیانہ رکھتا ہے اور ہر وقت نیش مارتا رہتا ہے +

از انجملہ یہ کہ شرک خفی آپ کی عبادت سے اُٹھا دیا گیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ چند روز تک دید قصور اعمال نے اس قدر غلبہ کیا کہ جب نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے ہوئے

إِيَّاكَ نَعْبُدُ پر پہنچتا حیران ہوتا کہ میں یہ لفظ پڑھتا تو ہوں لیکن اُس کا مفہوم تو مجھ میں متحقق ہی نہیں۔ تو اب میں اُس کا مصداق ہوں گا، جس کا الزام دیتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ "تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں" اگر میں اُس جملہ کو پڑھوں نہیں تو بدون اُس کے نماز درست نہیں۔ یہاں تک کہ حضرت حق سبحانہ نے شرک خفی میری عبادت سے دُور کر دیا۔ اور نعمت الا للّٰہ الدین الخالص ظاہر ہوئی۔ الحمد للّٰہ علےٰ ذٰلک۔

از انجملہ یہ ہے کہ آپ کو کمال اتباع جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلام کے باعث امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ و امام ہمام حضرت امام شافعی مع آپ کے تلامذہ رضی اللہ عنہم کے علم و عمل تک رسوخ حاصل ہوا۔ چنانچہ خود آپ نے بیان کیا کہ میں ایک وقت صبح کو حلقۂ ذکر میں تھا کہ ناگاہ مجھ کو ایک قسم کی فنائے خاص حاصل ہوئی۔ اور جو تعیّن کہ مجھے حاصل تھا جاتا رہا۔ اور نماز عصر تک یہی حالت رہی۔ اُس روز میں نے دیکھا کہ امام الائمہ سراج الامّۃ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مع جمیع تلامذہ و مجتہدین مذہب میرے پاس آنکر بیٹھ گئے۔

آپ کے بعض اساتذہ جیسے حضرت امام نخعی رضی اللہ عنہ پر بھی میری نظر پڑی میں نے دیکھا کہ آپ کا اور اُن آئمہ میں سے ہر ایک کا نور مجھ میں داخل ہوا۔ میں نے اُن کے نور سے تعیّن و بقا پائی۔ اور میرا جسم ان انوار سے منور ہو گیا۔ حتیٰ کہ میں نے اُن انوار میں سے ہر ایک کے نور کو جدا جدا اپنا جزو بدن دیکھا۔ دو تین روز کے بعد پھر اسی قسم کی فنا و بقا حضرت امام شافعی اور آپ کے تلامذہ و علماے مذہب کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ علماے حنفیہ مجھ سے جدا ہو گئے اور علماے شافعیہ کے انوار میرے اجزا ہو گئے۔ چند ساعت کے بعد میں نے دیکھا کہ یہ بھی جدا ہو گئے۔ اور میں اصلی حالت پر عود کر آیا۔ لیکن میں اپنے اندر اُن انوار کو پاتا ہوں۔

اس کے بعد آپ نے بیان کیا کہ مجھے اُس وقت مشہود ہوا کہ حق ان دونوں اماموں سے باہر نہیں ہے جو کچھ کہ حنفی سے رہا ہے شافعی نے لے لیا ہے۔ غرض حق ان دونوں سے چھوٹا نہیں۔ دو حصے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے مسلّم ہیں اور ایک ثلث امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے۔

ازانجملہ یہ ہے کہ آپ کے بارے میں مشائخ نقشبندیہ ومشائخ قادریہ کو درمیان بحث ہوئی اور مشائخ چشتیہ نے دونوں کے درمیان صلح کرادی - کما مرّ فی الفصل الثانی +

ازانجملہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس قدر لوگ کہ ہمارے طریقہ میں داخل ہوئے یا قیامت تک داخل ہونگے بواسطہ یا بغیر واسطہ از قبیل ذکور یا از قبیل اناث مجھے دکھائے گئے - حتّٰے کہ ہر ایک کا نام ونسب اور مولد ومسکن بھی بتلایا گیا - اگر چاہوں تو بیان کرسکتا ہوں +

ازانجملہ یہ کہ آپ پر ظاہر ہوا کہ ہند میں انبیا علیہم السّلام ہوئے ہیں اور کسی پر دو شخص ایمان لائے ہیں کسی پر تین اور تین سے زیادہ شخص کسی پر ایمان نہیں لائے ان انبیا میں سے بعض کی قبور بھی آپ کو دکھائی گئیں - اور آپ نے اُن کے انوار وبرکات بھی مشاہدہ کئے +

ازانجملہ یہ کہ احوال وآل شاہی جہل ومشرکین زمانہ فطرت جو ماتریدیہ کے نزدیک دوزخ میں اور اشاعرہ کے نزدیک جنّت میں جائینگے آپ پر اس طرح مکشوف ہوا کہ بعد بعثت واحیاے اخروی اُنہیں مقام حساب میں روک رکھینگے اور باندازہ جرائم عذاب دیکر اور ایک دوسرے کے حقوق دلوا کر حیوانات غیر مکلف کی طرح معدوم ولاشئے محض کردینگے - اس کا مفصل ذکر دفتر اوّل کے اُنسٹھویں مکتوب میں ہے +

اس کے بعد آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ مَیں نے اس مسئلہ کو محضر انبیاے علیہم الصلوٰۃ والسّلام میں پیش کیا سب نے تصدیق فرمائی - واللہ اعلم عند اللہ +

ازانجملہ یہ کہ ایک حکم قضاے مُبرم میں سے آپ کی دعا سے بمحض فضل وکرم قبول کیا - اور انقسام قضاے مُبرم ومُعلّق اور اسرار محو واثبات سے آپ کو مطلع کیا چنانچہ اس کا مجمل بیان آپ کے خلیفہ شیخ طاہر کے حالات میں آئیگا انشاء اللہ تعالےٰ +

ازانجملہ یہ کہ آپ کو علماے راسخین میں سے کیا - اور اسرار متشابہات قرآنی ورموز مقطعات کلام ربانی آپ پر منکشف ہوئے - چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا ہے - کہ فقیر مدت تک تاویل متشابہات کو حضرت حق سبحانہٗ وتعالےٰ کے تفویض کرتا رہا اور جانتا رہا - کہ علماے راسخین کو بجز ایمان ویقین کے تاویل متشابہات سے کوئی

حظ و نصیب نہیں۔ اور جو تاویلات بعض علما و صوفیہ نے بیان کی ہیں اُنہیں لائق و درست نہیں جانتا تھا۔ جیسا کہ عین القضاۃ نے الف، لام، میم کو الم سے تعبیر کیا ہے جو لازمِ عشق ہے وغیرہ وغیرہ +

آخر الامر جب حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے قدرے تاویلات متشابہات سے اس فقیر پر ظاہر کیا۔ اور اُس دریائے محیط سے ایک نہر اس فقیر کی زمینِ استعداد کی طرف بہائی۔ تو معلوم ہوا کہ علمائے راسخین کو تاویلِ متشابہات و مقطعات سے بہرۂ وافر حاصل ہے +

اسی طرح جو کہ بعض علما نے وجہ و ذات اور ید سے قدرت مراد لی۔ وہ بھی نہیں بلکہ اُن کی تاویل بھی اسرارِ غامضہ سے ہے کہ اخص الخواص کو بتلائی ہے۔ حروفِ مقطعات کا کیا ذکر کروں کہ ایک ایک حرف بحرِ مواج ہے اسرارِ خفیہ عاشق و معشوق سے۔ اور رمزِ غامض ہے رموزِ دقیقہ محب و محبوب سے۔ اور آیاتِ محکمات ہر چند کہ اُمہاتِ کتاب ہیں، لیکن نتائج و ثمرات ہیں متشابہات کی اور مقاصدِ کتاب متشابہات ہیں +

عالمِ راسخ وہ ہے کہ دونوں کو جمع کرے اور حقیقت کو پہنچے۔ اور جو شخص بدون محکمات اور اُن کی مقتضیات کے متشابہات کی تاویل کرے وہ صورت کو چھوڑ کر حقیقت کو ڈھونڈتا ہے اور جاہلِ محض اور اپنی جہالت و ضلالت سے بے خبر ہے +

نیز آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ علمِ تاویلِ متشابہات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مخصوص ہے اور امتیوں میں سے اقلِ قلیل بتبعیت وراثت اس سے نصیب دیا ہے۔ لیکن اس جہان میں بالکلیہ اُن کے چہرہ سے نقاب نہیں اُٹھایا ہے۔ ہاں آخرت میں اُمید ہے کہ اُمتیوں میں سے جم غفیر کو اس دولت سے سرفراز کریں گے اس قدر اس جہان میں بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض کو روا ہے کہ اس دولت سے سرفراز کریں۔ لیکن حقیقتِ معاملہ سے آگاہ نہ کریں۔ کیونکہ متشابہات کنایہ ہیں معاملات سے پس جائز ہے معاملہ حاصل ہو اور علمِ معاملہ حاصل نہ ہو۔ چنانچہ میں نے اپنے ایک مخلص میں ایسا مشاہدہ کیا۔ انتہٰی کلامہ الشریف +

راقم الحروف نے مخدوم زادہ جامع الاسرار و العلوم خواجہ محمد معصوم سے

جو آپ کے محرمانِ اسرارِ خاص میں سے تھے خلوت میں باصرار تمام دریافت کیا۔ آپ نے اسرارِ حروفِ مقطعات میں سے کچھ دریافت فرمایا ہے یا نہیں اگر دریافت فرمایا ہے تو بندہ بھی اُس راز کے سُننے کا اُمیدوار ہے۔ فرمایا کئی بار مَیں نے خلوت میں آپ سے التماس کیا کہ اسرارِ متشابہات و مقطعات میں سے کوئی رمز بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ شیطان مکاشفات اسرار کے وقت ارد گرد رہتا کہ شاید اُن اسرار کو اہلِ مکاشفہ دل سے زبان پر لائیں اور یہ اُن سے سرقہ کرے۔ اس لئے علماء راسخین نے اطلاع پاکر ان اسرار کو مخفی رکھا ہے۔ مَیں نے عرض کیا۔ آپ اس وقت شیطان کو بھگا سکتے ہیں کہ وہ سرقہ نہ کر سکے۔ جب مَیں نے اصرار تمام کیا۔ فرمایا۔ اسرارِ اُن حروف میں سے ایک سِر کے اظہار پر مَیں مامور ہوا ہوں اور وہ حرف ق ہے اس کا سِر آپ نے بیان کیا اور اُس کے اظہار سے چونکہ آپ نے مجھے منع کر دیا ہے۔ اس لئے آپ مجھو معذور رکھیں +

از انجملہ یہ ہے کہ آپ کو سیرِ مقامات صغرےٰ میں قطبیت ارشاد و قطبیت افراد کا جامع کیا۔ اور مرتبہ عالیہ نادرات سے ہے۔ جیسا کہ رسالہ مبدأ و معاد کے فقرہ پر بیان کیا گیا +

از انجملہ یہ کہ آپ پر مشارب تیز کمالات ولایات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام پر مکشوف کئے گئے۔ اور اسی طرح اُن طالبوں کے مقامات ولایت بھی مکشوف کئے گئے۔ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قدم بقدم تھے۔ اور اُن کا تفاوت مقامات بھی آپ پر مکشوف کیا گیا + چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ فلاں ولایت موسوی میں ہے اور فلاں نقطہ و مرکز اور دائرہ کے قریب ہے +

یہ بھی نادرات سے ہے۔ آپ کے ایک مخلص نے فقیر سے بیان کیا کہ ایک روز آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم ولایت ابراہیمی علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ہو مجھے خیال گذرا کہ اگرچہ اس باب میں آپ کا علم کافی ہے تاہم اگر آپ کی عنایت و توجہ سے مجھے بھی اس کا علم ہو تو عنایت ہوگی۔ اسی شب کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نہایت نورانیت کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں اور آپ بھی باادب تمام آپ کی خدمت میں کھڑے ہوئے ہیں +

اسی اثنا میں ہم دو تین شخص جنہیں آپ نے ولایت ابراھیمی کی بشارت

دی تھی حاضر ہوئے۔ اور آپ نے ہمارا ہاتھ پکڑ کر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں پر ڈال دیا۔ اور ہم قدمبوسی کرکے لوٹ آئے +

راوی کہتا ہے کہ جب اس واقع کے بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا۔ اور فرمانے لگے جو کچھ کہ میں نے کہا اس میں گنجائش تردّد نہیں۔ تمہیں نہیں معلوم کہ طالبوں کو دقائق احوال اور اپنے مشرب واستعداد کا علم دیتے ہیں۔ قرون کثیرہ میں کمّل خواص میں سے کسی ایک کو اس نعمت سے سرفراز کرتے ہیں +

دیکھو شیخ نجم الدین کبریٰ قدس اللہ سرہٗ کو باوجود قطب اولیاء زمانہ ہونے کے اس کا علم نہیں تھا۔ کہ وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کس کے قدم ولایت پر ہیں۔ آخر اس امر کے معلوم کرنے کے لئے اپنے ایک مخلص کو ایک بزرگ کے پاس جنہیں اس بات کا علم تھا بھیجا۔ جب طالب ان بزرگ کی خدمت میں پہنچا۔ تو ان بزرگ نے شیخ کے حالات دریافت کرتے ہوئے پوچھا کہ ہمارا جہود کیسا ہے طالب اس سخن سے دل تنگ ہو کر واپس آیا اور واقعہ عرض کیا۔ شیخ وجد میں اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ مقصود ہمارا حاصل ہوا۔ میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے قدم ولایت پر ہوں۔ کیونکہ جہود انہیں کی امت کو کہتے ہیں +

ازانجملہ یہ کہ آپ کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے وہ قدرت وتصرف عطا فرمایا تھا کہ طالب کو ایک ولایت ومقام سے فوق ولایت ومقام میں پہنچا دیتے تھے +

چنانچہ آپ نے مخدوم زادہ بزرگ قدس سرہٗ کو تحریر فرمایا کہ تم کو ولایت موسوی سے ولایت محمدیہ میں لایا گیا ھذا من اعجب العجوبات واعظم التصرفات +

ازانجملہ یہ کہ آپ پر تعیّن وجودی وتعیّن جسمی کو کمال معرفت کے باعث آپ نے اس پر لب کشائی نہیں کی ظاہر ہوا۔ چنانچہ آپ نے جلد سوم کے مکتوب ہشتاد ونہم میں اس کی تحقیق کی ہے +

ازانجملہ یہ کہ اسرار ومعاملات قلوب خمسہ سے آپ کو سرفراز کیا خصوصاً اس مرتبہ عظمیٰ سے جو تاب خمس سے تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ آپ نے رسالہ مبدأ ومعاد

میں بیان فرمایا ہے ۔

فاذا بلغ العارف الاتم معرفته والاکمل شهوداته المقام العزیز وجوده الشریف رتبته یصیر ذلک العارف قلباً للعوالم کلها والظهورات جمیعها وهو المتحقق بالولایة المحمدیة والمشرف بالدعوة المصطفویة علیٰ صاحبها الصلوٰة والتحیة فالاقطاب فی الابدال والاوتاد داخلون تحت دائرة ولایة والافراد والاحاد وسائر فرق الاولیاء مندرجون تحت انوار هدایة لما هو نائب مناب رسول الله والمهدی لهدی حبیب الله وهذه النسبة الشریفة العزیز وجودها مخصوصة باحاد المرادین لیس للمریدین من هذا الکمال نصیب هذا هو النهایة العظمیٰ والغایة القصویٰ لو وجد بعد الوف سنة مثل هذا العارف لاغتنم وجوده ولمری برکته الی مدة مدیدة وآجال متباعدة وهو الذی کلامه دواءٌ و نظره شفاءٌ والحضرت المهدی سیوجد علیٰ هذه النسبة الشریفة من هذه الامة الخیرة ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم ۔

کہ جب عارف کامل تام الشہود اس عزیز الوجود شریف مقام پر پہنچ جاتا ہے تو وہ تمام عالم وظہورات کے لئے قلب ہو جاتا ہے اور مشرف بولایت محمدیہ ودعوت مصطفویہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے اقطاب ابدال اور اوتاد اس کے دائرہ ولایت میں داخل ہوتے ہیں ۔ اور تمام گروہ اولیا اس کے انوار ہدایت میں شامل ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ نائب مناب جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور آپ ہی کی ہدایت سے ہدایت یافتہ ہے ۔ یہ نسبت شریفہ نہایت عزیز الوجود اور خاص افراد مرادین سے مخصوص ہے مریدوں کو اس سے کوئی نصیب نہیں ۔ یہ مقام نہایت ذی شان اور غایت مقصود ہے اگر ایسا عارف ہزاروں سال کے بعد بھی پایا جائے تب بھی اس کا وجود مغتنمات سے ہوتا ہے اور اس کی برکت سے مدت مدید اور عرصہ دراز تک باقی رہتی ہے ۔ اس کا کلام دوا اور اس کی نظر شفا ہے اس امت خیر میں حضرت مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نسبت شریفہ پر ہوں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اللہ صاحب فضل عظیم ہے ۔

آخر الجمادی کہ آپ کی دنیا کو بمحض فضل وکرم آخرت کیا ۔ مخدوم زادہ عالی مرتبت

خواجہ محمد معصوم سلمہ اللہ نے اس کا حل اس طرح رقم کیا کہ بعض تنعمات دنیویہ فانیہ ہیں لیکن آپ کے حق میں نعیم دنیا نے نعیم آخرت کا حکم پیدا کیا ہے، کیونکہ جو کچھ دنیا میں مشہود ہوتا ہے بے شائبہ ظلیت نہیں ہے۔ اور متشابہات وہ ہیں کہ بے شائبہ ظلیت مشہود ہوتی۔ یہ نعمت مکرر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں عطا کی گئی۔ آپ نے بوجہ کمال اتباع کے آپ کو بھی یہ نعمت عطا کی ہو عجب نہیں۔ کیونکہ کمل تابعین کو بھی نورانیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حصہ پہنچتا ہے۔ چنانچہ بعض مکتوبات میں آپ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس سے آپ کی مراد یہ ہو کہ ہرچند کہ شہود عارف اکمل ہو، لیکن جب تک کہ اس قید زندگانی میں مقید ہے قید خیال سے بکلی خلاصی پانا محال ہے۔ جیسا کہ مولانا روم قدس سرہ نے بوقت احتضار (موت) فرمایا ہے ؎

من شوم عریاں ز خود او از خیال
تا خرامم در نہایت الوصال

از انجملہ یہ کہ آپ کو اسرار و انوار حقیقت قرآنی و حقیقت کعبہ ربانی و حقیقت بیت المقدس سے بہرہ وافر بخشا۔ کما یفہم من مکاتبۃ المتعلقۃ بہ ✧

از انجملہ یہ کہ آپ کے ساتھ ماورائے آفاق و انفس معاملہ کیا گیا۔ اس کا بیان رسالہ مبدا و معاد میں ہے اور تفصیل جلد دوم کے تینتالیسویں ۴۳ مکتوب میں ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ دولت عظمے اصحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے بعد بہت کم کسی کو نصیب ہوئی ہے۔ ہرچند کہ یہ معاملہ مستبعد معلوم ہوتا ہے۔ اور اکثر لوگ اسے قبول نہیں کرتے۔ تاہم اس نعمت عظمے کا اظہار کر دیا گیا۔ کوتہ اندیشی سے خواہ کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ یہ نسبت حضرت مہدی علیہ السلام میں بوجہ اتم ظاہر ہوگی ✧

از انجملہ یہ کہ آپ کو حق سبحانہ و تعالےٰ نے حق الیقین کے ساتھ جو دوسروں کے نزدیک علم الیقین ہے مشرف کیا۔ جیسا کہ جلد دوم کے چوتھے ۴ مکتوب میں آپ نے بیان کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اس حق الیقین کا ذکر اگر کروں بھی تو کون سمجھیگا۔ یہ معارف حیطۂ ولایت سے خارج ہے۔ ارباب ولایت علمائے ظاہر کی طرح ان کے ادراک

سے قاصر ہیں۔ یہ علوم مشکوٰۃ انوار نبوت علے اصاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے اقتباس کئے گئے ہیں۔ اور اب الف ثانی میں بہ تبعیت وراثت تازہ ہوئی ہیں ✤

از انجملہ یہ کہ آپ کو ایک راہ دکھائی گئی جو جذبہ و سلوک سے باہر ہے اسے بھی آپ نے اقتباس نبوت سے تعبیر کیا ہے اور بیان اس کا جلد اول کے مکتوب ۱۳۰ میں ہے ✤

از انجملہ یہ کہ آپ کو بوجہ کمال متابعت جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مقام سے مشرف کیا جو فوق مقام رضا ہے۔ اس مقام کو آپ نے محبت ذاتی سے تعبیر کیا ہے۔ اور اس کا بیان جلد دوم کے مکتوبات میں ہے ✤

از انجملہ یہ کہ آپ پر ولایت ثلثہ صغرےٰ و کبرےٰ کہ ولایت اولیاء و ولایت انبیاء و ولایت ملائکہ سے ہے منکشف کی۔ اس کا بیان بھی آپ کے مکتوبات میں مفصل مذکور ہے ✤

از انجملہ یہ کہ بمحض لطف و کرم آپ کو خزینہ رحمت کیا جیسا کہ دفتر اول کے مکتوب سی و صد و یازدہم میں مذکور ہے ✤

از انجملہ یہ کہ آپ کو معلوم کرایا کہ آپ کے زمانہ سے حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ تک اور کوئی ان کمالات سے موصوف نہ ہوگا ✤

از انجملہ یہ کہ آپ نے رسالہ مبدأ و معاد میں تحریر کیا ہے کہ میں نے اوائل حال میں دیکھا کہ ایک مقام پر طواف کر رہا ہوں اور میرے ساتھ اور لوگ بھی طواف کر رہے ہیں۔ لیکن میری رفتار اس قدر تیز ہے کہ وہ لوگ جتنے عرصہ میں دو تین قدم چلتے ہیں، میں ایک دور پورا کر لیتا ہوں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ مقام فوق عرش ہے اور دیگر طواف کرنے والے ملائکہ و انبیاء علے نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ✤

از انجملہ یہ کہ آپ کو مجدد الف ثانی کیا۔ جیسا کہ گزشتہ فصل میں بیان کیا گیا۔ اور یہ تمام خصائص اسی خصوصیت پر موقوف ہیں ✤

از انجملہ آپ کے یہ پانچ خصائص ہیں

اول۔ وہ جو آپ کے اس فقرہ میں مذکور ہے۔ الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ

بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ وَ مُصْلِحٌ بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ کذا فی مکتوب السادس من المجلد الثانی +

دوم۔ آپ کا سابقین اولین کے مقام پر پہنچنا جن کا مقام اصحاب یمین سے آگے ہے جس طرح اصحاب یمین کا اصحاب شمال سے ایک مرتبہ آگے ہے۔ کذا فی مکتوبۃ الاربعین من المجلد الثانی +

سوم۔ آپ کا کلام حق سبحانہٗ وتعالٰے سے۔ اور یہ اس قسم کا کلام ہے کہ کمل تابعین بتبعیت متابعت وراثت حاصل ہوا ہے۔ اور جب اس قسم کا کلام کسی سے بکثرت ہوتا ہے تو محدثیت کے نام سے موسوم کیا گیا۔ جیسا کہ امیرالمؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰے عنہ کو حاصل تھا +

مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم مدظلہٗ نے اپنی خاص بیاض میں جو احقر کو دی تھی تحریر کیا تھا کہ خصوصیت آپ کو بوراثت آپ کے جدّ مکرم حاصل ہوئی۔ الحمد للہ علٰے ذٰلک +

چہارم۔ آپ کی وہ خصوصیت ہے جو جلد ثانی کے مکتوب ہفتاد و ہشتم میں مذکور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حق تعالٰے نے آپ کو ذات قیومیت عطا کی جو عالم کے لئے قیام کا باعث ہے +

پنجم یہ کہ آپ کی طینت بقیہ طینت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھی جس طرح طینت درجت الحجور حضرت آدم علٰے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بقیہ طینت سے ہے اور خصائص عظمٰے سے یہ ہے کہ آپ نے ایام وصال میں فرمایا کہ جو کمال کہ نوع بشر میں تھا مجھے عطا فرمایا۔ بوراثت وتبعیت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر میں چاہوں تو اُسے بدلائل معقول بیان کر سکتا ہوں +

از انجملہ یہ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ ہمارا اخاصہ قیامت تک ہماری اولاد میں باقی رہیگا +

عجیب تر از خصائص علیا یہ ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالٰے نے آپ کو بوجہ سبقت وراثت کے وصل سے بھی نصیب بے حظ عطا فرمایا۔ جیسا کہ آپ کے مکتوبات شریفہ میں اس کی تحقیق وتفصیل مذکور ہے۔ اس جگہ آکر راقم الحروف کا قلم ٹوٹ گیا ہے

گر بگویم شرح آں بے حد شود   مثنوی ہفتاد من کاغذ شود

اگر عارف ذی علم آپ کے مکتوبات شریفہ کو پڑھے۔ تو وہ آپ کے خصائص و مناقب پر یقین کریگا۔ جس قدر ہم نے آپ کے خصائص یہاں تک بیان کئے۔ وہ ناظرین کے جاننے سمجھنے کے لئے کافی ہیں۔ اذعان وقبول کرنا پڑھنے اور سُننے والوں کا ہے

رازچہ بارازداں انباز نیست | راز اندر گوش منکر راز نیست

رضی اللہ عن صاحب الاحوال ورضی عنہ سُبحانہٗ +

فصل ۶

آپ کی عبادات وعادات یومیہ ولیلہ اور آپ کے بعض عقاید شریفہ کا بیان

فصل گذشتہ سے آپ کے علو مرتبت ومنزلت معلوم ہو چکے۔ اور نیز یہ کہ آپ اتباع سنت نبویہ علےٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسلام اور اخلاص و طاعات میں کیا پایہ رکھتے تھے۔ تاہم طالبین و شائقین کے لئے بطریق دستور العمل کے آپ کی عبادات و وظائف یومیہ ولیلیۃ کا کچھ بطور نمونہ اس جگہ ذکر کیا جاتا ہے +

اس کمترین نے بارہا آپ کو فرماتے سُنا ہے کہ ہمارا عمل اور ہمارا کام کیا چیز ہے۔ جو کچھ عطا کیا ہے محض فضل وکرم سے عطا کیا ہے۔ اور بالفرض اُس کے فضل وکرم کے لئے ہمارا کوئی کام بہانہ ہوسکتا ہے۔ تو اتباع سید الاولین والآخرین ہے صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلےٰ آلہٖ وصحبہ اجمعین + جو کچھ ہمیں عطا کیا ہے وہ اسی اتباع کی بدولت عطا کیا ہے اور جو کچھ عطا نہیں کیا ہے اُسی کے باعث نہیں عطا کیا ہے کیونکہ مقتضائے بشریت ضرور ہے کہ ہم سے اُس میں قصور وکوتاہی بھی واقع ہوتی ہوگی۔ اور ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک روز کا واقعہ ہے کہ میں نے سہو سے پائے خانہ میں جاتے ہوئے اوّل داہنا قدم رکھ دیا۔ آخر کو اس روز کئی ایک احوال مجھ پر بستہ ہو گئے +

ایک دن کا ذکر ہے کہ خادم آپ کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ تحریر معارف میں

مشغول تھے۔ ناگاہ بتقاضائے بول اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور استنجے خانہ کی طرف گئے۔ اور معاً جانے کے پھر باہر آ گئے۔ مجھے سخت حیرت ہوئی کہ آپ استنجا کے لئے گئے اور اتنی جلدی نکل آئے۔ لیکن آپ نے باہر آتے ہی پانی مانگا اور بائیں انگوٹھے کا ناخن دھو کر پھر استنجے خانہ میں گئے۔ اور دیر کے بعد نکلے۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ میں پیشاب کے لئے گیا تھا۔ جب میں پیشاب کے لئے بیٹھنے لگا، تو میری نظر ناخن پر پڑی کہ اُس پر سیاہی کا نقطہ لگا ہوا ہے، جس سے میں آیات قرآنیہ لکھ رہا تھا اور امتحاناً ناخن پر قلم لگایا تھا۔ یہ امر خلاف رعایت ادب تھا کہ میں ناخن کو نہ دھو لیتا۔ اور ویسے استنجا کرنے بیٹھ جاتا۔ گو مجھے ناخن دھونے میں تھوڑی سی تکلیف برداشت کرنی پڑی۔ لیکن ترک ادب اس سے کہیں گراں تھا ✤

ایک وقت کا ذکر ہے کہ آپ نے مولانا صالح ختلانی سے فرمایا کہ تھیلے میں سے چند لونگیں نکال لائیں۔ وہ جا کر چھ لونگیں نکال لائے۔ آپ بہت خفا ہوئے کہ بھولے حدیث شریف اللہ وتر یحب الوتر رعایت وتر کیوں نہ کی۔ اگرچہ رعایت وتر استحباب سے ہے۔ لیکن لوگ مستحب کو کیا جانتے ہیں، مستحب پسندیدہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہے۔ میں تو استحباب کی اس قدر رعایت کرتا ہوں کہ وضو میں قصد کرتا ہوں کہ منہ دھوتے وقت پہلے داہنے رخسارہ پر پانی پڑے۔ کیونکہ تیامن بھی استحباب سے ہے ✤

نیز دیکھا گیا ہے کہ چند روز تک آپ نے نفلی روزوں کی طرف نہایت توجہ کی۔ حالانکہ اس وقت آپ نہایت ضعیف البدن تھے۔ اور روزہ رکھنا آپ پر سخت دشوار ہو رہا تھا۔ آپ سے اس اہتمام خاص کی وجہ پوچھی گئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ قضائے احتیاطی۔ اور یہ اُن روزوں کی قضا ہے، جن میں استنجا کرنے کا اتفاق ہوا کیونکہ والد ماجد جہاں تک ممکن ہوتا۔ روزے میں استنجا نہیں کیا کرتے تھے۔ اور اگر اتفاق سے ضرورت واقع ہوتی تو اُس روزے کی قضا کرتے۔ نعم السلف ونعم الخلف فقیر عرض کرتا ہے کیسے اسلاف تھے ویسے ہی اُن کے اخلاف بھی ہوئے ✤

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ تخت پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ اُتر پڑے۔ اور فرمایا کہ میں نے تخت کے نیچے ایک کاغذ پڑا دیکھا تھا۔ معلوم نہیں اُس میں

کیا لکھا ہوا ہے۔ اور مجھے خیال نہیں رہا کہ میں اُسے اُٹھا کر دیکھتا کہ اس میں کچھ لکھا ہو بھی ہے یا نہیں۔ اس لئے اتنی دیر بیٹھنا بھی سوء ادبی سمجھا اور اُٹھ کھڑا ہوا +

ایک درویش جو دیگر مشائخ کو بھی دیکھے ہوئے تھا، بیان کرتا ہے کہ میں آپ کا شرف ملازمت حاصل کر کے برہان پور گیا۔ اور قدوۃ العارفین محمد فضل اللہ کی خدمت میں گیا۔ آپ نے دریافت کیا کہ تم سرہند پہنچے ہو۔ آپ کے جو کچھ حالات دیکھے ہوں، بیان کرو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کے باطنی احوال سے تو مجھ جیسا کم بضاعت کیا معلوم کر سکتا ہے۔ لیکن ہاں آپ کا ظاہر حال رعایت آداب سنت اور اُن کی باریکیوں کے متعلق جو کچھ میں نے دیکھا ہے اگر تمام مشائخ وقت جمع ہوں تو اس کا عشر عشیر بھی نہیں کر سکتے۔ شیخ یہ سُن کر بہت مسرور ہوئے۔ اور فرمایا کہ جب اُن کا یہ حال ہے تو جو کچھ آپ اسرار و معارف حقیقت بیان کرتے ہیں اور لکھتے ہیں صحیح ہیں۔ اور آپ صادق القول ہیں اور کمال اتباع سنت آپ کے صدق حال و صدق مقال کی دلیل ہے۔ شیخ موصوف کو آپ کے ساتھ کمال محبت و اخلاص تھا۔ جن ایام میں کہ بادشاہ نے کہ آپ کو محبوس کیا تھا۔ راقم الحروف سے فرمایا کہ میں پنج وقتہ ہر نماز کے بعد درود فاتحہ کے ساتھ آپ کی مخلصی کے لئے دعا مانگتا ہوں +

ایک روز کا ذکر ہے کہ سرہند سے ایک درویش شیخ موصوف کی خدمت میں آیا اور بیعت کرنے کا التماس کیا۔ شیخ نے آپ کا نام لیکر فرمایا کہ تمہارے شہر میں ایسے بزرگ موجود ہیں اور تم ادھر اُدھر بیعت کرنے آئے ہو +

ایک امیر آپ کے احوال میں تردّد رکھتا تھا۔ ایک روز قاضی القضاۃ کی خدمت میں آیا۔ جو آپ ہی کی ہمسائیگی میں رہتے۔ اور دریافت کیا کہ آپ صاحب علم و دیانت ہیں۔ آپ کے ہمسایہ میں جو بزرگ (یعنی حضرت مجدد صاحب) رہتے ہیں ان کے حالات سے کچھ خبر دیجئے۔ فرمایا، اس گروہ کے حالات دریافت میں نہیں آسکتے لیکن ہاں اس قدر کہتا ہوں کہ اُن کے عادات و اطوار دیکھنے سے اولیائے متقدمین کے ریاضات و مجاہدات پر یقین ہوتا ہے۔ کیونکہ کتابوں میں ان کے ریاضات و مجاہدات دیکھنے سے مجھے خیال ہوتا تھا کہ ان کے دوستوں نے مبالغہ کر کے لکھ دیئے ہونگے۔ جب میں نے اِن بزرگ کے حالات دیکھے تو مجھے یقین ہوا کہ وہ راہ ریاضت

پر ہونگے۔ بلکہ اس قدر کہتا ہوں کہ اُنہوں نے اُن کے حالات پورے نہیں لکھے۔ اور یہی ہے جیسا کہ اُنہوں نے بیان کیا۔ کیونکہ یہ عالم منصف واقعی صاحب علم و دیانت تھے۔ جزاہ اللہ عنّا خیر الجزا +

آپ کا ایک خادم بیان کرتا ہے کہ میں آپ کو بجز قیلولہ کے وقت کے اور کچھ حصہ شب کے ہر وقت مشغول دیکھتا تھا +

آپ اپنے دوستوں کو بھی ہمیشہ ذکر و مراقبہ کی تحریص و ترغیب دلایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ دُنیا، دار عمل اور مزرعۂ آخرت ہے۔ لہذا اپنے حضور و باطن کو برعایت آداب و اعمال ظاہرہ درست کرتے رہو۔ بعض لوگوں نے بعض رسائل خواجگان نقشبندیہ سے قلت عمل سمجھ لی ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ طریقہ خواجگان نقشبند اتباع رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بالکل مطابق و موافق ہے۔ اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا باوجود مقام محبوبیت و علو منزلت حاصل ہونے کے یہ حال تھا کہ کثرت عبادت سے آپ کے قدم مبارک ورم کر جاتے تھے۔ ہاں اس قدر ضرور ہے کہ ابتدائی طریقہ خواجگان بلکہ درمیان میں بھی چونکہ زیادہ تر تعلق سکر و جذبات سے ہوتا ہے۔ لہذا بوجہ کثرت سکر و استغراق کے باعث قلت عمل ظہور میں آئی ہے۔ اور اسی لئے ان احوال میں فرائض و واجبات اور سنن موکدہ پر اقتصار کیا ہے۔ باایںہمہ رعایت عزیمت کو ہر حال میں لازم سمجھا ہے۔ اور یہ ریاضات عظیمہ سے ہے خصوصاً جذبات غلبات کی حالت میں۔ لیکن پھر جب وہ تلوینات احوال سے تمکین کے درجہ کو پہنچتے ہیں تو لامحالہ اُن سے کثرت طاعات و عبادات ظہور میں آتی ہے۔ اور ترقیات عالیہ کو پہنچتے ہیں +

اور چونکہ آپ کو مسائل فقہیہ بھی بتمام و کمال مستحضر تھے۔ اور اصول فقہ میں بھی آپ مہارت تامہ رکھتے تھے۔ لیکن کمال احتیاط کے باعث اکثر مسائل فقہیہ آپ فقہ کی معتبر کتابوں میں تلاش کیا کرتے تھے۔ اور اس لئے سفر و حضر میں یہ کتابیں آپ کے ساتھ رہتی تھیں۔ ہمیشہ آپ قول مفتی بہ اختیار کیا کرتے تھے۔ اور اگر جواز و عدم جواز اور حرمت کے بارے میں فقہا کے درمیان تعارض و اختلاف واقع ہوتا۔ تو جانب عدم جواز و حرمت کو ترجیح دیتے۔ اور جہاں تک ممکن ہوتا اقوال فقہا کے درمیان

جمع و تطبیق عمل میں لاتے ۔ اور جن مسائل میں کہ حضرت امام اعظم اور صاحبین کا اختلاف ہے ۔ اور اگرچہ فتوے صاحبین کے قول پر ہوتا ۔ تاہم گاہے گاہے احتراماً حضرت امام اعظم کے قول پر بھی عمل کرتے ۔ جیسا کہ زیارت قبور کے وقت قبور پر قرات قرآن مجید حضرت امام اعظم کے نزدیک مکروہ اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے ۔ لہذا آپ بھی اکثر قبور پر قرآن مجید قرات کرتے اور کبھی برعایت مذہب امام اعظم تلاوت قرآن نہ کرتے ۔ اور صرف دعا پر اکتفا کرتے ✦

راقم الحروف چونکہ ہمیشہ آپ کو امامت کرتے دیکھتا تھا اس لئے خیال گذرتا تھا کہ آخر اس کی کوئی وجہ ضرور ہوگی ✦

چنانچہ ایک روز آپ نے جمع عمل بمذاہب کے متعلق بیان فرمایا کہ شافعیہ و مالکیہ کے نزدیک بدون قرات فاتحہ نماز درست نہیں اور احادیث صحیحہ اس پر دلالت بھی رکھتی ہیں ۔ اور چونکہ حضرت امام اعظم کے نزدیک امام کی قرات ہے ۔ اس لئے اُن کے نزدیک فاتحہ خلف امام پڑھنے کی ضرورت نہیں ۔ اس پر جمیع فقہائے حنفیہ میں اگرچہ بعض فقہا نے سورہ فاتحہ پڑھنے کی بھی اجازت دی ہے ۔ لیکن یہ روایات مرجوح و غیر مفتی بہا ہیں ۔ اس لئے اس مسئلہ کے متعلق مذاہب آئمہ کو جمع کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور یہ امامت کرنے سے حاصل ہے ✦

الغرض سفر و حضر دونوں میں آپ نصف شب سے اور کبھی آخر رات سے اُٹھکر ادعیہ مسنونہ پڑھتے ۔ اور کمال اسباغ کے ساتھ وضو کرتے ۔ اور اس قدر رعایت آپ کرتے کہ اس سے زیادہ متصور نہیں ہو سکتی ۔ وہ یہ کہ وضو آپ خود ہی کرتے اور قبلہ رو ہو کر بیٹھتے ۔ اور کوئی شخص پانی ڈال کر آپ کو وضو نہ کراتا ۔ اور پیر دھوتے وقت جنوب و شمال کی طرف مڑ جاتے ۔ اور ہر ایک نماز کے وقت وضو کرتے ہوئے مسواک آپ ضرور کرتے ۔ اور اعضائے وضو تین دفعہ دھوتے ۔ اور ہر دفعہ اس کا پانی اس طرح نچوڑ دیتے کہ قطرہ ٹپکنے کا احتمال باقی نہ رہتا ۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ماء قاطر کی نجاست و طہارت میں فقہا کو اختلاف ہے ۔ ہر چند کہ فتوے طہارت پر ہے ۔ لیکن آپ احوط پر عمل کرتے ۔ اور ہر عضو کو دھوتے ہوئے کلمۂ شہادت اور ادعیہ ماثورہ پڑھتے ۔ مثلاً مشکوٰۃ شریف وغیرہ وغیرہ جو کتب احادیث و فقہ اور کتاب عوارف المعارف

میں مذکور ہیں۔ بعد ادائے وضو گوشۂ چشم حق بین آسمان کی طرف متوجہ کرکے دعائے مسنون پڑھتے۔ اور طمانیت وحضور تمام کے ساتھ نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوتے شروع زمانہ میں اکثر نماز تہجد۔ اشراق اور نماز چاشت میں کئی کئی دفعہ سورۂ یٰسین تلاوت کرتے۔ حتےٰ کہ بعض دفعہ آپ نے ان نمازوں میں اسّی اسّی دفعہ سورۂ یٰسین تلاوت کی ہے۔ اور آخیر زمانہ میں تو آپ اکثر پورا قرآن مجید تلاوت کرتے۔

پھر نماز تہجد کے بعد مراقبہ کرتے اور صبح صادق ہونے تک بطریق مسنون تھوڑی دیر آرام کرتے۔ اور صبح صادق ہوتے ہی نماز فجر میں مصروف ہو جاتے۔ اور سُنّت فجر مکان سے ہی پڑھ کر جاتے۔ اور سُنّت وفرض کے درمیانی وقت میں تسبیح وتہلیل کرتے رہتے یعنی سُبحان اللہ وبحمدہٖ سُبحان اللہ العظیم آہستہ آہستہ پڑھتے رہتے تھے۔

پھر ادائے فرض کے بعد سے اشراق تک مریدوں کے ساتھ حلقہ باندھ کر مراقبہ کرتے۔ بعد ازاں بعد سلام چار رکعت نماز اشراق پڑھتے۔ اور پھر تسبیحات ودعائیں وغیرہ جو اس وقت کے لئے احادیث میں وارد ہوئی ہیں پڑھتے۔

پھر گھر جا کر اہل وعیال کی طرف متوجہ ہوتے۔ اور خانگی امور میں مصروف ہو جاتے۔

اس کے بعد خلوت میں بیٹھتے اور تلاوت قرآن مجید کرتے۔ تلاوتِ قرآن مجید کے بعد طالبوں کے حالات دریافت کرتے۔ اور انہیں بُلا کر خود اُن سے حالات دریافت کرتے۔ خاص طالبوں کو بُلا کر اسرار ومعارف بیان کرتے۔ اور ہر شخص کی استعداد کے موافق نسبت وفیض کرتے۔ اور اپنے احوال وارادہ سے انہیں اطلاع دیتے۔ اور سب کو اتباع سنت دوام ذکر وحضور مراقبہ اور اخفائے حال کی تاکید اکید کرتے۔ اور فرماتے کہ اگر دنیا ومافیہا میں ایک عمل بھی مرضی حق سبحانہ کے موافق معلوم ہو۔ اور تم اس پر عمل کرلو۔ تو اُسے مغتنمات سے جانو۔ اور اس کی مثال اس طرح جانو کہ ایک شخص چند ریزوں کے بدلے جواہر نفیسہ خریدے اور جمادات کے عوض روح حاصل کرلے۔

کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے متعلق فرمایا کہ تمام عالم اس

کلام معظّم کے پہلو میں ہے۔ اور کاش وہ اس دریائے محیط کے بالمقابل ایک قطرہ کا ہی حکم رکھتا۔ یہ کلمہ طیبہ جامع کمالات ولایت و نبوت ہے۔ لوگ تعجب کرتے ہیں کہ اس ایک کلمہ کے پڑھنے سے ہی۔ کیونکر جنت میں داخل کر دینگے اس فقیر کو مشاہدہ ہوا ہے۔ کہ اگر اس ایک ہی کلمہ کے بدلے تمام عالم بخش دیں اور بہشت بھی نصیب کریں تو اس کی بھی گنجائش ہے +

اگر اس کلمہ کے برکات تقسیم کریں تو تمام عالم ابدالآباد تک معمور و سیراب ہو جائے لیکن اس کلمہ کی برکت پڑھنے والوں کو علےٰ قدر مراتب پہنچتی ہے۔ جس قدر پڑھنے والا ذی مرتبہ ہو۔ اُسی قدر برکت اُسے پہنچتی ہے +

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں کوئی آرزو و مقصد اس کے برابر معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کوئی شخص گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر کلمہ طیبہ کو پڑھے اور محظوظ ہو۔ لیکن کیا کیا جائے کہ تمام آرزوئیں حاصل نہیں ہیں +

آپ طالبوں کو کتب معتبرۂ فقہ کے مطالعہ کی بھی تاکید کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ علمائے دین نے احکام شرع شریف کے تحقیق کی ہے۔ کہ کون کون سے مسنون و معمول بہا ہیں اور کون سے بدعت و مردود ہیں۔ کیونکہ زمانہ عہد مبارک رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے دور ہو گیا ہے اور بہت سے مفاسد بدعت و فسق و فجور زمانہ میں پیدا ہو گئے ہیں۔ اس لئے بدون چراغ سنّت نبویہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے راہ نہیں مل سکتی +

نیز آپ نے فرمایا کہ کشف سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ عالم ظلمت بدعت کے گرداب میں پھنسا ہوا ہے اور نور سنت دور جا پڑا۔ اور کرم شب چراغ کی طرح دکھائی دیتا ہے +

آپ کی صحبت اکثر خوشی کے ساتھ گذرتی تھی۔ ہرگز آپ کسی مسلمان کی غیبت و عیب جوئی نہیں کرتے تھے۔ اور نہ آپ کی مجلس میں کوئی ایسا کر سکتا تھا۔ آپ کی ہیبت اس قدر غالب ہوتی تھی کہ باوجود احوال عظیمہ حاصل ہونے کے کسی پر تلوّن مزاجی یا انبساط کے آثار ظاہر نہیں ہو سکتے۔ اور مجلس میں شور و غل کرنے اور چیخنے چلانے کا تو ذکر ہی کیا +

دو سال تک راقم الحروف آپ کی خدمت میں حاضر رہا۔ تین چار دفعہ اس قدر ضرور دیکھا ہے کہ آپ کے چہرہ ہمایوں پر اشک کے قطرے بھی ہیں۔ اور تین چار دفعہ اور بھی دیکھا ہے کہ اسرار و معارف بیان کرتے ہوئے آپ کی آنکھیں اور رخسارے سُرخ اور عرق آلودہ ہو گئے +

ایک روز آپ معارف بیان کرتے ہوئے ایک ساعت تک خاموش رہے بعد ازاں فرمایا کہ اس وقفہ کے درمیان احوال عالیہ و معاملہ عظیم ظاہر ہوا۔ چنانچہ اُس وقت آپ کی آنکھوں سے اثر غیبت اور چہرہ سے حیرت ظاہر تھی۔ اس قدر آثار تلوین آپ پر ظاہر ہوتے تھے +

نماز اشراق آپ خلوت میں پڑھا کرتے تھے اور پھر مکان میں چلے جاتے تھے۔ اور کھانا وغیرہ تناول کر کے تمام درویشوں اور فرزندوں کو بہ نفس نفیس جو کچھ گھر میں پکا ہوتا پہنچاتے۔ اور اگر فرزندوں اور درویشوں اور خادموں سے کوئی اُس وقت حاضر نہ ہوتا تو اُس کا حصہ رکھوا دیتے +

کھانا کھانے کے بعد بھی آپ ادعیہ ماثورہ جو اُس وقت پڑھی جاتی ہیں پڑھا کرتے تھے۔ اور آخیر زمانہ میں جب کہ آپ نے عزلت اختیار کی۔ اور بہ صوم عزلت تھا۔ کھانا خلوت خانہ ہی میں تناول فرماتے تھے۔ اور کھانا کھانے کے بعد سورہ فاتحہ جو لوگوں میں مشہور و معروف ہے آپ سے بہت کم دیکھی گئی ہے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ میں وارد نہیں ہوئی +

آپ ہر روز دن میں ایک بار کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور بہت قلیل۔ باوجود اس کے فرمایا کرتے تھے۔ کہ حسب اقتضائے آخری زمانہ بھوک میں کمال اتباع آنسرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والسلام مُیسّر نہیں ہوئی +

نیز آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو چیز کہ عارف کو ملکیت سے بشریت کی طرف لاتی ہے وہ کھانا ہے۔ گاہے گاہے صورت مثالیہ میں اس کی کدورتیں نظر آتی ہیں۔ طعام آپ بخشوع و خضوع تناول کیا کرتے تھے اور دوستوں کو بھی اس کی تاکید کیا کرتے تھے۔ کھانا کھاتے وقت آپ داہنا زانو بچھا لیتے تھے اور مجالس میں دونوں زمین پر بچھا لیا کرتے تھے۔ کھانا کھانے کے بعد بطریق سنت تھوڑی دیر